



# یا حجتہ القائمؑ ادرکنی

روضہ مبارک سید السادات  
السید علاؤ الدین رسولدار رحمۃ اللہ  
زیدی الحسینی مدینۃ السادات اوج شریف



سخی السید مروت حسین زیدی صاحب الحسینی رسولدار  
مکتبہ سادات زیدی رسولداران نہپور

السید کاشان رضا زیدی الحسینی رسولدار

سجادہ نشین

آستانہ عالیہ حضرت قبلہ سید ریاست حسین زیدی الحسینی رسولدار

03007579114 وٹس اپ نمبر

محله علی پور پاکپتن شریف



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# شجر طیبہ

نسب نامہ سادات زیدیہ پنگوڑ، سادات نقویہ موہنہ  
رسولپور، سلطان پور تحصیل پل و ضلع گورگانوہ (فرید آباد)

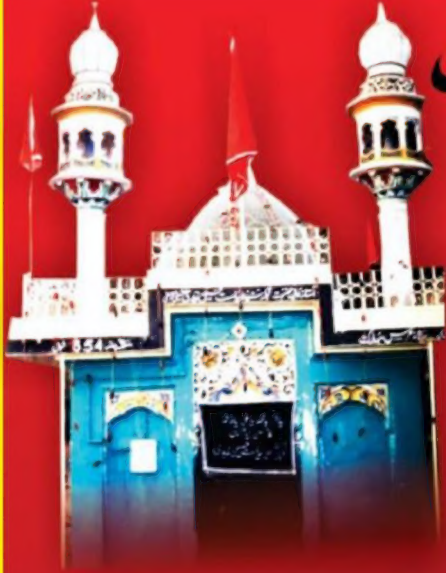
— مرقبہ —

مختیار عباس سلطانپوری

## جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ..... شجرہ طیبہ  
مرتبہ ..... بختیار عباس سلطان پوری  
ناشر ..... سیدکے پبلشرز  
بار ..... اول  
تاریخ اشاعت ..... جنوری ۲۰۰۴ء  
پتہ برائے خط و خطابت ..... اسد زسری شجاع آباد روڈ ملتان  
ای میل .....  
baqir@mul.paknet.com.pk





# یا حجتہ القائمؑ ادرکنی

روضہ مبارک سید السادات  
السید علاؤ الدین رسولدار رحمۃ اللہ  
زیدی الحسینی مدینہ السادات اوج شریف



سخی السید مروت حسین زیدی صاحب الحسینی رسولدار  
مکتبہ سادات زیدی رسولداران نہٹور

اس کتاب کی PDF کاپی برائے ایصالِ ثواب بزرگان

خاندان سادات زیدی رسولداران نہٹور تیار کی گئی ہے

السید کا شان رضا زیدی الحسینی رسولدار

سجادہ نشین

آستانہ عالیہ حضرت قبلہ سید ریاست حسین زیدی الحسینی رسولدار

03007579114 وٹس اپ نمبر

محله علی پور پاکپتن شریف

کچھ مصنف کے بارے میں

سید یحیٰی عباس صاحب کا انتقال اصل میں لکھنپور سے ہے لیکن وہ ۱۵ فروری ۱۹۴۷ء کو اپنے انتقال پر اس میں  
بیکار ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ہمیں سے حاصل کیا اور نل پاس کرنے کے بعد ۱۹۳۹ء میں گورنمنٹ الی سکول لہول میں داخل کیا تھا کہ  
والد کا انتقال ہو گیا اور والدہ کی جائیداد کا تنازع شروع ہو گیا۔ وراثت کا یہ مقدمہ علاقہ کشمیر و معروف مقدمہ قاجاؤں نے  
ہندوستان کی اس وقت کی سب سے اعلیٰ عدالت سے جیتا۔ اس مقدمہ کے لڑنے میں انہوں نے اتنا مطالعہ کیا کہ خود کا قانون وراثت کے  
نہر ہو گئے۔

ع ۱۹۵۷ء میں رسول پور سے ہجرت کر کے لبنان آئے اور یہیں آباد ہو گئے۔ ماہی اور ماچے پر اور خورد و خوار ماہی کی زندگی اور انشیہ سلطان پور میں اللہ کر آئی اور انکی ترقی اور مجدداشت پر خاص توجہ دی اور غلات کے نامور زمیندار اور باغبان کہلاتے۔ اس کے ساتھ اپنے بچوں کی تعلیم اور بیت پر خاص توجہ دی اور بہت محنت کی، مٹل کے نتیجے میں تمام بچے ماشاء اللہ اعلیٰ تعلیم سے مزین ہوئے، جس میں ڈاکٹر بھی ہیں اور انجینئر بھی، کامیاب کاروباری بھی ہیں اور زمیندار بھی۔ ساتھ ہی اپنی ملیکایات میں اضافہ کی کوشش بھی جاری رکھیں اور ادیب، مادیب، عالم اور ادیب فاضل کے اختانات بھی پاس کئے۔

یہاں مختار صاحب بہت ملکہ دار، بنیلم، الطبع، رنگ برت اور پاک طبیعت انسان ہیں اور لوگوں کی مدد کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔ اپنے قدمات، کئے سادات کا شجر و طب و حربہ کرنا ان کی عادیہ و خواہش تھی اس کے لئے وگزیشت پالیس سال سے کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس سلسلہ میں مختلف لوگوں سے ملاقاتیں کیں، ان سے معلومات حاصل کیں اور بخار خود اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمدانی موجودہ فصل پر ان کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ وہ خود شجر و حربہ کر گئے ان کے حوالے کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہاجرہ عظیم و طہارے سے نوازا رکھے جن کو شاد و آرا کرے۔

علی اختر





### ترمیم

- صفحہ ۱۲۸، ۱۱۳ (۲) کا انتقال طبعی موت سے ہوا
- صفحہ ۱۲۲ باقر حسین کے شاکر حسین، اسرار حسین اور دختران ہیں
- صفحہ ۱۳۳ قائم حسین کے محمد شاکر اور محمد شاکر کے محمد ناصر پڑھا جائے
- صفحہ ۱۵۹ لاکھن ۱۸ سلا ناظم سلطان امام اے اسلامیات تھے
- صفحہ ۱۶۹ پاروں ہستیوں کی پہلی ڈاکٹر فیروزہ خانوں دختر قائم حسین ہیں
- صفحہ ۱۸۳ ریاض امیر کا نکاح قلیہ ناصر الماسد گھنڈی نے نہیں پڑھا
- صفحہ ۱۹۹ ولایت علی کی جگہ وارث علی پڑھا جائے
- صفحہ ۲۰۰ لاکھن ۱۱ نبال امیر کی جگہ اقبال احمد پڑھا جائے
- صفحہ ۲۰۰ آل رسول کا مقدمہ قلیہ ناصر حسین مجتہد گھنڈی نے نہیں پڑھا
- صفحہ ۲۰۵ پردہ علی کے چوتھے فرزند مہدی علی تھے جن کے امیر علی، ابو نصر، عارف علی اور جعفر حسین پسران تھے۔ ابو نصر کے فرزند ابو الفضل اور الدفوت ہوئے۔ عارف علی کے فرزند آفتاب علی ہیں۔ جعفر حسین کے اقبال عباس، تقی علی عباس پسران ہیں
- صفحہ ۲۱۳ لاکھن ۶ افضل حسین کی ۲ بیویاں تھیں امیر قاطر اور رئیس قاطر، اولاد نہیں
- صفحہ ۲۲۷ لاکھن ۲۲ علی عباس کی دختران میں کوثر قاطر زوجہ امیر عباس لکھی سے رہ گیا ہے
- صفحہ ۲۳۲ منصب علی کے عتایت علی اور انکی دختر بندی ہے
- صفحہ ۲۳۹ اعظم شاہ کی دختر کی جیت علی پگاڑی کی زوجہ نہیں بلکہ والدہ ہیں
- صفحہ ۲۵۰ لاکھن ۷ سعید و بیگم زوجہ امیر حسین الدار اور حسین قاطر ہے سعید و بیگم زوجہ حسن ذکاں پڑھا جائے
- صفحہ ۲۳۶ لاکھن ۱۹ پردہ علی کی اولاد میں ۳ لاکھیاں اور ۲ لڑکے ہیں
- صفحہ ۲۶۶ بنت قاطر کے شفاعت حسین، شوکت حسین کی جگہ انکی والدہ حسین اور زوار حسین پڑھا جائے
- صفحہ ۲۷۰ امتیاز علی مظاہر کی جگہ امتیاز علی سولہ پور پڑھا جائے

ابتداء

پاک

خانہ

بارش

آگے

سلسلہ

-1

-2

-3

## آئینہ ترتیب

نمبر شمار	نام مضمون	کیفیت	نمبر صفحہ
1	ابتدائیہ	ماخذ شجرہ طیبہ	1
		باب اول	
2	آبادی سادات درسیات		3
3	1947ء سے پہلے ہم کہاں تھے		3
		باب دوم	
4	مقالہ اول سادات ذبیحہ	مرتبہ منتخبہ عباس	1
	از قاری مقالہ سرہانہ رضائیل از تاریخ سادات میرات		21
5	سادات ذبیحہ موضع پنگوڑ		51
6	مقالہ دوم قاری از مولانا سید علی تقی شاہ سلطانپوری		61
7	مقالہ سوم در بارہ واحد سادات نقویہ مرتبہ منتخبہ عباس		64
		باب سوم	
8	نسب سادات نقویہ	موضع موبہ	100
9	نسب سادات نقویہ	موضع رسو پور	132
10	نسب سادات نقویہ	موضع سلطانپور	220
11	نسب سادات نقوی	موضع لہلہ	228



## ابتدائیہ

آفریقہ میں اور شرع جون 1947ء کے وقت میں سادات چنگوڑ، دہلی، روسلپور، سلطانپور نے اپنا وطن چھوڑا جو مسلم ہندو پاک کے تھے اور تھانہ آبادی کے مجموعہ کے مطابق مل میں آیا۔ لیکن لاکھ لاکھ کی تباہی کا جنگ اور بڑا خونریزی کی ہو جانے کے برعکس سکھوں اور ہندوؤں نے مسلم خون و عزت کو خاک میں ملا دیا اور لاکھوں مسلمان قتل اور ہزاروں مسلم خواتین کی بے رحمی ہو گئی۔

ملک کے اسیاد کے ساتھ شہر مدے انساب اور قیمتی کتب خانہ ہندوؤں نے ہلا دیا اور سادات خالی پاکستان میں آئے وہاں سادات ہندو، روسلپور، سلطانپور اور چنگوڑ واحد مضافات میں با شرکت فیہرے آ رہے۔ یہاں پاکستان میں مختلف اقوام مسلم کے ساتھ رہنا چاہا اس لئے ضروری ہو گیا کہ اپنی شناخت برقرار رکھنے کے لئے نسب نامہ ترتیب دیا جائے۔

چونکہ مجھے ادائیگی طور پر اس کا شوق تھا اس لئے میں نے کوشش شرعی کی۔

1- مجھے علم تھا کہ رضا مسین روسلپوری نے نسب نامہ ترتیب دیا تھا شاید ان کے دادا ان کے پاس اس مفروضہ کے تحت میں نے بھائی عبدالوہاب صاحب سے کہا کہ ان کے خاندان کا ایک فرد اشم مسین کراچی میں ہے آپ وہاں جا رہے ہیں معلوم کیجئے، چنانچہ وہ ان سے یہ سرمایہ لے آئے۔ یہ ادراقی پریشاں، ہمارے ترتیب اور باطلہ بندی تھے۔ لیکن ایک سرمایہ کالی کی شکل میں بھی تھا جس میں تذکرہ واحد اور نسب نامہ مختلف حضرات کا سرچہ تھا جو انہوں نے نقل کیا تھا میں نے ان سب ادراقی پریشاں کو ترتیب دے کر اکٹھا کیا اور 1960 سے 1980 تک اسی میں سرگرداں رہا۔ اگر یہ سرمایہ نہ ہوتا تو میں کبھی بھی کچھ نہ کر پاتا۔ مرحوم رضا مسین نے 1901ء سے 1908ء تک مختلف مقامات پر جا کر اور مختلف اشخاص خصوصاً مولوی علی غنی شاہ سلطانپوری، شمس علی روسلپوری اور دیگر حضرات سے ملاقات کر کے اکٹھا کیا۔

2- کجرات جانا ہوا تو معلوم ہوا کہ روسلپور کا نسب نامہ ہندوستانی وزیر آباد میں مولانا نذر مسین روسلپوری کے پاس ہے چنانچہ وہاں جا کر ان کی عنایت سے نقل کیا۔

3- راولپنڈی میں چچا زاد علی کی وفات پر جانا ہوا تو معلوم ہوا کہ چچا جمعیت ملی کے پاس نسب نامہ ہے مگر انہوں نے اجتناب کیا۔ راولپنڈی سے ہی بھائی عبدالوہاب کے ساتھ سہاولی سید آل مسین سلطانپوری کے پاس گیا ان کے پاس بھی نسب نامہ تھا ان کا اثر دہلی اور نسب نامہ کی نقل بھائی عبدالوہاب کے نسخے کرنے پر نہ لے سکا۔

## باب ۱۱

- 4- میں نے اپنا کام مکمل کر کے یہ "سرایہ رضا" بھائی عبدالوہاب کو واپس کر دیا یہ ان کے فرزند سید علی ساجد کے اور اب سید علی اختر مونی کے پاس ہے۔
- 5- بحر حال رضا حسین نے بہت جدوجہد اور تنگ دود کر کے یہ نسب نامہ لکھا کیا تھا اور اس کا نام خود ہی "سرایہ رضا" تھا۔ خدا ان کو جتن مسعود میں نایہ اسلام جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔
- 6- سب سے اہم اور درست نسب نامہ مولانا علی قلی شاہ سلطانپوری کا تھا جو انہوں نے 1890 سے 1901ء فرمایا تھا جو سلطانپور میں شائع ہو گیا اور 1947ء میں پچازین الدین اس کو نہ لاسکے ان کا تذکرہ اجداد سید علی سلطانپوری سے مہیا ہو سکا اور یہی مقالہ "سرایہ رضا" میں بھی ایضاً تھا جو میں نے نقل کیا۔ اب لکھ رہا ہوں۔
- 7- "سرایہ رضا" میں سید رضا حسین نے مقالہ تذکرہ اجداد سید مولوی محبوب علی دملوی نقل کیا تھا جو میں ایضاً نقل ہوں۔ سید علی اختر مونی سے معلوم ہوا کہ یہ مقالہ مولوی محبوب علی نے اپنی کتاب "تاریخ سادات میاں لکھا ہے۔ جو پنجاب الہ نوری لاہور میں موجود ہے۔
- 8- سادات سادات ابدالی طور پر تاریخ شائع ہو گئے اور گزیر آف انڈیا میں موجود ہے جو پنجاب لاہور میں لاہور میں بہاولپور میں موجود ہے۔ ان سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔
- 9- سید رضا حسین دہلوی نے بھی سید پرورش علی کی طرح بڑی کوشش اور محنت سے شجرہ نسب ترتیب دیا تھا۔ میں سید پرورش علی کے خاندان کے فرد سید ظہیر الحسن کے پاس تھا، میں نے متعدد بار انہیں عرض کیا کہ میں اس رے ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند سے بھی کہتا رہا لیکن انہوں نے بھی اس روز فراہم اقرار کیا پھر اسی شجرہ میں علی مونی نے "گلدستہ سادات مونی" کے نام سے سادات سید کا شجرہ شائع کیا کاش وہ سادات کا بھی شائع کر دیتے اس میں کئی مقامات پر اصل سے گریز نظر آتا ہے کہ حال ان کی کوشش بھی لائق ہے۔
- 10- آئندہ بھی اگر کسی شخص کو میری کوئی نخلی شجرہ نسب میں نظر آئے تو برائے سرہانی اس کی صحت کر دے۔
- 11- شجرہ نسب میں جو آفری آدی لکھا گیا ہے وہی 1947ء میں پاکستان آ یا اس کے بعد ان کو خود اپنا نسب نامہ چاہئے۔ شجرہ میں سرخیاں میری اپنی ہیں۔
- 12- سید علی اختر مونی نے پروف ریڈنگ خصوصاً فارسی مقالے کی درستی فرمائی مہنوں میں۔ بہ طور مثال، ڈاکٹر باقر نے محنت سے کچھ پرانی پینٹنگ کی۔



# الہد کا شان رضا زید کا الحنفی رسولدار

## آبادی سادات درمیوات

## باب اول

- سید رضا حسین نے کولہ تاریخ سادات میوات دہلوی گروہ کی دہلوی سادات میں حسب ذیل درمیان سادات نقل کئے ہیں
- "میوات وغیرہ میں جو سادات مسکن آباد ہوئیں وہ سید محمد رضا الدین سام سے نیراز شاہ غوری تک چند یہاں تھے"
- 1- نیرعل جزائریہاں کھیرعل کے نام سے تبدیل ہوا
  - 2- منڈھا از ہر سرگودھ قصبہ مذکور (کھیرعل)
  - 3- گلہڑی کاس کے (منڈھا) نزدیک ہے
  - 4- نورنگ نزدیک قصبہ مذکور (کھیرعل)
  - 5- سید پور چانک از اولاد سید نظام الدین بن برادر سید محمد ساکنان منڈھا ک پرگز و میوازی نزدیک پانی (رونگ)
  - 6- ۲۲ سیدوں کا موضع ہے، بعض فتح مزو کی والدہاں میں سے تھیں
  - 7- شادپور سیدوں کا موضع تھا، راہی سے نوراز پور تحصیل مارول ہے۔
  - 8- ترکیاں تحصیل میوازی اسے ترکیاں اس کہتے ہیں۔
  - 9- چکوز تحصیل پل
  - 10- غوم خیر میواتیاں اسے بھر کر کہتے ہیں گزگوت قاسم سرکار میوازی۔
  - 11- ۱۲- ساٹاپور تحصیل پل، ۱۳- موہن تحصیل لب گڑھ، ۱۴- کلب کوہ میں قصبہ نور سے جانب غرب
  - 15- کوہ پل تحصیل پل، ۱۶- پھاری پڑاں تحصیل کانسوں
  - 17- راجپور ترکیاں اور شاہ پور کے درمیان تھا، بران ہو گیا اور وہاں کے زمیندار سادات قصبہ میوازی میں آباد ہوئے
  - 18- مارول خود قصبہ اور تحصیل ہے، سید عثمان کسم بارہائی شید کی اولاد سے ہیں، سید ثانی الدین شیردار کے پوتے ہیں۔
  - 19- بہار پور، ۲۰- مسین پور، ۲۱- قصبہ پل،
  - 22- قصبہ فرید آباد تحصیل لب گڑھ، ان کی اصل مجھے معلوم نہیں کہتے ہیں، ذی سادات ہیں، موضع موہن کے فتوی سادات سے ان کی رشتہ دار ہیں، سید آل نیرید، بارہائی موہن کے نواسے ہیں۔

1947 سے پہلے ہم کہاں تھے؟

ضلع گورگانوہ

گوز کاٹھو درہلی سے جنوب مغرب میں راستہ مہروالی پانچس میں کے بعد ہے۔ درہلی اس ضلع کی چھاؤنی میں واقع ہے۔ یہاں پر ایک چمک چمک چھاؤنی گوز کاٹھو چھاؤنی سے متصل ہے جہاں ایک چھاؤنی مذکور اس نام سے مشہور ہوئی، اس کا نام "مہر مہروالی" ہے۔ گوز کاٹھو درہلی سے گزرتا ہوا دو گلیاں۔

یہ موضوع ”عبد الوہاب اشعر“ نے اپنے کرد (پیشوا) ”اورون پانوں“ کو یاد کیا۔ 1893ء میں یہ شائع کاغذ نامہ ہوا۔ پہلے دہائی میں شائع ہوا۔ 1858ء سے صوبہ پنجاب میں شائع ہو گیا، اسلئے میں اس شائع کی 33 تصانیفیں محسوس اور اب دیوانہ کی 42 کمانڈو، پرنٹل، ہاپنگ اور جارج، فیروز پور، تحصیل ہیں۔

حدود اور بیرون ہے کتاب شرق دریائے جمن (جمن) اس ضلع اور ضلع علی گڑھ کا ایک شیر (جلی) کی حد فاصل ہے۔ غرب  
ریاست تاجھ و خیر و شمال میں دیہات ضلع دہلی اور جنوب میں دیہات ضلع تمہر اور ریاست بھرت چور علاقہ اور ہے۔  
ہندوستان ارضی 1833 میں ہوا اس سے قبل کے کاغذات بال آگر و مین موجود ہیں۔ جن میں اس علاقہ کے شجر و نبات  
اور متفرق ملکیت و خیر و شمال ہیں۔

## تحتصیل پول

پرگز لیل قدیم قصبہ ہے کتاب بہا بہارت میں اس کا نام "انچل" لکھا ہے، چاند نے اس کو جھڑی قرار دیا جس کا  
 انچس ہے اس قصبہ کو بھی زیر کیا اور دھند اور مکانات اہل بدو سوار کئے دیں یہاں یہ مقام "میرا" کہلاتا ہے یہ بھٹی کے ہے (اور  
 فیصل اس میں اکثر سفر کرتے ہیں اور مکانات مسجد قدیمہ کو تعمیر بھی کبھی بلند ہی ہوئی ہیں۔ فیہ پوٹ ٹوٹ ہے نسبت دھند جھڑی کے  
 جس کا نام دھند ہے۔ اس میں بدو مسلمان مختلف قریبی آباد ہیں۔

[illegible]



میں رہا۔ (1757: 1773) اس زمانہ میں رہنے کے عادات خارق و عجیب تھے۔ یہ عجوبہ دیکھ کر کسی صاحبِ ذہنی سے گواہی نہ مل سکتی تھی۔ یہ وہی ہے جس پر لکھا ہے کہ "مہاجرین ساکن پول پر جو اس کی سرکار میں" وہیں ان "مقتاداروں" کو رکھا اور اس کو کرنا کرنا چاہا وہ مطلع ہو کر وہ پور چلا گیا اور اسے "سید محمد باورسوروی" (جو عمول و ضابطہ) عظیم الشان سے امان طلب کی سیدہ کے لئے سب امان اپنے گل میں پوشیدہ رکھا۔ آخر قیام رہے جس سے ان کو اور ان کے لڑکے کو شہادہ کو مستحق تھی کے پاؤں سے بندھوا دیا مگر اچھی نے جنش نہ کی۔ اسی اثنا میں "کندو" با فروش یعنی بھات (جو قوم سادات کی درج کرتی تھی) سیدہ کے دربار رہے میں آیا کوئی "بکت" (دوید لقم) رہے کی تحریف میں چمکی تھا اور وہ بکت رہے کو پند آئی اور با فروش سے کہا "مجھ کیا مانگتا ہے اس نے رہے کو کہا میرے سیدہ پر سے یہاں قید ہیں ان کو چھوڑ دے چنانچہ رہے نے ان کو چھوڑ دیا اور با فروش رخصت کیا کہتے ہیں اس وقت گواہی کا حکم بھی لے لیا۔

1774ء میں یہ پرگنہ اس سے نکل گیا اور راجہ نجف علی خان سے منسوب ہو گیا، چنانچہ 1774ء 1787ء مملداری نواب نجف خان راجہ اور 1788ء میں ہمارے گوالیار خیل سندھیا نے قبضہ کر لیا اور "نواب صاحب" "عظم شہزادہ" 1802ء تک مرہٹہ مذکور کی مملداری رہی 1802ء میں لارڈ ایک نے پرگنہ پول نواب مرہٹہ خان راجہ اور فتح مرہٹہ کو دے دیا۔ نواب کی وفات پر پرگنہ ضبط ہو گیا۔

السید کا شان رضا زیدی الحنفی رسولدار

### عمارات

پول میں جامع مسجد: (رہے بزرگ عظم) عہدِ مسلمانین انش

مقبرہ سید داؤد:

(مقبرہ سید داؤد - میں نے دیکھا ہے محمد اسحاق پول والے سے سنا ہے کہ یہ مقبرہ "میر قاسم" بھال والے کا ہے یہ ان کے والد کی حقیق ہے انہوں نے ایک کتاب مشاہیر پول لکھی ہے محمد اسحاق، اڑی شہر میں تھے۔) (داؤد از تاریخ گورگنواں)

# باب دوم

مقاله اول

## سادات زیدیه

ماخوذ از تاریخ سادات میوات و سرمای رضا

بحواله مقاله غلام محمد چوسروی، و مشرف علی، و هم

اصغر علی بقلم سید امام الدین مهرولی (دلی)

نقل رضا مورخه 12-07-1909

مرتبہ: مختیار عباس



سادات زیدی اولاد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام یا سلسل حضرت امام زادہ زید الشہید کی مناسبت سے زیدی کہلاتے ہیں بعد رسول ﷺ ان کے خاندان اور نسل آل ابوطالب علیہ السلام سے جو مظالم روار کھے گئے اور بنی امیہ اور بنی عباس کے عہد حکومت میں ان کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ تاریخ اسلام کا ایک سیاہ باب ہے وہ سبھی کو معلوم ہے۔

اسی ہنگام میں بقاء نسل اور فروغ اسلام کے لئے یہ ضروری ہو گیا تھا کہ اشارہ قدرت اور حکم امام عصر کے تحت سادات منتشر ہو جائیں اور دنیا میں وہ اسلام پیش کریں جسے لے کر ان کے جدا مہم جوٹ ہوئے تھے اور جس کا چہرہ اسلام کے جدی پشتی دشمنوں نے مسخ کر دیا تھا۔

”حضرت علی علیہ السلام کے ظاہر اہم حکومت میں وسط ایشیا جو اس وقت ایران کا حصہ تھا ہنسی قبیلہ اسلام میں آیا عہد معاویہ میں جب تمام حدود اسلامی میں مولائے کائنات پر برسر مہر تہرہ ہوتا تھا صرف یہی ایک ایسا قبیلہ تھا جو اس فعل قبیح سے ہر اتھا اور محب آل رسول تھا۔ فرشتہ لکھتا ہے ”غورستان کا سردار“ ”ہنسب“ بن حریق حضرت علی مرتضیٰ کے عہد خلافت میں معاویہ قبیلہ کے اہل اسلام لایا حضرت امیر نے بھی ہنسب اور اس کی قوم کے حسن عقیدت سے متاثر ہو کر غوریوں کی حکومت کا فرمان اپنے ہاتھ سے لکھ کر ہنسب کو مرحمت فرمایا۔ ہنسب ضحاک کی نسل سے اور فریدون شہنشاہ ایران کا حلقہ گوش تھا اس کے نام کی مناسب سے اس کا قبیلہ ”ہنسی“ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ بنی امیہ کے دور میں جب اولاد علی علیہ السلام بلکہ خود آنجناب پر تہرہ بازی کی جاتی تو ہنسی اس ناشائستہ عمل سے پرہیز کرتے رہے بلکہ انہوں نے ہمیشہ اہل بیت علیہم السلام کی تعظیم و توقیر میں اپنی جانیں قربان کیں چنانچہ ابو مسلم مروزی نے اعدائے اہلبیت پر فحش کیا تو اولاد ہنسی نے پوری قوت سے ابو مسلم کی مدد کی اور دشمنان اہلبیت کی بربادی میں اس نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ سلطان ابراہیم والی غزنوی نے غوری حکومت ”محمد عباس ہنسی“ کے سپرد کی اس محمد کا بیٹا ”قطب الدین حسن“ ہندوستان کے غوری فرمانراؤں کا جد اعلیٰ ہے۔“ (فرشتہ جلد اول)

بقول شہابی ایران حضرت عمر کے زمانہ میں فتح ہوا اور چونکہ جناب شہر بانو سلام اللہ علیہ یزدجرد شاہ ایران کی دختر تھیں اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام ایران کے نواسے، اس لئے یہاں مذہب اہلبیت کا فروغ ہوا، اس منطق میں وزن معلوم نہیں ہوتا کوئی شخص محض ذاتی تعلق یا رشتہ داری کی وجہ سے اپنا مذہب تبدیل نہیں کرتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اہل ایران نے اہل بیت رسول کے بتائے ہوئے اسلام کو صحیح سمجھا اور اس کو اپنالیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اہل عراق نے شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد اور اہل ایران نے امام رضا علیہ السلام کی شہادت کے بعد بڑی تیزی سے مذہب اہلبیت قبول کیا۔

ان وجوہات کی بناء پر اجداد سادات نے ایران و عراق اور وسط ایشیا کو جس میں مشہد مقدس، بخارا، واسطہ، غزنی، مرو، ہمسر وغیرہ شامل ہیں اپنا ستر قرار دیا۔

## عہد غزنی

پنا محمد سید ابو الفرج غزنی میں سید شہ علی قسود مغری گردیز میں سید نظام الدین حسن نقوی ہنوار میں سید نور الدین مبارک زیدی غزنی سید نجم الدین نقوی ہنوار غزنی میں سید ابو بکر زیدی واسطی غزنی میں سلطان محمود غزنوی کے عہد حکومت (997ء تا 1036ء) میں امرائے سلطنت اور افواج محمودی کے سرخیل تھے۔ سید ابو الفرج واسطی داماد اور سید سالار مسعود غازی سلطان محمود کے بہنوئی تھے۔

## عہد غوری

سید حسین جنگ سوار کمانڈر انچیف قطب الدین غوری سید مسعود زیدی الواسطی، سید ابو القاسم زیدی، سید شمس الدین و شہاب الدین نقوی گردیزی سادات کے اجداد نے کفرستان ہند میں اسلام کا پرچم سر بلند کیا۔ اور رائے و حوڑا شاہ کو شکست دے کر شمالی اور وسطی ہند میں حکومت اسلامی قائم کی۔

زیدی سادات ہندوستان میں درمیان دو آب گنگا و جمناسو بہ جات آگرہ و اودھ، پنجاب میں بکثرت اجداد کی نسل طاہرہ سے آباد ہیں ان میں سے سادات "بارہ" جو شیع مظفر نگر اور میرٹھ ہندوستان میں مسلم قومیت کی جسم و جان ہیں شہرت دوام و اقتدار تمام کے حامل ہیں اور بہت مشہور ہیں۔ شہنشاہ جہانگیر ان کے مراتب عالیہ کے متعلق ان الفاظ میں معترف ہے۔

"سید دلیر خان سادات بارہ میں سے ہے اس کا نام پہلے سید عبدالوہاب ہوا کرتا تھا میں نے اس کی حالیہ خدمت کے صلے میں اسے "ہزاری" بہت صد سوار کے منصب پر بڑھا کر عطا کیا بارہ ہندی کا لفظ ہے جس کے معنی دوازدہ کے ہیں، چونکہ دوا آپ کے خلاق میں یہ سادات انہی دیہاتوں کے رہنے والے تھے، اسلئے ان کو "سادات بارہ" کہا جاتا ہے بعض لوگ ان کے صحیح المنسب سید ہونے کے متعلق شکوک رکھتے ہیں لیکن ان کی شجاعت و بہادری ان کے صحیح سید ہونے کی ناقابل تردید دلیل ہے اس سلطنت (مغلیہ) کے تمام معرکوں میں سے کوئی معرکہ ایسا نہیں ہے جس میں ان لوگوں نے اپنے آپ کو نمایاں نہ کیا ہو اور ان کے کچھ نہ کچھ افراد کام نہ آئے ہوں۔ مرزا عزیز کو کا کہا کرتا تھا کہ "سادات اس سلطنت پر نازل ہوتی باؤں کا رخ پھیرنے والے لوگ ہیں" حق بات تو یہی ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے، (تزک جہانگیری)

سادات بگرام ذوالاحترام، سادات مارہرہ اور دریائے جمن کے دائیں طرف "سیوات" میں موضع دہر سو چاک، منڈھا



ترکباں شاہ پور، کنبو روہ ساڈھورا اور چنگوڑ سادات زیدیہ کے مسکن ہیں ان کے آباؤ اجداد سید مسعود چنگری اور ان کے جد سید ابوالفرح واسطی، سید ابوالقاسم واسطی و سید نور الدین مبارک غزنوی، معزالدین سام شہاب الدین غوری کے ہمراہ 572ھ سے 587ھ تک کے عرصہ میں کسی وقت ہندوستان تشریف لائے جنہوں نے شہاب الدین غوری کے ہمراہ "مسلم قومیت و حکومت" کی داغ بیل رکھی اور سرے ہندوستان میں اسلام کا پرچم لہرایا ان حضرات کے نسب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زیدی حضرات "دو صنف" سے تعلق رکھتے ہیں ان میں سے بعض امیر المؤمنین حضرت زید الشہید تک سیدنا الحسن ذوالدمہ کی معرفت اور بعض سید عیسیٰ موتم الاہمال کی وراثت "حسینی اور عیسیٰ" زیدی ہیں۔

### سید ابوالفرح واسطی

### خاندان سید مسعود واسطی

نسب سید ابوالفرح میں شدید اختلاف ہے، سید رضا حسین نے سادات برست، سید علی صفی پوری، شجرہ اعتماد علی، شجرہ نسب منصور پور اور تاریخ امر وہہ سے مختلف نسب نقل کئے ہیں، شجرہ سادات برست میں جد آنجناب سید حسین بن زید الشہید، سید علی صفی پوری میں سید یحییٰ بن زید الشہید، نسب نامہ منصور پور میں سید ابدال بن زید الشہید، شجرہ اعتماد علی میں سید زید لہری بن زید الشہید، تاریخ امر وہہ میں سید عیسیٰ بن زید الشہید درج ہے، جد کے علاوہ نیچے کی پشتوں میں بھی کافی تضاد ہے نسب نامہ منصور پور اور تاریخ امر وہہ میں قدرے اختلاف کے باوجود یکا یکت ہے۔

1- سید ابوالفرح واسطی ابن سید داؤد ابن سید حسین ابن سید یحییٰ ابن سید عمر ابن سید زید ثانی ابن سید علی عراقی ابن سید حسین ابن علی ابن سید محمد ابن سید علی ابن سید عیسیٰ موتم الاہمال ابن ابی عبد اللہ سید حسین ذوالا مہد بن امام زادہ زید الشہید۔

2- سید ابوالفرح بن داؤد بن حسین بن یحییٰ بن زید بن علی بن حسن بن سید علی عراقی بن حسین بن علی بن محمد بن عیسیٰ موتم الاہمال بن زید الشہید

ان کے جد سید محمد بن عیسیٰ نے امین الرشید عباسی کی قید سے نجات پا کر کوفہ میں قیام کیا اور قبیلہ بنی ہاشم میں "فاطر" نامی خاتون سے عقد کیا جب کوفہ میں طاعون پھیلا تو معاذ و عیال واسطے سے منتقل ہو کر سکونت اختیار کی، جناب محمد کی عبادت و زہد و تقویٰ و علم و عرفان سے مامون الرشید عباسی بے حد متاثر ہوا اور 216ھ میں واسطہ کا گورنر مقرر کیا 218ھ میں مامون الرشید کے انتقال کے

بعد آپ نے اپنی وراثت کا احاطہ کر دیا بعد ازاں ان کی اولاد کے بعد دیگر واسطہ کے بادشاہ ہوتے رہے۔

سید الفرج کا عقد قبیلہ بنی ہاشم کی جناب "رقیہ" سے ہوا جن سے بارہ فرزند ہوئے۔ فرزند اول کا نام "فرح" تھا جس کی مناسبت سے آپ کی کنیت ابو الفرج مشہور ہوئی اصل نام سید زید تھا آپ جید عالم و کامل فقیہ و عدل و داد گسٹری اور شجاعت میں یکساں روزگار تھے اور آپ کا شہر و تمام عالم اسلام میں تھا۔

موصوف واسطہ سے غزنی تشریف لائے اور محمود غزنوی نے اپنی دختر آپ کی زوجیت میں دی۔ آپ سید سالار غازی اور سید نجم الدین حسن گردیزی کے ہر ادوار کے سلطنت محمودی میں شامل تھے اور افواج اسلامی کی قیادت ان کے دست مبارک میں تھی اور دیوان سلطنت غزنی تھے لاہور کے راجہ جے پال کو شکست دی اور پورے پنجاب پر سلطان کا قبضہ ہو گیا آپ 417ء تک ہندوستان میں مقیم رہے 3 شعبان 477ء کو واسطہ میں انتقال کیا اور اپنے چار فرزند ہندوستان میں چھوڑے جنہوں نے سلطان محمد غوری و قطب الدین ایبک کے ہندوستان حملوں میں سرگرم اعانت کی بقول سادات بارہ سلطان محمود نے اپنی بیٹی کا عقد سید نجم الدین واسطی سے کر دیا دوسری تاریخ بتاتی ہیں کہ سید داؤد سے عقد کیا۔

## پسران

آپ کی (سید ابو الفرج) کی نسل چار پسران سے ہے 1 سید غیاث الدین ابو الفراس، 2- سید نجم الدین، 3- سید داؤد، 4- سید ابو الفضاہل

## نسل سید ابو الفراس

سید غیاث الدین ابو الفراس کے دو پسران 1- سید مسعود واسطی، 2- سید داؤد

## سید مسعود واسطی

سید مسعود واسطی نے ہمراہ شہاب الدین غوری 587 ہجری میں اور 588 ہجری میں دو بار ہندوستان پر حملہ کیا تو اجمیر بھیجا اور دلی و اجمیر رائج و چھوڑا اور کھانڈ سداؤ کو ان کے ذریعے دعوت اسلام دی انہوں نے اسلام اور شاہ اسلام کو سخت الفاظ سے یاد



کیا اور ان کو دربار سے نکال دیا تراوڑی کے میدان میں رن پڑا اور فتح پاکی قصبہ ”نرہڑ“ فتح کیا۔ جھوڑا کے داماد کو مسلمان کیا اور اس کی لڑکی سے اپنے صاحبزادے ”سید علی“ کا نکاح کیا کہتے ہیں کہ داماد جھوڑا کا اسلام منافقانہ تھا اس نے سید علی کو خفیہ طور پر قتل کر دیا جب اس بھید سے سید مسعود واسطی کو غلام ہوا تو موصوف نے داماد جھوڑا کو قتل کیا اور اپنی بہو کو حفاظت میں لے لیا اس کی لپٹن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام تائی ”علی“ رکھا خدا نے ان کی نسل میں اتنی برکت دی کہ پانچ قریہ ان کی اولاد سے آباد ہوئے۔

- 1- سادات منڈھا سید بڑے ابن ابراہیم بن علی کی اولاد سے
- 2- سادات سید پور مانک سید نظام الدین بن علی کی اولاد سے
- 3- سادات دہرسو اور نواز پورہ سید محمد بن ابراہیم کی اولاد سے، سادات قصبہ تارنول بھی ان کی نسل ہے۔
- 4- سادات بڈولی سید جعفر بن ابراہیم کی اولاد سے
- 5- سادات کفشیاں سید علی بن علی کی اولاد سے

سادات کہنورہ و سادات شاہ پور سید فخر الدین برادر سید ابراہیم کی اولاد سے ہیں۔

اولاد موصوف ”جنجری“ کہلاتی ہے مزار سید مسعود علی شہید سوادہڑ میں قرب حضرت سید السادات صاحب لشکر مار قدس سرہ واقع ہے غالباً سادات رسولداران دہلی کہنے کے جد سید علی اصغر بن سید علی شہید بھی یہاں دفن ہیں۔

### سادات شاہ پور یا ٹودی

سید حسین علی ابن سید شرف الدین ابن سید مصمام علی ابن قاسم علی ابن سید سحی ابن سید زاہد ابن سید بخشش عرف عمر ابن سید ابوالفراس کی اولاد سے ہیں۔ سید حسین علی اکبر اول کے زمانہ میں صوبیدار تھے بعد سید ابوالقاسم ابن سید تاج 1563ء میں راجپوتوں کے باغی ٹولوں کو تباہ کرنے کی غرض سے اکبر کے حکم پر ”خانوں کلاں“ تشریف لائے ان باغیوں کو تباہ کیا اور موضع شاہ پور آباد کیا۔

### سادات حسین پور

سید تاج نے موضع حسین پور آباد کیا اور ان کی نسل سادات حسین پور ہیں۔



## سادات کھیرتل

سید بیار اور سیدہ صراہا و سیدہ نعنہ بن سیدہ مالد بن سیدہ اسحاق بن سیدہ یعقوب بن سیدہ علی بن سیدہ مالد بن سیدہ  
داؤد بن سیدہ ابو الفراس سے ملتا ہے۔

2- سید نجم الدین

سادات جانشینان سید عمر بن سید جمال عرف خان میر بن سید حقی بن ابوالحسن بن سید ابوالحسن بن سید علی بن  
سید الدین بن سید احمد الدین بن سید محمد الدین

سادات چوڑا      اولاد سید حسین عرف سید مکی علیہ السلام اور سید عمرؓ سے ہیں

سادات کوال      اولاد سید احمد مراد اور سید چاند خاں بن سید عبداللہ بن سید قطب بن سید نسیم بن سید جمال سے ہیں۔

سادات مظفرنگر سید مسعود خطاب لکھنؤ خان بن مظفر خان خطاب خانجماں بن یوسف خان بن سید احمد بن سید قسیم الدین بن سید حسین برادر عمر ترکی اولاد سے ہیں

سادات منصور پور سیدنا ام محمد بن سیداجیری بن سید منصور بن مظفر خان کی اولاد سے ہیں۔

سادات بہاری و دہلوی از اولاد سید شیر خاں بن مظفر خاں ہیں۔

سادات و بلند و سنداؤلی از اولاد فیروز خان بن سید حسین بن سید ابو بن سید یوسف بن سید حسین مد اور سید عمر مر ہیں۔

3- نسل سید داؤد / سادات بہن پوری

سید داؤد ابن ابو الفرج واسطی کی اولاد ہیں۔

4- نسل سید ابوالفضلؑ / سادات

مقدم بن سید محمد بن سید احمد بن سید بہاؤ الدین بن سید علی بن سید ابوالفتح بن سید حیات بن سید ابوالفتح علی کی اولاد سے ہیں

## خاندان سید ابوالقاسم واسطی

### 1- نسب سید ابوالقاسم واسطی

”وہم در نسب سید نواز در ذکر ساکنان شہر واسطہ، سید ابوبکر، سید عثمان، سید حسن را ذکر کردہ است، پس سید حسن را بطرف خود ذکر نمود و دیگر آن را برادران گفتہ، ظاہر سید ابوبکر ہما ابوبکر باشد کہ جد سید ابوالقاسم واسطی بود، چنانچہ در نسب نامہ خود سید ابوالقاسم قدس سرہ نوشتہ اند کہ سید ابوالقاسم واسطی پسر سید احمد بن سید ابوبکر بن سید احمد بن سید حسین زاہد بن سید اسماعیل ابن سید علاؤ الدین ابن الحسن احمد الفارس ابن یحییٰ ابن الحسن بن سید احمد محدث بن عمر بن یحییٰ بن الحسن ذی الدمعہ بن زید بن علی بن الحسن،، (اشرف انساب، بحر الانساب)

### 2- سید ابوالغنائم زید و سید ضیاء الدین ابوالقاسم علی حلی

”انبا سید الانام حضرت ابواحمد سید جلال الدین ابن سید ابوبکر اسامہ ابن ابواحمد عدنان بن سید نجم الدین اسامہ ابن حضرت شمس الدین ابو عبد اللہ احمد ابن سید ابوالحسن علی نقیب ابن سید ابوطالب محمد ابن ابوطی عمر ابن سید اباحمر یحییٰ ابن سید حسین نسابہ ابن سید احمد محدث ابن سید ابواحمد مجتہد ابن سید یحییٰ محدث ابن شاہزادہ سید حسین ذوالدمعہ ابن امام زادہ زید الشہید ابن امام زین العابدین علیہ السلام،، (تاریخ شریف خان ریواژی والا)

سرماۃ رضا میں یہ دو مختلف نسب میری نظر سے گزرے ہیں ظاہر دونوں انساب کے ملاحظہ سے سید ابوالقاسم واسطی کی دو مختلف شخصیات ظاہر ہوتی ہیں لیکن جیسا کہ آپ فارسی مقالوں میں پڑھ چکے ہیں ان دونوں انساب کے اختلاف کے باوجود دونوں شخصیتوں میں ایک قدر مشترک ہے وہ ہے جد سید معز الدین رسولدار یعنی ابوالقاسم واسطی، بحر حال صحت نسب سے میں معذور ہوں۔

فارسی مقالوں کی رو سے سید ابوالقاسم، سید مسعود واسطی شہاب الدین غوری کے حملہ 588 ہجری میں آئے۔ دوسری روایت یہ ہے ”سید ابوالغنائم زید و حضرت سید ضیاء الدین علی کہ معروف بابو القاسم حلی از طہ سفارش آمدند، و از انجا بحکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا تو تف در ہندوستان آمدند و در اڈو سرائے کہ محلہ دہلی کہنہ است سکونت فرمودند، سید ضیاء الدین علی ولادت پرور چہار شنبہ دہم شمسند ذیقعدہ 625-26 است و در 709 است، و عقب حضرت یک فرزند ارجمند است، حضرت سید ابوطی محمد، بعد وفات پدر بزرگ بر



11

(1955) 19.

(820) 527-5400

فیروز شاہ ۱۳۵۱ء تا ۱۳۹۷ء بادشاہ رہا اور یہ حضرات سید ابوالقاسم علی نقی کے پوتے اور پڑپوتے ہیں۔

## مبادیات ترکیب و اس

سید محمد فاضل عرف سید قائم علی بن سید میرزا بن سید مظفر

سید فرزند علی خان      آل رسول خان

کی نسل سے ہیں، عہد مذکور "میو"ی" میوات قصبیل نوح سے ہجرت کر کے ترکیا واس میں آباد ہوئے ان کے جد سید ابولفغانم زید ہیں۔" یہ ایک نامی گرامی خاندان ہے ان کے بزرگوں نے عہد سلطنت اسلام میں خدمت و حسن کارگزاری میں ممتاز رہ کر جاگیرات حاصل کیں، موضع تورانی، پھد بڑی و قصبہ پوری پر گنہ راوی اب تک اس خاندان کو معاف چلے آتے ہیں، ریاست تاجھ علاقہ نارول بھی جاگیر شاہان سلف سے موجود ہے۔ سید مصداق علی پسر سید فرحت حسین خاں اب ذیلدار و کرسی نشین ہیں " (ماخوذ از تاریخ گوڑہ کا نوہ)



## الہدکشان رضائیدی الحنفی رسولدار

سجادہ نشین سید ابوعلی بن سید ضیاء الدین تولد حضرت سر شنبہ 21 ذی الحجہ 622 ہجری است و وفات یکشنبہ 12 ربیع الاول 744

ہجری

حضرت علاؤ الدین رسولدار بن ابوعلی محمد تولد بروز شنبہ 702 ہجری و وفات بروز دوشنبہ 2 ربیع الاول 792 ہجری حضرت چہار فرزند داشتند سید جلال الدین ابو عبداللہ الحسین و معز الدین ابو بکر ابراہیم و سید ضیاء الدین نقیب و سید ابو محمد حسن سید جلال الدین رسولدار و ولادت دوشنبہ 27 رمضان 771 ہجری وفات چہار شنبہ عزہ ذیقعد 884 ہجری و حضرت دو فرزند داشتند سید عبداللہ از ایشان اولاد ہمہری نیست و حاجی الحرمین الشریفین سید جلال الدین ابو الحامد عبدالرحمن کہ بعد وفات پدر جانشین مستند ... (تاریخ شریف خاں ریوازی 111)

اس روایت یا تاریخی حقائق کے مطابق جس میں سید ابوالقاسم اور ان کے پسران کی تاریخ ولادت و وفات تک دی ہوئی ہے اگر پہلی روایت سے تطبیق کیا جائے تو ایک صدی کا بعد ہے اس کے علاوہ پہلے نسب کی رو سے ابوالقاسم "داہلی" ہیں اور دوسرے کی رو سے "علی" ہیں یا دوسری روایت کی سند میں تاریخ فیروز شاہی ضیاء الدین برنی کی شہادت ہے کہ "سید السادات علاؤ الدین سید رسولدار کو بارگاہ شاہی میں شامل کر لیا گیا اور سید رسولدار معز الدین اراکین سلطنت میں شامل تھے"۔ (تاریخ فیروز شاہی برنی ترجمہ مرکزی اردو پوز لاہور صفحہ 527 تا 820)

فیروز شاہ 1351ء تا 1395ء بادشاہ رہا ہے اور یہ حضرات سید ابوالقاسم علی علی کے پوتے اور پڑپوتے ہیں۔

### سادات ترکیا واس



سید محمد غوث عرف سید قائم مقام بن سید میراں بن سید مظفر

سید فرزند علی خان آل رسول خان

کی نسل سے ہیں، جد مذکور "میولی" میوات تحصیل فوج سے ہجرت کر کے ترکیا واس میں آباد ہوئے ان کے جد سید ابوالقاسم علی علی ہیں۔ یہ ایک نامی گرامی خاندان ہے ان کے بزرگوں نے عہد سلطنت اسلامپور میں خدمت و حسن کارگزاری میں ممتاز رہ کر جاگیرات حاصل کیں موضع تورانی، مسجد بڑی و قلعہ پوری پر گئے ریوازی اب تک اس خاندان و معارف چلتے آتے ہیں ریاست نامہ ملوک نامہ اول بھی جاگیر شہان ملوک سے موجود ہے۔ سید محمد علی پسر سید فرحت حسین خاں اب زید احمدی نقیب ہیں "امام خاں" کے گورنر کو

## سادات گرویز ملتان

سید ابو القاسم زیدی واسطی کی زہد محترمہ بی بی "نظام فاطمہ" سید یوسف عانی بن شیخ محمد بن سید نجم الدین بن شیخ نعیم اللہ  
المعرفہ شاہک بن شیخ مبارک بن شیخ محمد بن سید عتی بن سید عبدالصمد بن شیخ احمد بن سید جمال الدین محمد یوسف شاہ گرویز کی دختر نیک  
اختر تھیں۔ (جاری شریف خاں ریح ازی و...) )

## نسب زید شاہ گرویز

سید ابو القاسم واسطی ابن سید عبداللہ ابن سید معز الدین رسولہ ابن سید طاہر الدین رسولہ ابن سید ابوالکارم ابو محمد حسن ابن  
سید ابو القاسم ابن سید ابو القاسم واسطی۔

یہ خاندان حضرت شاہ جمال الدین محمد یوسف علیہ الرحمہ کی گدی اور جاگیر داری و زمینداری عطیہ شہاب الدین غوری کا  
وارث بنا، وہ عانی و رشاد و اکبر میں منتقل ہوتا رہا ثروت و وجاہت اور قومی کارگزاری کے اعتبار سے ملتان کا مشہور خاندان ہے۔ سیاسی  
اعتبار سے عہد سلطنت غوریہ اور سلطنت انگلیشہ میں نمایاں حیثیت حاصل رہی۔ خان بہادر سید حسن بخش گرویزی عہد انگلیشہ کی مشہور  
شخصیت ہیں۔ قیام پاکستان اور تحریک پاکستان میں سید علی حسین گرویزی کا نمایاں کردار ہے مہاجرین کی آباد کاری اور بحالی  
میں 47-48 بے حد خدمات ہیں دو قاتلہ گروپ میں مسلم لیگی لیڈر اور کبھی پارٹی نہ بدلنے والے سیاسی لیڈر کی حیثیت سے نیک نام  
ہیں۔ جنرل ایب خان کے عہد حکومت کے خاتمہ اور 1971 کے ذوالفقار علی بھٹو چیئرمین پیپلز پارٹی کے عہد حکومت میں سید عباس  
حسین گرویزی ایم این اے نمایاں حیثیت کے حامل ہیں اپنی سلیبی ہوئی اور بامقصد تقریروں کے لئے عام پبلک اور پارلیمنٹ میں  
مانے ہوئے مقرر ہیں سید محمد رضی شاہ گرویزی اپنے رعب و داب و وجاہت اور سیاسی داؤ بیچ میں مشہور شخصیت تھے، ایم پی اے رہے  
ہیں۔ سال ہر سال میں بھی اسی خاندان کے کئی اشخاص کلیدی اسامیوں پر متعین ہیں۔

سید حیدر زمان گرویزی برادر سید محمد رضی شاہ گرویزی شاعر اہمیت کی حیثیت سے ابھرے ہیں ہو سکتا ہے کہ ملک کے نای  
گرامی قہراء میں شمار ہونے لگے۔

سید محمد رمضان شاہ گردیزی اس خاندان میں مقبول ترین اور نیک و صالح شخصیت تھے اور اس خاندان کے بزرگ و دردمند  
دار تھے۔ مہادات کی آبادکاری 1947 میں کچھ عرصہ کے لئے اپنا مکان بھی دیا تھا۔ میرے خسر سید شہاب الدین کے رضاعی بیٹے  
تھے۔

## حضرت شاہ یوسف گردیز علیہ الرحمۃ

نسب اول سید جمال الدین ابو الفضل محمد یوسف بن خواجہ حسین شیخ ابو بکر علی بن شاہ علی قسور بن سید ابی محمد عبداللہ غزنوی ابن  
سید حسین بن امام زادہ دیاج بن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (مولانا علی نقی سلطانپوری)

نسب دوم سید ابو الفضل جمال الدین یوسف بن سید شاہ ابو بکر علی بن سید شاہ علی قسور بن سید محمد عبداللہ غزنوی بن سید حسین  
بن سید محمد بن سید علی الفارسی بن سید محمد بن موسیٰ تبرق بن امام محمد تقی علیہ السلام

نسب اول کے محقق مولانا سید علی نقی سلطانپوری اور مصنف تاریخ شریف خان ریواڑی ولایتیں جب کہ نسب دوم سید رضا  
حسین رسو پوری نے نقل کیا ہے۔ مولانا علی نقی عالم و محقق ہیں۔ ان کی نظر متعدد نسب ناموں پر رہی ہے پھر اس کی تائید تاریخ شریف  
خان بھی کرتی ہے لہذا نسب اول ہی درست ہے دوسرا نسب بالادلیل جبکہ امام زادہ موسیٰ تبرق کا اسم گرامی متنازعہ فیہ ہے۔ آپ کے  
جد شاہ علی قسور سلطان محمود غزنوی کی درخواست پر بغداد سے القادر عباسی کے زمانہ میں گردیز من سکونت منظور کی سلطان آپ کے  
معتقدین سے تھا گردیز کی ملکیت فقراء و مہادات و لشکر خانے و علماء و ملازمین کے اخراجات کے لئے قبول کی سید علی قسور بڑے نامور اکابر  
اولیاء کرام سے تھے آپ کا روضہ قصبہ گردیز میں زیارت گاہ خلائق ہے آپ کے فرزند سید ابو بکر بھی کالمین اولیاء سے تھے۔

سید ابو بکر کے پسر حضرت شاہ یوسف 450ھ عہد سلطان ابراہیم بن مسعود بن محمود غزنوی میں گردیز میں پیدا ہوئے، آپ  
کی کنیت ابو الفضل اور لقب جمال الدین شاہ گردیز ہے۔

تاریخ فرشتہ میں آپ کی ولادت 462 ہجری بمطابق 1069ء و وفات 547 ہجری بمطابق 1152ء درج ہے۔  
مہمان اس وقت آل ہنگین کے متواتر حملوں سے بالکل ویران اور برباد ہو رہا تھا آپ نے دریائے راوی کے کنارے پر قیام فرمایا آپ  
کی برکت سے دریا بہت گیا (جیسا کہ مہمان شہر کے گرد انک و دمدم و فسیل قائم ہے اور دروازہ قدیم بھی موجود ہیں اور ان کے نیچے نشی  
علاقہ ہے جہاں دریا بہتا تھا) اور آپ کے حجرہ عبادت کے گرد مہمان شہر تیسری بار آباد ہوا۔ مہمان کا موجودہ شہر آپ ہی کا آباد کردہ  
ہے۔ دانی سوار شیر کہ در دست مار کرد محمد شاہ یوسف اختیار کرد



12 ربیع الاول 531 ہجری بروز چہار شنبہ آپ نے وصال فرمایا آپ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد حجرہ کی چہار دیواری پر کاشی کی خوبصورت اینٹوں کا روضہ بنایا گیا اسی کے ملحقہ جانب جنوب ستون دار مسجد شیر شاہ سوری کی تعمیر کردہ ہے خانقاہ کی دیوار پر بالائے سر یہ شعر لکھا ہے۔  
 - شاہ یوسف تولدش میدان (462ء) - شاہ گردیز را وصال بخوان (567ء)

آپ کے حالات کشف و کرامات و ملفوظات نعیم کتب میں بھرے پڑے ہیں خانقاہ کی بیرونی دیوڑھی اسلام شاہ سلیم شاہ اتین شیر شاہ سوری کی بنائی ہوئی ہے۔ دیوڑھی پر ایک تخت چوبی پر یہ آیت کریمہ کندہ ہے

بسم الله الرحمن الرحيم - ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم

(اخبار اخیر، مراۃ الاسرار، ارشاد الساکین جمال یوسف تاریخ ملتان)

## اولاد

آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند مخدوم سید احمد سجادہ نشین ہوئے ان کے بعد ان کے بیٹے مخدوم سید عبدالصمد سجادہ نشین ہوئے آپ سلطان شہاب الدین کے معاصر تھے جمال یوسف میں بادشاہ سے آپ کی ملاقات کا مفصل حال درج ہے مخدوم عبدالصمد کے دو فرزند تھے مخدوم سید سحیح اور سید احمد، مخدوم سید سحیح آپ کے سجادہ نشین ہوئے اور ان کی اولاد نیزہ حضرت شاہ یوسف ثانی علیہ الرحمۃ پر ختم ہوئی موصوف بڑے باکمال بزرگ گزرے ہیں حضرت شاہ یوسف اول کا تمام جلوہ آپ میں پایا جاتا تھا آپ کی تصنیف ارشاد الساکین تصوف میں یادگار ہے۔

شاہ یوسف ثانی کے انتقال کے بعد سید محمد گردیزی (نواسے) آپ کے سجادہ نشین ہوئے اس بناء پر سید ابوالفتح زیدی الواسطی کی نسل گردیزی کہلاتی ہے اور جہاں وہ آباد ہیں ملتان شہر میں وہ محلہ شاہ گردیز کے نام سے مشہور ہے۔ مخدوم سید عبدالصمد کے موخر الذکر فرزند سید احمد سادات گردیز پوچھ کشمیر کے مورث اعلیٰ ہیں آپ شہاب الدین غوری کے وقت ملتان سے ”مردان گلی“ تشریف لائے ان کی اولاد میں ”شمنور“ مردان گلی سے محلکراں ضلع راولپنڈی منتقل ہو گئی۔ (ماخوذ مقالہ انوار الحسن نورالطابع لکھنؤ)

## اختلاف ورود

درمہد سلطان قطب الدین ایبک (1202ء تا 1206ء) از گردیز ملتان وارد شد و استقامت ملتان اعتبار کردہ بود و در

طریقۂ سروردیہ بیعت می کر کہند قصہ "دست براری" حضرت ایشاں از قبر شریف بروز پنجشنبہ در ملتان مشہور است کہ بعد و روہ حضرت شیخ الاسلام بہاد الدین ذکر یا موقوف گردیدہ۔ (سرماہی رضا)

## سادات سرنگ پونچھ

سید احمد شاہ بن فقیر شاہ بن مخدوم شاہ بن لنگر شاہ بن لعل شاہ بن سید چند شاہ بن سید عین الملک شاہ بن سید منور شاہ بن نور محمد شاہ بن شاہ محمد بن عبدالرحمن بن سید احمد بن مخدوم عبدالصمد بن مخدوم سید احمد بن سید شاہ یوسف گردیز

## تعلق سادات نقویہ بہ شاہ یوسف گردیز

"اولاد امیر حمزہ ہنرواری ہمراہ سادات جعفریہ دیباچہ در گردیز بودہ است، زوجہ مکرمہ سید نظام الدین حسن گردیزی، ام بی بی باقر از اس قبیلہ بودہ است، و شاہ گردیز کہ مزارش در ملتان است، خال بزرگوار سید شمس الدین و سید شہاب الدین گردیز اند زیرا کہ پدر ایشاں حضرت شاہ زین الدین علی گردیزی داماد حضرت شاہ ابو یوسف گردیزی دیباچی بودہ اند والدہ سید امیر حمزہ از دختران سادات دیباچیاں بودہ، گورش در جرجاں است،، (مولانا علی نقی سلطانپور)

"ہر گاہ کہ سید شاہ زین الدین علی گردیزی در ایام فتنہ تاتار (چنگیز خان) شہادت یافتند، سید شمس الدین و سید شہاب الدین پسرانش از گردیز برآمدہ، در ملتان نزد خال بزرگوار خود آمدہ، تربیت یافتہ اند بعد مدتہا چون خال بزرگ ایشاں انتقال کردند، از ملتان برآمدہ،، (مولانا علی نقی سلطانپور)

حق تو یہ ہے کہ سلطانپور، رسولپور اور مومند کا جو خونی اور نفسیاتی رشتہ حضرت شاہ یوسف گردیز سے ہے وہی سبب ان کا محلہ شاہ گردیز اور ملتان میں آباد ہونے کا بنا اور سید حسن علی رسولپوری کی خواہش دفن ہر مزار موصوف اس لئے تھی۔

## سادات ریواڑی

سید عبداللہ، سید مسعود کھان ہر دو برادران "لاڈو مرالے" دہلی جو جوہار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی میں ہے ہجرت کر کے قصبہ ریواڑی میں سکونت اختیار کی۔



سید عبداللہ عرف کابلی کی زوجہ محترمہ سیدہ "ولی حقانی" موہنوی کی دختر بہ اسم "بی بی مراد" تھیں، چند سال قصبہ اور میں سکونت رچی اور لوگوں کے قلم سے وہاں شہید ہو گئے، محمد شاہ بادشاہ غازی نے لوگوں کو قصبہ ریواڑی سے جلا وطن کیا اور ان کی جائیداد زری و سکنی اودا و سید اللہ کابلی کو دی۔

## نسب نامہ

سید عبداللہ کابلی بن سید عبدالخالق و برادر سید کمال ایماہ عنایت اللہ ابن سید ہاشم و برادران سید باقر، سید سعد اللہ، سید حاجی عبداللہ، سید مبارک ایماہ سید جلال کلاں و برادر سید کمال ایماہ سید میراں بن سید عبداللہ و برادر سید مسعود کلاں ایماہ سید محمد بن سید علاؤ الدین غانی بن سید ابو محمد حسن بن سید علاؤ الدین ابوالحسن رسولدار۔ (شتم از مقالہ سرمای رضا)

سادات ریواڑی و سادات گردیز زیدیہ ملتان ہم جد ہیں آپ کو یاد ہوگا کہ سادات گردیز کا نسب سید علاؤ الدین ابوالحسن رسولدار پر منتج ہوتا ہے چہارم خاندان خاص قصبہ ریواڑی میں "سید محمد اشرف" کا ہے جو محمد شہان میں جاگیردار و منصب دار تھے، سید محمد اشرف ہمراہ نواب علی مردان خان "جنگ پٹنا" میں مارے گئے اس جگہ ان کی خانقاہ موجود ہے۔ اس کے صرف کے واسطے ایک موضع معاف ہے اس کی آمدنی خدام لیتے ہیں اس صلہ میں شاہ دہلی نے ان کے وارثان کو مواضع سلطانپور، چاندپور، مکاداس، نانگل، موندی، کبر ساگی، تپاپور، حب دار علاقہ تھجر اور خاص قصبہ ریواڑی میں سات سو تیس بیگہ اراضی معاف کر دیے جس میں اٹھارہ چاہ اور ایک باغ تھا جس زمانہ میں "جنرل لیک" نے یہاں کا انتظام سنبالا تو عطیات سابقہ کوتاہین حیات سید عسکری وغیرہ جاگیرداران کے نام بحال رکھا، بعد وفات جاگیردار صرف معافیات قصبہ باقی رہیں۔

1838ء میں وہ بھی ضبط کر کے مالگوار پر دیدی گئیں اب اسی خاندان میں لطف سید علی و عطا حسین وغیرہ موجود ہیں۔

قصبہ ریواڑی میں مزار سید ابراہیم بارہ ہزاری بنا ہوا ہے اور موضع کا مزروعہ زمانہ سلف سے اب تک اس کے مصارف کے لئے متباب سرکار معاف ہے۔ اس درگاہ پر بوقت معین عرس ہوتا ہے علاوہ ازیں مزار "سید بڑے" پر بھی عرس ہوتا ہے۔

بعد محمود غزنوی سید ابراہیم بارہ ہزاری استاد سید مسعود لشکر غزنوی نے حمیر سے "کھول" جو ریواڑی سے بارہ کوس جانب غرب واقع ہے ایک بہت بڑا قلعہ بالا لائے پہاڑ سنگین بنا ہوا ہے اور "رہبہ دہند پال" کی حکومت تھی تشریف لائے اور یہ



سید عبداللہ عرف بابائی نے زین العابدینؑ سے "سید" ولی تعالیٰ "یہ لفظ نبیؐ کی ہجرت پر استعمال کیا ہے۔ چنانچہ سال قبل اور میں حکومت  
رہی اور انہوں نے قلم سے اس شیعہ ہو گئے۔ محمد شاہ و شاہ غازی نے لوگوں کو قلعہ و یوازی سے جلا وطن کیا اور ان کی جائیدادزلی و سکی  
اور اس سید اللہ کا بی گوی۔

### نسب نامہ

سید عبداللہ کا بی بن سید عبدالخالق و برادر سید کمال ابناء عنایت اللہ ابن سید ہاشم و برادر ابن سید باقر و سید سعد اللہ و سید حامی  
عبداللہ و سید مبارک ابناء سید جلال کاں و برادر سید کمال ابناء سید میراں بن سید عبداللہ و برادر سید مسعود کاں ابناء سید محمد بن سید علاؤ  
اللہ بن ثانی بن سید ابو محمد حسن بن سید علاؤ اللہ بن ابو الحسن رسولدار۔ (ختم از مقالہ سرکاری رضا)

سادات و یوازی و سادات گروہ پر زید یہ لیکن ہم مد ہیں آپ کو یاد ہو گا کہ سادات گروہ کا نسب سید علاؤ اللہ بن ابو الحسن  
رسولدار پر منتج ہوتا ہے چارم خاندان خاص قلعہ و یوازی میں "سید محمد اشرف" کا ہے جو محمد شاہان میں جاگیردار و منصب دار تھے سید  
محمد اشرف ہر اول و اب علی مردان خان "جنگ پنا" میں مارے گئے اس جگہ ان کی خانقاہ موجود ہے۔ اس کے صرف کے واسطے ایک موضع  
معاف ہے اس کی آمدنی خدام لیتے ہیں اس صلہ میں شاہ ولی نے ان کے دارخان کو سرافعات ملکا پور، پانچ پور، مکاواں، ناگل،  
مونڈی، کھیر ساگی، اشتاپور، جب دار علاؤ محمد اور خاص قلعہ و یوازی میں سات توہیں بیجا راشی معاف کر دیے جس میں اٹھارہ جاہ اور  
ایک بارغ خاص زمانہ میں "بہزل یک" نے یہاں کا انتظام سنبھالا تو عطیات سادات کو تین دیاں سید مسکری و غیرہ جاگیرداران کے  
نام بحال رکھا بعد وفات جاگیردار صرف سرافعات قلعہ باقی رہیں۔

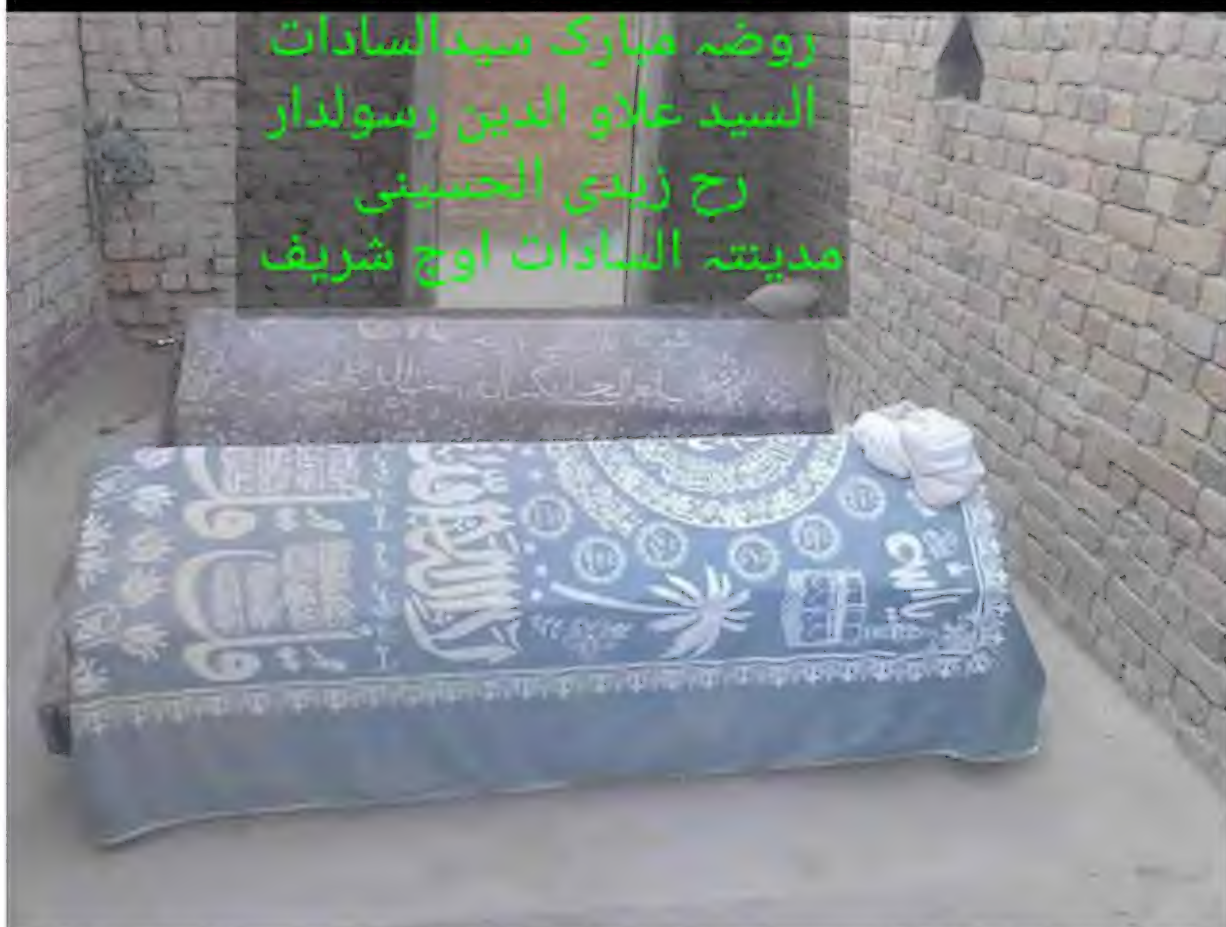
1838ء میں وہ بھی نہ پا کر کے مانگوا دی پر دی کی گئیں اب اسی خاندان میں لطف سید علی و عطا مسکن وغیرہ موجود ہیں۔

قلعہ و یوازی میں حراز سید ابراہیم بارہ ہزاری بنایا ہے اور موضع کا مزدور زمانہ سلف سے اب تک اس کے مصارف کے  
لئے تنجاب سرکار معاف ہے۔ اس دو گاؤں بوقت ہمیں غریب ہوتا ہے علاؤ وازی حراز "سید بڑے" پر بھی غریب ہوتا ہے۔

بعد محمد و غزنوی سید ابو الیم بارہ ہزاری سید مسعود لشکر غزنوی نے وہ میرے "گول" جو غزنوی سے بارہ کوس

جانب غرب واقع ہے ایک بہت بڑا قلعہ بالا نے یہاں لکھن بنا ہوا ہے اور "راہہ و ہند پال" کی حکومت تھی شریف لائے اور پ

روضه مبارک سيدالسادات  
السيد علاء الدين رسولدار  
رح زینتی الحسينی  
مدینتہ السادات اوچ شریف



روضه مبارک  
السید معزالدين  
رسولدار  
اوج شريف





①

در حشر شجره لیسب خاندان رسولدار در عقبه نهشور خندم کبود  
دلوی - اندای

واقعات دهالده رانم دگمادرت محمد رسولدار در عقبه نهشور

عالات سلسله شغای رانم

مرتب

میر ریاست حین ولایت عشرت حین رسولدار  
سکن قیوم عقبه نهشور خندم کبود

کے لئے یہ ہے اولاً بعد ادا اصاب مرقوم و محمود ہے ورنہ ہی وہ مرقوم و محمود ہے  
 سادہ وقت قہر بہر و دریا صلح بہر وقت شب بنایا کرتے تھے جنکو میں بھی بہر شوق  
 سنا کرتا تھا۔ خباثت اورین سے سنائے واقعات کی بدولت آج میں یہ عہدت کر رہا  
 ہوں کہ میں انہیں اہل لکھنؤ کو سہارا دوں گا۔ وہاں ماہ کر دوں گا کہ ہم کوئی نیا اور  
 کسان سے آئے کہ وہاں اس عہدہ نہ کمان سے چلتا ہے اور کس کس خاندان سے  
 ہمارے تعلقات رشتہ داری و رابطہ ہیں۔

اس ضمن میں مختصراً اول یہ بتا دیتا ہوں کہ ہمارا خاندان بولدار لکھنؤ  
 کہلاتا ہے۔ وجہ تسمیہ جس کا بولدار کے متعلق اپنے رشتہ سے سنائی ہے قلمبند کرنا چاہتا ہوں  
 ہمارے مورث اعلیٰ اجداد بولدار لکھنؤ جو قہر بولاری بہر عہد شاہن اسلام آباد  
 لائے تھے ایک حسن کے متعلق روایت ہے کہ چہرہ اندس بہر وقت نقاب پر اڑتا تھا  
 ایک روز اندس کے نقوش مشابہت بہ چہرہ بول لکھنؤ کے علم رکھتے تھے اور  
 ایک جھوٹے عبادت میں غول رہتے تھے جب کہی عجمہ سے باہر لکھنؤ فرما سوتے  
 اور نقاب چہرہ مدبر سے پورا کے سبب لکھنؤ جاتا تو دیکھنے والا نقاب نظارہ نہ لکھ  
 بیشتر موصفا تھا۔ آپ کے عجمہ خوش بود ہے موصوفہ رہا تھا اور خبیائے حسن کی  
 بدولت موصوفہ رہا تھا۔ چونکہ آپ بہر بول تھے اسلئے آپ کی اولاد بولدار کے  
 لقب سے ملقب ہوئی۔ آپ کی اولاد کچھ اطراف قہر بولاری یعنی حواصا  
 بولدار۔ حسین بولدار۔ کوئی بولدار۔ کوئی بولدار۔ کوئی بولدار۔

تسمیہ  
 وجہ  
 بولدار  
 ۱







# زیدی سادات رسولدار، نہٹور

حسینی سادات کی ایک اور شاخ

---

اس حصے میں حسینی سادات کی ایک اور شاخ، یعنی سادات رسولدار ان کا تذکرہ ہے۔ ان میں سے بیشتر افراد محلہ رسولداراں، نہٹور میں آباد تھے۔

## زیدی سادات رسولدار، نہٹور

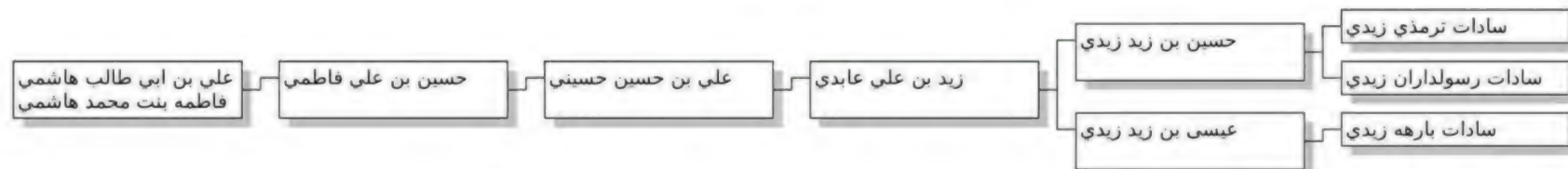
محترم آغا عبدالرافع گردیزی کی تحقیق کے مطابق، خاندان رسولدار ان کے اصل مورث میر سید ابوالقاسم ضیاء الدین علی الزعمی زیدی الواسطی تھے جو جلال الدین خلجی کے دور (۱۲۹۰-۱۲۹۶ء) میں واسط (عراق) سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ بعد ازاں، ان کے اخلاف میں سے میر علاء الدین دہلی منتقل ہو گئے تھے لیکن ان کے اعتقاد میں شامل میر روشن علی رسولدار مغل بادشاہ محمد شاہ کے عہد حکومت (۱۷۱۹ء-۱۷۴۸ء) میں ریواڑی میں مقیم تھے۔ مرحوم ریاست حسین رسولدار نے بھی اپنی یادداشتوں میں اس امر کی تصدیق کی ہے۔ الشجر الوافی (مؤلفہ السید حسین ابوسعیدہ الموسوی) میں میر سید ابوالقاسم ضیاء الدین علی الزعمی زیدی الواسطی کا بھی تذکرہ ہے۔ یہ بزرگ حضرت حسین ذی الدعد بن زید شہید کی نسل سے ہیں۔



میر سے اندراجات میں بھی شیعہ خاتون بنت ریاست حسین زیدی رسولدار (زوجہ توحید حسین ولد فیض جعفر زیدی) کا تذکرہ موجود تھا مگر اب سادات رسولدار ان کا سلسلہ نسب مکمل ہو گیا ہے۔



## زیدي سادات نهٽور ضلع بجنور







سید عباس علی ولد سید علی بخش رسولدار

Syed Abbas Ali S/O Syed Ali Baksh Rasuldar



سید شاہد حسین ولد سید عباس علی رسولدار  
SYED SHAHID HUSSAIN S/O SYED ABBAS ALI  
Rasuldar



سید عشرت حسین ولد سید شاہد حسین رسولدار

SYED ISHRAT HUSSAIN S/O SYED SHAHID  
HUSSAIN Rasuldar





سید عشرت حسین زیدی  
صاحب رسولدار



سید ریاست حسین زیدی  
صاحب رسولدار





سید عشرت حسین ولد سید شاہد حسین رسولدار



سید شاہد حسین ولد سید عباس علی رسولدار



سید عباس علی ولد سید علی بخش رسولدار



سید شاہد حسین  
حکیم علی نقی  
سید نور علی  
حکیم مکی  
سید نور حسین

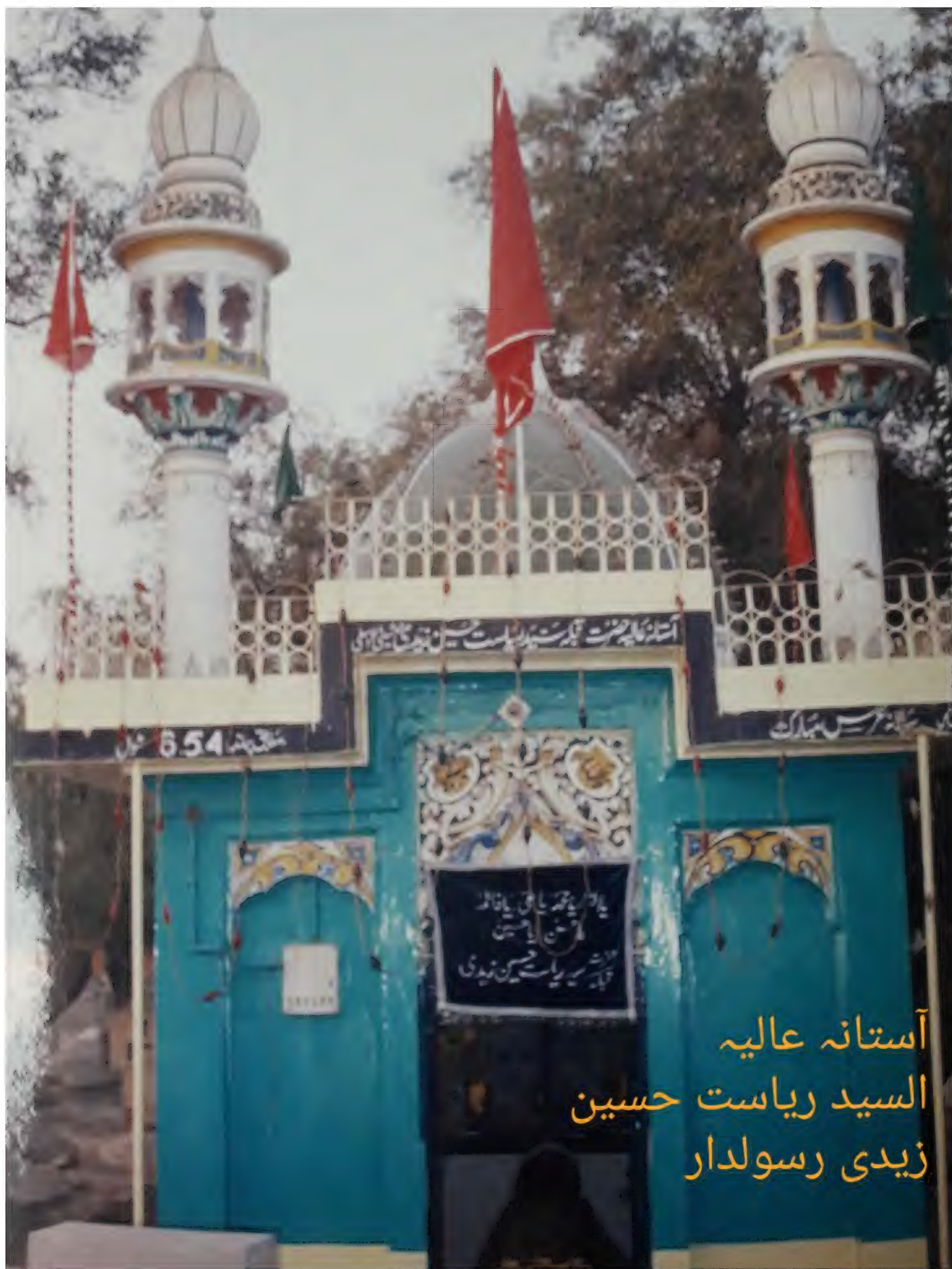




امیر سادات رسولدار

مفتی مکمل القدر دوران

(سید مروت حسین زیدی الحسینی) پاکبند شریف



آستانہ عالیہ  
السید ریاست حسین  
زیدی رسولدار





مرقد سید ریاست حسین  
زیدی صاحب رسولدار



دروازه محلہ رسولداران  
نہٹور ضلع بجنور



# مکتبہ سادات زیدی رسولداران نہٹور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر تعارف :- سادات زیدی رسولدار



سادات زیدیہ حبیبہ رسولدار کا تعلق سیدنا زید بن علی بن الحسین علیہ السلام کے فرزند سیدنا حسین ذی اللہ محمد ذی العبرہ کی نسل سے ہے اس خانوادہ کے مورث اعلیٰ امیر الامراء صاحب الجیش السید ابوالقاسم ضیاء الدین علی الزمزم زیدی الصنیعی الواسطی المعروف السید ابوالقاسم الواسطی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ طہ عراق میں ایک ہزار سواروں کے امیر تھے آپ کا شمار نسب سترہ (17) کواصلوں کے بعد سیدنا الشہداء مولانا الامام حسین بن علی علیہ السلام سے مل جاتا ہے آپ کو سید الاتقیاء سرور کائنات سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے ہند جانے کا حکم ملا چنانچہ آپ اپنے حلقین اور ایک ہزار شہ سواروں کے ہمراہ وارد ہند ہوئے علاقہ لاڈلہ سرائے نزدہروٹی دہلی میں سکونت پذیر ہوئے اسی مقام پر آپ کا وصال ہوا اور مدفن ہوئے۔ آپ کے فرزند السید معزالدین محمد غازی رح تھے ان کا عقد آپ کے بیٹے بھائی السید ابوالقاسم زید القاسم رح مورث اعلیٰ سادات زیدیہ گردیز یہ جہانگردی صاحبزادی سیدہ زہرا خاتون رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا۔ السید معزالدین محمد غازی کے فرزند سید السادات مخدوم السید ابوالحسن علاؤالدین علی رسولدار رح تھے سلطان محمد بن تغلق نے آپ کی خاندانی نہایت اور قابلیت کے پیش نظر آپ کو منصب رسولدار پر فائز کیا اور محمد بن تغلق کے بعد سلطان فیروز شاہ تغلق نے بھی آپ کو رسولدار کا منصب تفویض کیا اور آپ چاہتے اس منصب پر فائز رہے اور اس حکام سلطنت کے لئے کئی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے رسولدار کا منصب دور حاضر کے مطابق وزیر خارجہ کا مہدہ ہے اس ہی وجہ سے السید علاؤالدین رسولدار رح رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد برصغیر میں سادات رسولدار کے لقب سے مشہور ہوئی آپ کا وصال مدینۃ السادات ادب شریف صوبہ پنجاب میں ہوا اور آپ کا مرقع مبارک بھی دربار حضرت مخدوم جہانیاں جہانگیر رح رحمۃ اللہ علیہ کے قریب مدینۃ السادات ادب شریف میں موجود ہے آپ کے چار صاحبزادگان تھے جن سے آپ کی نسل چلی اور برصغیر کے مختلف مقامات دہلی۔ فرید آباد۔ راجپوت۔ ترکیا۔ اور۔ قنوج۔ شہاب الدین پور۔ پٹائی۔ کول (علی گڑھ)۔ ٹھٹھہ۔ ضلع بجنور۔ برہانپور۔ احمد آباد۔ گجرات۔ مٹان۔ لودھراں۔ بہاولپور۔ سرگودھا۔ راجپوت۔ اور۔ مٹان۔ خان۔ میں آباد ہوئی۔ تقسیم ہند کے آپ کی ہندوستانی اولاد کے خاندان پاکپتن شریف۔ جہنگ۔ نواب شاہ۔ حیدر آباد وغیرہ میں سکونت پذیر ہوئے اور ہندوستان میں آپ کی اولاد میں سے کچھ خاندان ٹھٹھہ بجنور۔ دہلی اور اورنگ آباد میں قیام پذیر ہیں۔ "تحقیق جامعہ جاری ہے"۔ راقم المعروف کا تعلق بھی السید علاؤالدین رسولدار رح کے فرزند السید ابوالحسن معزالدین حسن کے خیر گان السید مسعود رسولدار رح رحمۃ اللہ علیہ والسید جلال رسولدار رح رحمۃ اللہ علیہ جولاڈوسرائے دہلی سے محلہ سید سرائے راجپوت میں آباد ہوئے کی نسل سے ہے اور ہمارے اسلاف مہد مظہر میں ٹھٹھہ بجنور میں سکونت پذیر ہوئے اور وہاں اپنی خاندانی لقب کی نسبت سے محلہ رسولداران آباد کیا جو آج بھی موجود ہے قیام پاکستان کے بعد میرے دادا حضور السید ریاست حسین زیدی الصنیعی رح رسولدار قصبہ ٹھٹھہ بجنور سے ہجرت کے بعد پاکپتن شریف صوبہ پنجاب میں مقیم ہوئے اور دعوت ولادعزائے امام حسین علیہ السلام کے سلسلہ کو شروع کیا کئی آپ کا وصال ہوا آپ کی جائے دفن محلہ علی پور پاکپتن شریف میں ہے جبکہ والد صاحب قبلہ السید مرحوم حسین زیدی الصنیعی رسولدار نے اس دعوت ولادعزائے امام حسین علیہ السلام کے سلسلہ کو جاری و ساری رکھا آخر میں سادات زیدی رسولدار کے تمام خانوادوں خاص طور پر خانوادہ سادات زیدی گردیزی رسولدار کی خدمت میں مودبانہ گزارش ہے کہ جو بھی صاحبان اس تحریر کا مطالعہ فرمائیں تو ان کے پاس اپنے خانوادہ۔ مخصوص مخدوم السید علاؤالدین علی رسولدار رح رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحبزادگان کے حوالے سے جو معلومات موجود ہیں وہ رعایت فرمائیں تو نوازش ہوگی کیونکہ میں اس خانوادہ پر تحقیق کا کام سرانجام دے رہا ہوں۔

تحقیق وسادات

السید کا شان و شایہ زیدی الصنیعی رسولدار سجادہ نشین حضرت قبلہ سید ریاست حسین زیدی رسولدار رح رحمۃ اللہ علیہ محلہ علی پور پاکپتن شریف

دش اپ نمبر۔ 0300-7579114

اس مضمون کو تحریر کرنے کے لئے متعدد ذیل کتب سے حوالہ جات اخذ کئے گئے۔

- 1۔ محمد الطالع۔ 2۔ تہذیب الخواطر۔ 3۔ اخبار الجمال۔ 4۔ تاریخ فیروز شاہی۔ 5۔ فہرہ طیبہ سید مختیار عباس۔ 6۔ تاریخ سادات سید امیر علی۔ 7۔ حیات حکیم سید کریم حسین۔ 8۔ علم و ادب کے فروغ میں گردیزی مصنفین کردار کا علمی جائزہ۔ 9۔ رجسٹر شمارہ نسب خاندان سادات رسولداران ٹھٹھہ بجنور مرتبہ السید ریاست حسین رسولدار۔ 10۔ مہارک نامہ۔ 11۔ مد رک الطالع



بدایت طریقہ اسلام و اطاعت خدا نام سرگرمی کرنے لگے تو رجب دہندہ پال نے ان سے صف آرائی کی اور عرصہ تک ہر دو فرقوں میں معرکہ آرائی ہوتی رہی، حتیٰ کہ رجب نے شکست کھائی، سید ابراہیم نے ریواڑی کو اپنے تصرف میں لیا اور وہیں قیام اختیار کیا۔  
تھوڑے دن بعد رجب انک اپنے بھائی کے انتقام میں اٹھ کھڑا ہوا اور مقام ریواڑی پر زبردست جنگ ہوئی سید ابراہیم شہید ہوئے اس مقام پر ان کا مزار بنا ہوا ہے۔ (ماخوذ از تاریخ گوزگانوہ)



## سادات زیدی پنکوڑ

## پنگوڑ

1947ء میں تحصیل پلول، ضلع گودگانوہ، گرینٹ انڈین یونیورسٹی (جی پی آر) کے اسٹیشن شولا کا سے جانب شمال مشرق دو میل اور سڑک اعظم دھلی آگرہ بمقام اورنگ آباد عرف میٹرول جانب شرق 3 میل کے فاصلہ پر ہے اور سولہ پور سے براستہ لاواڑی نہر جنم غربی کے پار رادسکا 5 میل کے فاصلہ پر بجانب جنوب، سرسبز اور شاداب علاقہ میں واقع تھا، مشرق میں موضع گھاسیرہ، مغرب میں دیکھوٹ اور اورنگ آباد میٹرول، شمال میں رادسکا اور جنوب میں شولا کا اسٹیشن پالڑی و سینا و کھانہی مواضعات واقع تھے، راجہ ہوڈل سے سیراب ہوتا تھا تمام اراضی نہری تھی۔

## قدیم آبادی

سادات سے قبل اسی جگہ قوم کانسھ آباد تھی اور اسی کا نام ہنگور تھا جو کسی عورت کے نام پر تھا اور کسی وجہ سے ایک کھیر اور ایران پڑا تھا شاہان دھلی نے سید جلال کو جو مقرب شاہی تھے اور علاقہ کے لقمہ و نسق کے لئے علاقہ ”برج“ جس میں موجود مواضعات گھلاو دیر پور عرف کورالی راجے پور عرف، امر دتی، محمد پور عرف سینہا، ولی گڑھ عرف بڑھوتا، حسین گڑھ عرف ہامنی کھیرہ، علی پور کھیرہ، سلوٹھی و لال گڑھ عرف کانوا کا، جلال آباد عرف دیکھوٹ اور کسی قدر رقبہ خاص پلول دیا تھا۔

جانب جنوب نیل کے سینک کی طرح ایک تالاب تھا اور پچاوا (اونچا نیلا) تھا اسی کے ساتھ یہ آبادی پنگوڑ آباد تھی اور قدیم قلعہ نمائکانات بہ شکل کھنڈرات و مزارات موجود تھے۔

1857ء تک سادات پنگوڑ اس تمام علاقہ کی مالک تھی، بعد ازاں تھنہ جاٹ گردی اور تحریک آزادی کی وجہ سے اکثر سادات حیدر آباد کہن اور لکھنؤ چلے گئے اور وہاں جا کر آباد ہو گئے اور انگریزوں نے دیہات مذکور ضبط کر کے دیگر اقوام کو نیلام کر دیئے، ابتدائی سہ ماہی 1877ء میں 3500 بیگہ پختہ اراضی ملکیت سادات بن گئی جو 1947ء تک قائم رہی۔

کیفیت شجرہ نسب دفعہ اول و دوم  
دسویں مرتبہ سہ ماہی 1877ء

## وزارت حسین

یہ انتہائی غریب تھے بھیجی کو کے گزارہ کرتے تھے وزارت حسین اور منصب علی گھاس کھوانے گئے تھے باجی خیر و میر نیکم گندھ کی فون نے چڑا دیا ہوا تھا یہ بھی دیکھتے چلے گئے پھر فون کے ساتھ ہی "نیکم گندھ" (بدھیل گندھ) چھاپے گئے۔ وہاں وزارت حسین 21 روپے ماہوار پر کی دفتر میں ملازم ہو گئے لیکن ترقی کرتے کرتے وزارت کے عہدہ جلیلہ تک پہنچے اور منصب علی فوجدار بہادر ہو گئے انتقال نیکم گندھ میں ہو گیا وہاں ہی ان کی قبر ہے اور صاحب کشف کرامات ہیں۔

## دیگر شخصیات

میر ہسری مولوی تھے ہجرت کر کے لکھنؤ چلے گئے عنایت علی والدہ لطف علی قادری اور عربی کے ماہر استاد تھے، پنجاب میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں ملازم تھے "بخشی" ان کا خطاب تھا محمد ہسری حکیم ابن حسن کے والد تھے وہ مولوی آفتاب حسین (والد مولانا سید محمد دہلوی) کے ممدون میں اور حکیم عبد الجید خاں (حکیم حمل خاں کے بڑے بھائی) کے حکمت میں شاگرد تھے۔

عنایت حسین ابن شاعری میں ضمیمہ تخلص کرتے تھے فارسی و عربی کے عالم تھے اقبال حسین صاحب ثروت اور صاحب اقبال تھے مساجد و عید گاہ و مکانات تعمیر کرائے، رجم پور، سلطان پور، چنگوڑ، مصطفی آباد و موافعات میں ارضیات خریدیں، ان کی ایک صاحبزادی قاسم علی رسول پوری والدہ تھیں ایک لڑکی مہل ضلع بلند شہر میں بیہوش تھی، ان کی دوسری لڑکیوں کی شادیاں حیدر علی، سبط عباس، ظہیر الحسن اور جمال حسین کے ساتھ ہوئی تھیں۔ اولاد دیرینہ نہ تھی اس لئے ان کی وفات کے بعد جائیداد پر تنازعہ ہوا۔

خاندان غلام نیما میں رحمت حسین سب انسپکٹر پولیس تھے، یوپی میں تعینات تھے۔ مراد آباد کے کووال شہر رہے۔ خاندان علی زمان میں طاہر حسین عرف محمد طاہر عالم بے بدل تھے اور مولوی تھے خاندان عماد الدین میں عنایت حسین شاعر اہلیت اور عابد و زاہد شخصیت تھی اور مبارک حسین لکھنؤ میں رہتے تھے، کربلاہ معلیٰ میں بہت بڑے تجاریں اور جواہرات کی تجارت کرتے ہیں۔

## میر وحسی محمد

اسی خاندان میں کیا سادات میں بلند مقام رکھتے ہیں، عربک کالج دہلی سے بی اے کیا، کوآپریٹو سوسائٹی میں انسپکٹر تعینات ہوئے اور اٹھ یاہی میں ترقی کر کے رجسٹرار بن گئے تھے، موسوم و مملوۃ کے پابند اور متقی پرہیزگار شخصیت تھے سادہ لباس پانچامہ اور شیر وانی ساری زندگی استعمال کی۔ 1947ء سے ہی تبادلہ ہو کر آگئے تھے اور ترقی کرتے کرتے ویسٹ پاکستان کوآپریٹو سوسائٹی کے



## نسب نامہ

سید مبارک ابن سید ابو الفضل عبداللہ بن شرف الدین بن سید محمد بن ابو محمد حسن الفارسی بن ابو عمر مکی بن ابو حنیفہ حسین نسابین  
ابو الحسن احمد کھٹ بن سید ابو احمد مجتہد بن ابو عمر مکی بن ابو عبداللہ حسین ابو اللہ معدن امام زادہ زید الشہید بن امام حضرت زین العابدین  
علیہ السلام (موالا علی نقی سلطانپوری) سید زید الدین حسین کوکا پور سید جواد حسین محدث تاریخ شریف خاں

## 1- سادات پنگوڑ

سید جلال الدین بن سید محمد غوری عدالت پتاہن سید قمر الدین بن سید عز الدین بن امیر کبیر الدین بن سید منصور بن سید عزیز  
اللہ بن سید نور الدین مبارک غزنوی کی اولاد سے ہیں۔ (موالا علی نقی سلطانپوری)

## 2- نسب نامہ دوم (۳۱)

ایک شجرہ چٹوڑ کا امام بارگاہ حسین آباد لکھنؤ کے کتب خانہ میں بعد سادات، پرانی خاندان صدر جہاں موجود ہے، اسکی نقل  
اکر شجرہ مذکورہ درج کی گئی۔ "سید جلال بن سید محمد غوری عدالت پتاہن سید منصور بن سید عزیز اللہ بن سید نور الدین مبارک بن سید  
ابو الفضل بن سید خان میر بن سید شرف الدین بن سید محمد قاری بن شہزادہ ابی عبداللہ حسین بن زید الشہید۔" (شجر نسب  
ہندوستانی 1877ء)

نسب نامہ دوم میں سید نور الدین مبارک کی نسل اجداد میں قاصداً یا امام زادہ زید الشہید بہت کم دوسرے نسب اول کی  
صحت میں قاصداً اجداد کے لحاظ سے اور راوی کی سند کے اعتبار سے کوئی شبہ نہیں۔

"قبر سید جلال مذکورہ موضع پنگوڑ نیست، آرائے آبادی قریب پنگوڑ کہ بالفصل ویران است، جلال آباد میداند" (موالاتا  
علی نقی سلطانپور)۔

جلال آباد متصل سکول و منار عام جود گھوٹ سے راولا کی جانب جاتی ہے جانب جنوب مغرب سید جلال کی پختہ قبر  
میں ہوئی ہے۔ (مکیم سید ابن حسن پنگوڑ)

## مشاہیر سادات پنگوڑ

### نواب قطب الدین

نواب قطب الدین علی بن سید سلطان حسین بن سید قطب بن سید ابو محمد بن جمال محمد بن سید فضل محمد بن سید علی بن سید محمد بن سید عیسیٰ بن سید مہدی بن علاؤ الدین بن سید جمال۔

عہد اکبرانی میں سید قطب الدین علیخان بہت جلیل القدر گزرے ہیں (ابن حسن پنگوڑی) سرکار شانی سے ملے ہنس (ضلع حصار شرقی پنجاب) ان کو ملا تھا، ایک لاکھ فوج اپنے پاس رکھتے تھے، اس شخص نے ”رعبہ رام“ لاہور والے کو قتل کیا تو مقام سستی مدفن راجہ کو ویران کر کے اپنے گاؤں پنگوڑ کے نام پر پنگوڑ آباد کیا تھا جواب تک موجود ہے۔ (تاریخ گورکھ پور)

سادات پنگوڑ سے ہیں سلطنت مغلیہ میں تیس ہزاری منصب تھا، آبادی پنگوڑ سے جانب شمال شرق ان کی بارہوی تھی تھی تھی حسین علی خان و عبداللہ خان کے زمانہ کے امراء سلطنت سے تھے (عہد اکبرانی 1806ء تا 1837ء) اور ان کے بیٹے تھے چنانچہ سید حسین علیخان نے اشتیاق ملاقات ظاہر کر کیا تو فرمایا

”از میاں این سادات در عہد امیر الامرا سید حسین علی خان ملاقات بردارانہ از مردوزن طلب کرد و بودند، وایشان قبول کر دند گفتند کہ در قریہ ماتا حال بیرون جاتی (غربت) باقی است، و خاندان عالیشان شما امراء شدہ اند، پس در میان ماغربا و آں امراء مناسب داری۔ چنانکہ اہل آل دیار در ”بارہ قریہ“ ملاقات بردارانہ دارند، ماغربا و نیز ”تیرہ قریہ میوات“ قرابت داریم، پس کہ طرف بارہ باشد، دریں طرف تیرہ بودہ“ (سرمایہ رضا)

### سید مظفر حسین ضمیر لکھنوی

ابن سید قادر حسین بن سید حیدر حسین بن نواب قطب الدین علی زیدی، سادات پنگوڑ سے ہیں اور پنگوڑ کے رہنے والے ہیں (دبستان شاعری صفحہ 673) غالباً جب دلی اجڑی اور سلطنت مغلیہ کا زوال ہوا تو ان کے اجداد یا وہ خود ترک وطن کر کے نواٹن اودھ کے دربار سے متعلق ہو گئے۔

پروفیسر ابولیت صدیقی اپنی کتاب لکھنؤ کا دبستان شاعری میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”سب سے پہلے جس شخص نے مرید“



موجودہ طرز کا خلعت پہنایا وہ میر ضمیر، مرزا دبیر کے استاد ہیں۔ میر ضمیر کی شخصیت اور شاعری کے محاسن مولانا شبلی کی کتاب موازنہ "انیس و دبیر" دیکھے جاسکتے ہیں۔ میر ضمیر مرثیہ گو اور مرثیہ خواں تھے کہ طبع شعر کے ساتھ عربی فارسی علوم کی میں استعداد کامل رکھتے تھے اور نہایت متقی اور پرہیزگار شخص تھے تعجب یہ ہے کہ ساتھ اس کے طبیعت میں شوخی اور طرافت بھی اتنی رکھتے تھے کہ گویا سودا کی روح نے حلول کیا، انہوں نے اپنی دنیا کو آخرت کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا، اور غزل وغیرہ سے دست بردار ہو گئے تھے،۔ (آب حیات محمد حسین آزاد) "مرثیہ کی فنی ترقی باقاعدہ لکھنؤ میں انہی کی ذات سے شروع ہوئی اور یہ معصوفی کا فیضان ہے، خلیق انہی کے شاگرد تھے اور ضمیر نے بھی معصوفی کے سامنے زانوئے ادب طے کیا، ان کا نام مظفر حسین اور ضمیر تخلص تھا، چنگوز نسلع گورگاہ نوہ کے رہنے والے تھے ان کے والد کا نام میر قادر حسین تھا یا بروایت دیگر قادر علی تھا، نواب آصف الدولہ کے خواجہ سرا میاں الماس کے ملازم تھے، نواب آصف الدولہ نے جب فیض آباد کی حکومت ترک کر کے لکھنؤ کو دارالامارہ قرار دیا تو قادر حسین بھی اپنے صاحبزادے کے ساتھ لکھنؤ چلے آئے، خاندان میں شاعری کا پتہ نہیں چلتا، لیکن ان کی شہرت کچھ جوہر ذاتی اور ان کے شاگرد دبیر کی وجہ سے بہت بڑھ گئی ہے۔

## لسان قوم حضرت صفی لکھنوی

ان کے بزرگ جاٹ گردی کے زمانہ میں چنگوڑ سے ہجرت کر کے لکھنؤ میں آباد ہو گئے، 3 جنوری 1862ء مطابق یکم رجب 1278ھ پیدا ہوئے، 26 جون 1950ء کو رحلت فرمائی، مولوی نجم الدین کاکوری سے فارسی اور مقولات و منقولات مولوی احمد صاحب سے اور اپنے عہد بزرگوار مولانا سید حسین سے جو شہزادہ سلیمان قندر کے اتالیق تھے حاصل کیا، امین آباد نائٹ سکول اور کنگ کا کالج سکول لکھنؤ سے انٹریس کیا۔ فن طب حکیم سید باقر حسین لکھنوی سے حاصل کیا لال سکول لکھنؤ میں بطور استاد انگریزی تہذیبات رہے، پھر محکمہ دیوانی میں مختلف عہدوں پر کام کیا اور 1921ء میں "جی خفینہ" لکھنؤ کے سرشید دار رہے۔

ماہانہ انیس لاہور جلد نمبر 3 شمارہ نمبر 3-4

جولائی۔ اگست 1950ء

## بدیع الزماں

رہبر جواہر سنگھ دانی بھرت پور جب دہلی کو لوٹ کر واپس آ رہا تھا تو جانوں نے کہا کہ چنگوڑ میں ایک گاڑی بھر کر "سونے کی نقوں" کی مل سکتی ہے، رہبر نے فکر لیکر چنگوڑ آ گیا بدیع الزماں نو جوان العمر تھے اکیلے آئے اور رہبر کے ہاتھی پر حملہ کیا مہابت مارا گیا، بدیع الزماں کو فوج نے گھیر کر مار دیا، رہبر ان کے حملہ سے متاثر ہوا اور واپس ہو گیا۔ (حکیم ابن حسن، حیدر علی)



## خاندان سید مبارک غزنوی

### سید نور الدین مبارک غزنوی

معز الدین سام معروف شہاب الدین غزنوی 599ھ تا 602ھ جس کو فیث الدین نے بحیثیت سپہ سالار ہندوستان میں مقرر کیا تھا، قطب الدین (588ھ تا 602ھ) ایک شمس الدین اتش (602ھ تا 607ھ) خاندان و حکومت اسلامیہ غورستان میں شیعہ الاسلام تھے، ان کی ہمشیرہ "سارا" خواجہ قطب الدین کی خواہر رضائی تھیں اور حکام الدین ابو المود غزنوی کی والدہ تھیں۔ منیوں نے اتش کو پوروش کیا۔

سید مسعود سید ابوالقاسم واسطی اور شہاب الدین غزنوی کے ہمراہ دہلی تشریف لائے تھے، مترجم تاریخ فیروز شاہی دہلی کے مطابق شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ تھے، صوفی، خیر خواہ و سادات سے متعلق ہندو امریکی مجید اشتان کے فراتس میں شامل تھی۔ (تاریخ فیروز شاہی بحوالہ اخبار الاخبار)

دوس و تدریس علوم خاندان سید مبارک میں جاری تھا، اتش فرماتے تھے کہ میں دوسریہ معز الدین محمد بن بہاء الدین سام (شہاب الدین) کی مجلس میں سید مبارک سے سنتا کہ بادشاہوں کے اکثر افعال شرک کی حد تک پہنچ جاتے ہیں اور اکثر کام سنت نبوی کے خلاف سرزد ہوتے ہیں۔ موصوف ہر پنجشنبہ کے روز تذکرہ فرماتے تھے ایک روز مولانا بہاء الدین کرمانی تذکرہ میں حاضر تھے، جب سید نور الدین نے تذکرہ آخر کیا تو خلق اللہ کی طرف سے منفرما کر کہا "اے عزیزان میں آئندہ عجیب اس جہاں سے سفر کر رہا ہوں" چنانچہ 5 محرم 633ھ نقل سید کے مطابق واصل یمن ہوئے۔ (تاریخ فرشتہ، افضل الفوائد)

### معاصران

ان کے معاصران میں سید مسعود واسطی، سید شمس الدین و شہاب الدین گردیزی، سید نجم الدین سہروردی، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس اللہ اسرار ہم تھے۔

عہد حکومت رائے، تھورا میں تشریف لائے، ان کی دعاؤں سے اہل اسلام کو فتح و نصرت حاصل ہوئی اور شوکت کنہ رچا ہوئی۔ (افضل الفوائد)

ڈائریکٹر و گورنر ڈھوئے۔ آفیسرز سوسائٹی ملتان کے صدر رہے اور خانوال روڈ پرائمری اسکول کی آباد کاری کے لئے کالونی کی تجویز منظور کرائی اور اسی کاظم وانصرام خود کرتے رہے، ایک ایکڑ پر محیط 2۔ آفیسرز کالونی میں کوٹھی تعمیر کی، اور یہاں ہی رہائش اختیار کی۔

عراق میں شیعہ قوم پر مظالم شروع ہوئے اور علماء کا قتل عام شروع ہوا تو آقائے محسن اٹھیم مجتہد اور عالم زمانہ کے فرزند جلیل کی انہوں نے اسی کوٹھی میں نیافت کی تھی جس میں اکابر ملتان نے شرکت کی، میں نے بھی ان فرزند جلیل سے گزارش کی تھی کہ ملتان کیا پاکستان میں علمائے جلیل کا فقدان ہے جناب یہاں رہائش اختیار کریں تو فرمایا میں لبنان جہاد پر جا رہا ہوں اور دین جام شہادت نوش کروں گا، قلعہ کہنہ پر مہر مہی محمد نے جلسہ عام کا انعقاد کرایا جس میں شیعہ مجمع اکثریت میں تھائی حضرات نے شرکت نہ کی جس پر وہ فہم زدہ ہوئے اور فرمایا کہ یہاں تعصب زیادہ ہے۔ (بختیار عباس)

قائم علی عابد زاید شخصیت تھے حاجی تھے، وزیر علی بہت بڑے گھوڑوں کے سوداگر تھے شریف علی، حیدر علی کی گفتگو یعنی عام بول چال میں نے سنی ہے نہایت عمدہ وقت اور شائستہ گفتگو کرتے تھے اور ان کی بول چال میں ایک حسن تھا۔ (حکیم ابن حسن و حیدر علی پٹواری)

### پروفیسر ڈاکٹر ذوالفقار زیدی

سید تغفل حسین کے فرزند ڈاکٹر ذوالفقار زیدی نے انگلستان سے پی ایچ ڈی کی ہے اور آجکل گورنمنٹ کالج میں پروفیسر ہیں

### تعلق سادات پٹوڑ و آل شمس الدین گردیزی

اجداد کے ابتدائی تعلقات اور رشتہ داری سے متعلق سید رضا حسین نے سرما کی رضا میں بہت ساری مثالوں سے واضح کیا ہے کہ سادات پٹوڑ، رسولپور، سلطانپور، موہنہ کے باہمی تعلقات کس قدر گہرے و ریزدیکھی ہیں اور اسی قدر مضبوط ہو چکے ہیں کہ اب ان کو گونا گونا غیث ہے۔

”دختر سید بہا والدین گردیزی (مورث سادات بھونکر) بہ سید جلال غزنوی متزوج شدہ بودہ، سید حسن، سید علاؤ الدین از فرزند ان سید جلال آمد و نواسگان سید بہا والدین گردیزی قدس سرہ سید سعادت علی گردیزی (بھونکری) ہمراہ بی بی جوہیت النساء، بنت میر صلاح الدین ابن محمد صلاح ابن محمد خان ابن صدر جہاں پٹوڑی نکاح کردہ“ (سرمائے رضا)

سید بدرالدین علی گردیزی معروف سید جوجھت جوت سید عبداللہ فرزند حضرت شیخ الاسلام سید نور الدین مبارک کی دختر سے منسوب ہوئے جن سے سید تاج الدین بھی خاندان سید مبارک میں شادی شدہ تھے، جن سے سید معین الدین و عزیز الدین و سید سلطان میراں متولد ہوئے۔



## سادات شاہ آباد

سید جلال کے برادر خور، سید نظام الدین کی اولاد سے ہیں۔

## سادات سامانہ

کے مورث اعلیٰ مخدوم سید برہان الدین کا نسب سید جلال الدین سے اسی طرح ملتا ہے، مخدوم برہان الدین ابن سید معز الدین ابن سید نظام الدین سادات پنگوڑ، سادات شاہ آباد اور سادات سامانہ کا نہایت قریب کا تعلق ہے یعنی ہم جہد ہیں۔  
(سرمائی رضا)

## وقت احتضار 1947-05-31-30 / پنگوڑ سے ہجرت

امان پاکستان کے ساتھ ہی بھارت میں ہندو مسلم فسادات پھوٹ پڑے، نسلِ گوڑگانوہ میں ان فسادات کی ابتداء مئی 1947 کے پہلے ہفتہ میں ہو گئی شروع میں مسلمانوں کا پلاڑی بھاری رہا لیکن بعد میں ملحقہ ہندو یا ستوں اور، بھرت پور اور جے پور وغیرہ کے راجاؤں نے مسلمانوں کے لئے مشکلات پیدا کر دیں، مئی کے آخری ہفتہ میں یہ فسادات ہمارے علاقے تک پہنچ گئے سادات پہلے سے مقابلہ کے لئے تیار تھے اس وقت کے حالات کے مطابق اسلحہ اور گولہ بارود بھی جمع کر رکھا تھا مئی 1947 کے آخری دنوں میں صورتحال مزید خراب ہو گئی قصبہ پنگوڑ کے ارد گرد کے چھوٹے چھوٹے مسلم آبادی والے قلعے (چھوٹی بستیاں) کو ہندوؤں نے جلا ڈالا یہاں مسلمان بھی پنگوڑ میں آ گئے لیکن یہ لوگ بہت جلد میوات کی طرف چلے گئے بلکہ اپنے ساتھ قصبہ میں رہنے والے غیر سادات مسلمانوں کو بھی لے گئے اب قصبہ میں صرف سادات رہ گئے یا قریبی مواضع تکھرو لہ اور گھاسنیرا کے قاضی صاحبان یہ لوگ نہایت شریف باعزت زمیندار تھے لیکن شیعہ نہ تھے اور اپنے گاؤں تباہ ہو جانے کے بعد اپنے اہل خانہ کے ہمراہ پنگوڑ آ گئے تھے۔

حالات روز بروز خراب ہوتے جا رہے تھے اور کسی بھی وقت قصبہ پر ہندوؤں کا حملہ متوقع تھا اس لئے تمام مسلمان سید حاتم علی صاحب کی حویلی میں جمع ہو گئے تاکہ موثر طریقہ سے دفاع کیا جاسکے۔ 29 مئی 1947 کو یہ فیصلہ کیا گیا کہ قصبہ چھوڑ دیں اور محفوظ مقام تک جانے کی کوشش کریں چنانچہ 30 مئی 1947 کو تمام لوگ گاڑیوں، اور گھوڑوں پر سوار ہو کر قصبہ سے روانہ ہوئے کچھ نوجوان گھوڑوں پر سوار آ گئے یہ قافلہ ابھی بمشکل چند فرلانگ ہی گیا ہو گا کہ گھڑ سوار نوجوان واپس آئے انہوں نے اطلاع دی کہ تھوڑی دور آگے ہندوؤں کا ہجوم ہے اور حملہ کے لئے تیار ہے اس اطلاع کے بعد آگے بڑھنا حماقت تھا۔ چنانچہ سب لوگ واپس آ گئے اور سید



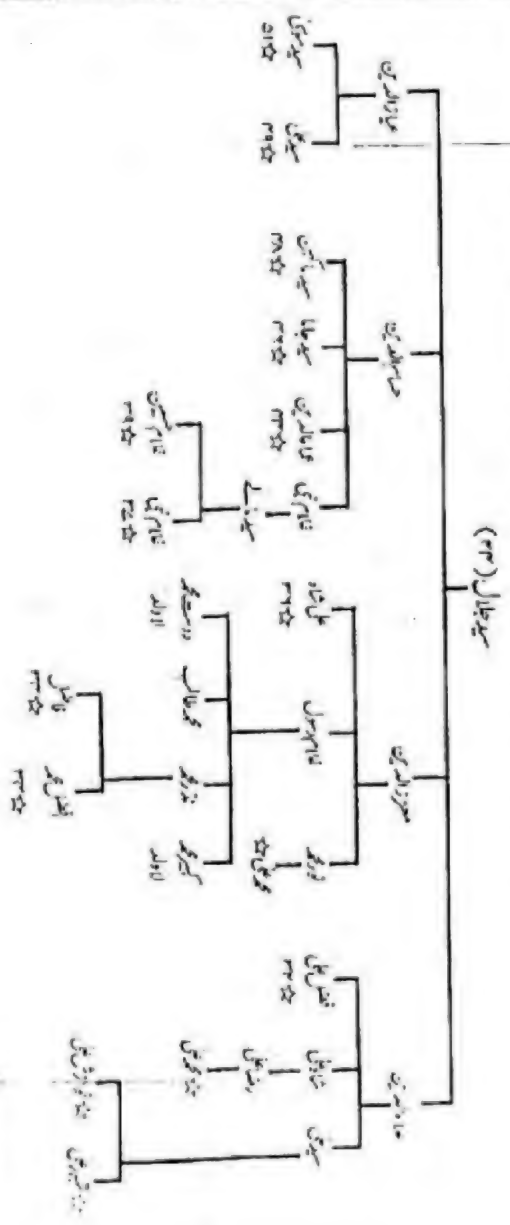
حاتم علی صاحب کی حویلی میں قلعہ بند ہو گئے دوپہر کے بعد ہندوؤں نے قصبہ پر حملہ کر دیا چونکہ بیشتر قصبہ خالی تھا ہندوؤں نے مال اسباب لوٹ کر گھروں میں آگ لگا دی لیکن یہ لوگ جیسے ہی حاتم علی صاحب کی حویلی کے نزدیک آئے سادات نے فائر کھول دیا ہندو مقابلہ نہ کر سکے اور دم دبا کر بھاگے ہاں اپنی چھ سات اشیں چھوڑ گئے۔ ہندوؤں نے جو آگ لگائی تھی اس سے بھوسے کے بوتلے اور ایلوں کے بنورے جل رہے تھے ہندو حملہ آوروں کے جانے کے بعد یہ اشیں ان بنوروں اور بوتلوں میں ڈال دیں جو وہاں جل کر خاک ہو گئیں اس حملہ میں پانچ چھ غیر سادات مسلمان بھی مارے گئے جو اپنی غفلت سے حویلی میں نہ آئے تھے ان کی لاشوں کو دفن کر دیا گیا۔ ہندوؤں کی اس پسپائی اور ہلاکت کے بعد ان کا دوبارہ زیادہ شدت اور طاقت سے حملہ کرنا یقینی تھا اس لئے تمام رات سادات بیدار رہے بلکہ وقتاً فوقتاً ہوائی فائر بھی کرتے رہے تاکہ دشمنوں کو معلوم ہو کہ بیدار ہیں اور تیار ہیں۔ دوسری طرف دونو جوانوں کو ہندوؤں کے ہمیں میں تحصیل ہیڈ کوارٹر یعنی پلور روانہ کر دیا گیا کہ وہ وہاں حکام کو اطلاع دیں اور مسلم لیگی رہنماؤں سے مل کر قصبہ سے مسلمانوں کے انخلاء کا بندوبست کریں دوسرے دن یعنی 31 مئی دوپہر تک ہندوؤں کو دوبارہ حملہ کی جرات نہ ہوئی دوپہر کے بعد مسلم لیگ کی کوششوں سے مسلح پولیس چند بسیں اور کچھ ٹرک لے کر قصبہ پہنچ گئے چونکہ بسوں اور ٹرکوں کی تعداد ضرورت سے کم تھی اس لئے طے ہوا کہ خواتین بچے اور بزرگ پہلے چلے جائیں اور نوجوان دوسرے چکر میں آئیں عین اس وقت شدید آندھی آگئی اور اسی عالم میں تمام مال اسباب چھوڑ کر بادل خواستہ اور بقلب سوختہ قصبہ کو خیر آباد کہنا پڑا یہ 31 مئی 1947 کی تاریخ تھی اس وقت خیال یہ تھا کہ کچھ عرصہ بعد یہ فتنہ و فساد ختم ہو جائے گا اور پھر واپس آ کر قصبہ کو دوبارہ آباد کریں گے لیکن ایسا نہ ہوا اور پھر کبھی واپس نہ جاسکے۔ قصبہ سے نکل کر سب لوگ مغرب کے وقت پلور پہنچے اور دوسرے دن وہاں سے سب لوگ اپنے اپنے محفوظ گھرانوں پر چلے گئے۔ پاکستان بن جانے کے بعد سب سادات آہستہ آہستہ پاکستان پہنچ گئے خدا کا شکر ہے کہ تمام سادات کی عزت و آبرو اور جان محفوظ رہی اگرچہ مال و اسباب سب لٹ گیا البتہ سید اظہار حسین صاحب کے خاندان کی کچھ خواتین اور بچے پاکستان آتے ہوئے راستہ میں شہید ہو گئے پاکستان آ کر اہلیان پنگوڑ پہلے مختلف مقامات پر رہے لیکن بلا آخر تقریباً تمام ہی ملتان میں آ کر آباد ہو گئے۔ اس وقت قصبہ پنگوڑ کے بیشتر سادات چوک شاہ عباس اور ممتاز آباد میں آباد ہیں۔

(علی اختر)

مکتبہ  
سادات زیدی رسولداران  
نہٹور

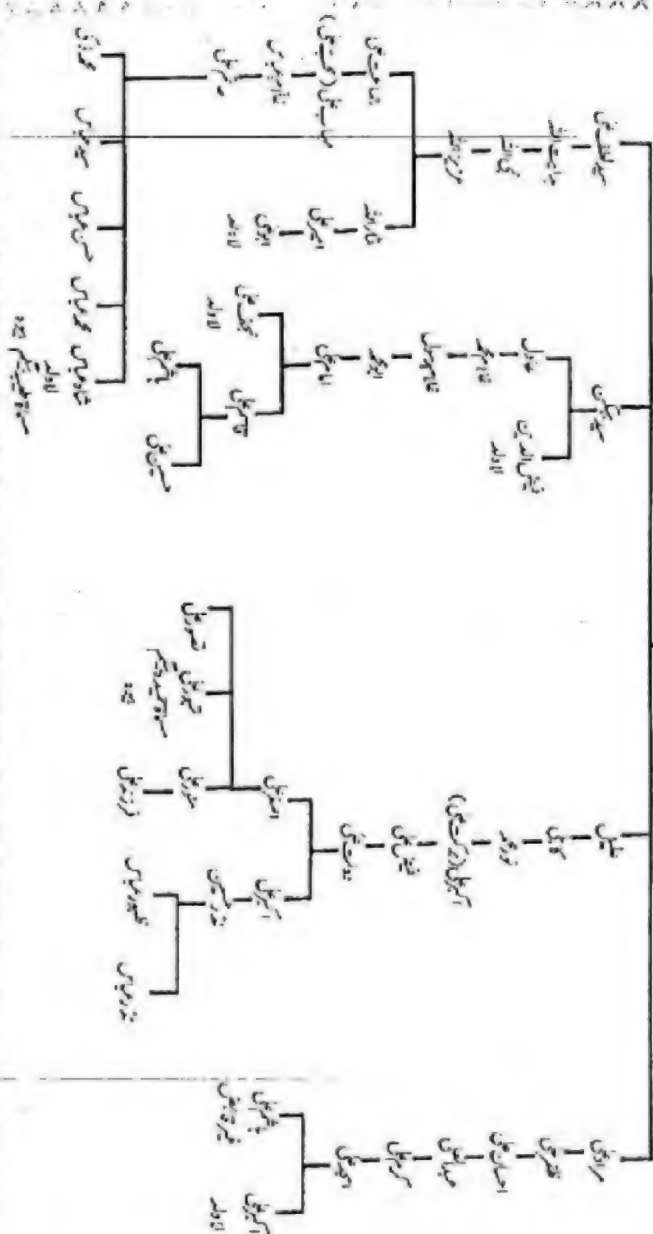
---

السید کاشان رضا زیدی  
الحسینی رسولدار  
سجادہ نشین  
آستانہ عالیہ  
حضرت قبلہ مخدوم  
السید ریاست حسین  
زیدی الحسینی رسولدار  
محله علی پور  
پاکپتن شریف  
وٹس اپ نمبر  
**0300-7579114**

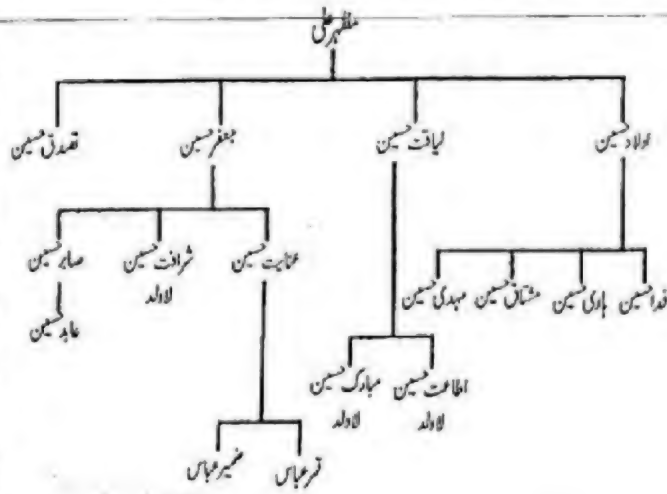


☆ تیسری کی امرا لکھنؤ میں ہے  
 ☆ فرارشی علی دہلی کی اولاد حیدر آباد کن میں آباد ہے۔  
 ☆ محمد علی کی اولاد حیدر آباد کن میں ہے۔



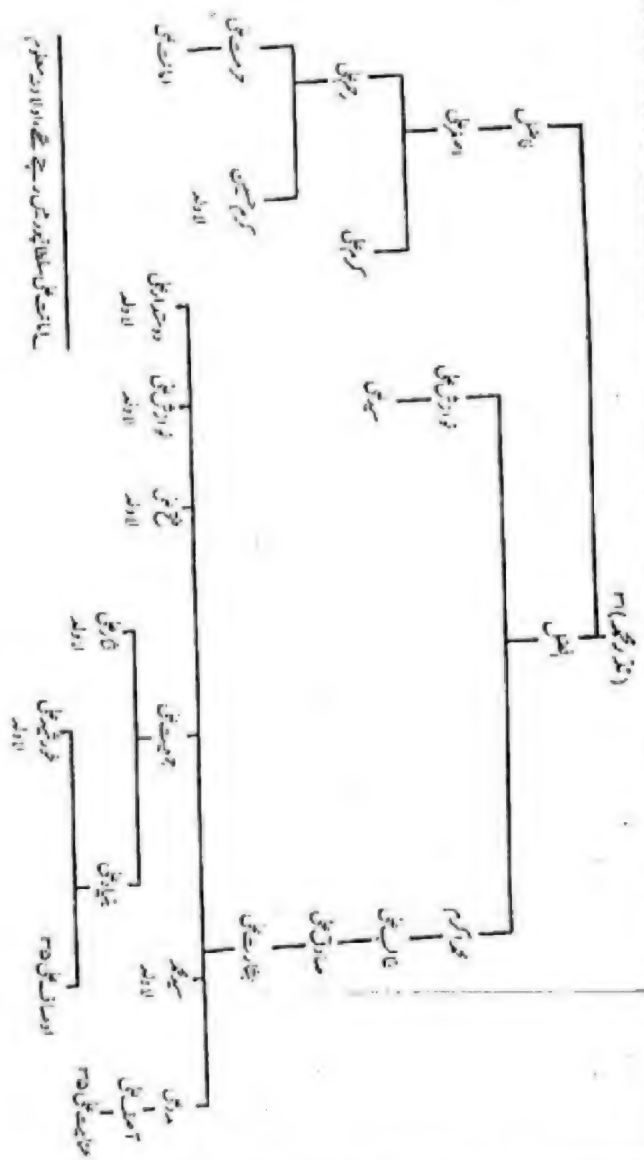


ہجرت 32 بمطابق ہجرت مذکی ولد عالم علی چکوزی اسکے لکھ سے محبت علی (مہاب علی) کی دختر آبادی بنیم کا نام لکھا ہے جو ان کے مطابق مکر علی ساکن کراہ ماہک پرال آباد کی زوجہ چس ہجرت کی نے از خود مجھے یہ نسب دیا۔



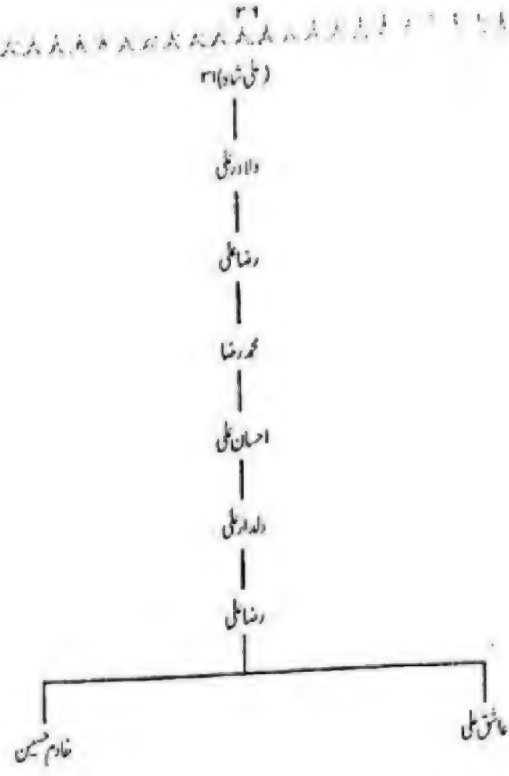
اور تحریر کیا ہے یہ حضرات 1947ء میں چوک شاہ عباس سورج کڈ روڈ پر رہتے ہیں بزرگوں نے خاص طور پر اہل چکوز کے بقیہ حضرات مثلاً حیدر علی، منگور حسین، اور میروسی وغیرہ سے سنا تھا کہ یہ لوگ بادشاہ پور شاخ کوڑگانوہ زہدینہ کے رہنے والے تھے چکوز میں کس طرح آئے معلوم نہیں، ان کا مکان سید عالم علی کی حویلی کا ہی ایک حصہ تھا، وہاں سکونت کی دوکان کرتے تھے ہادی حسین سکول باسٹر تھے دوکان بھائی لوگوں سے طریقہ باتیں کر کے مذاق اڑاتے تھے، وہاں حسین کے پاس کراہ ماہک پور کے ایک صاحب آن کر مقیم ہوئے تھے جن کے پاس چھپ چھپ ہوئی تاریخ کراہ ماہک پور تھی جو میں نے بھی وہاں حسین کی معرفت مستعار لکھوا دیا، سید شاہاب الدین مروری جی اس کتاب میں نقش ہے گلی جس میں بھی ان حضرات کا نسب تھا۔ والد اعلم

فدا حسین چکوزی، مس عباس سلطان پوری، اختر عباس میر سے بھائی اور دودھ محمد رضی عرف منگور سو پوری اور عزیز الحسن موندوی کی ایک پوری تھی جنہوں نے سلطان پور وغیرہ کے سرنیش اشخاص کو سرنگوں کیا، عالم علی کو ان کی حویلی اور مسجد اور چکری کو میں نے بھیج دیا، دیکھا ہے، عالم علی میر اور محمد حسین قہار اور شہباز تھے ان کی شخصیت میں ایک رعب اور وقار تھا، یہ سارا تھا، ان چوک شاہ عباس اور منگور آبادی میں آباد تھے۔

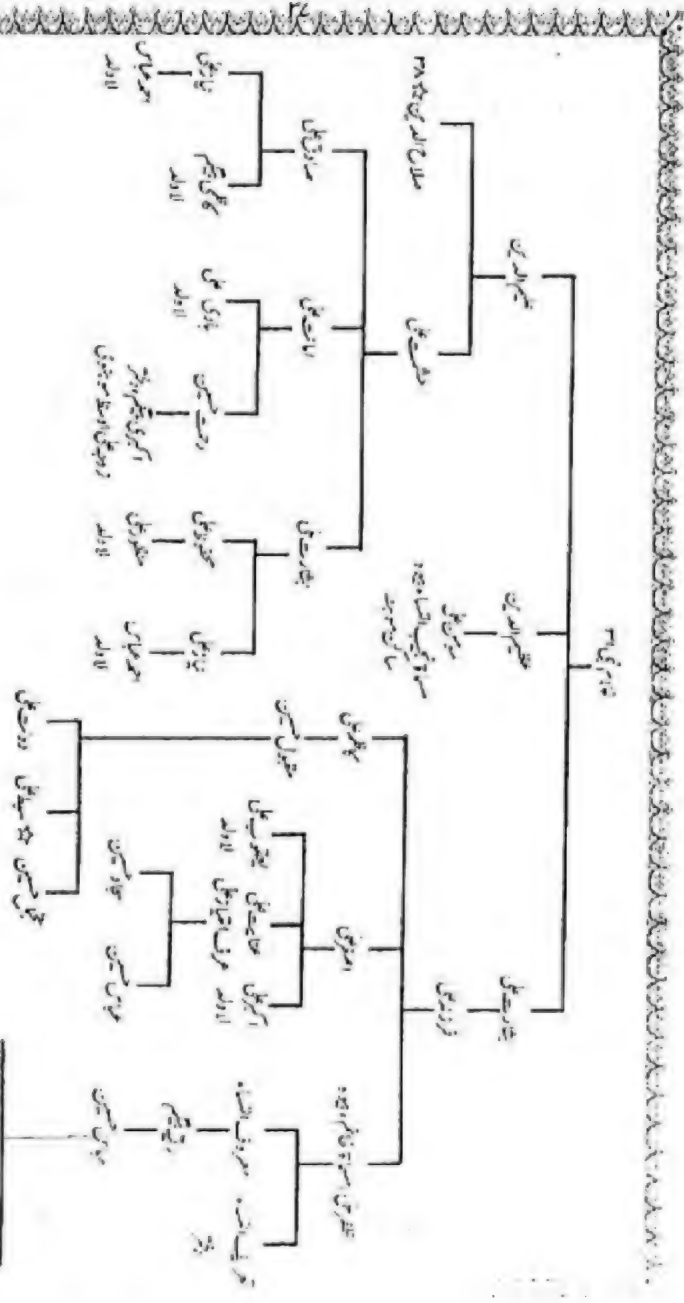








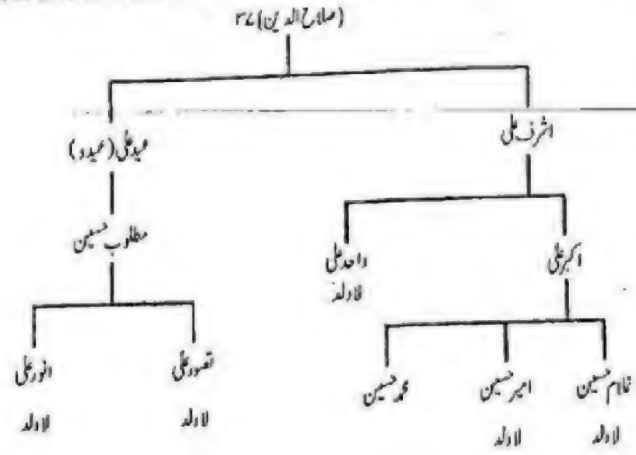
یہ دروہائی ترک نہایت کر کے خوشی یا سو خوشی ملندہ شہر  
(وہاں بہارت) میں آباد ہو گئے تھے، پھر پکڑا آ گئے۔

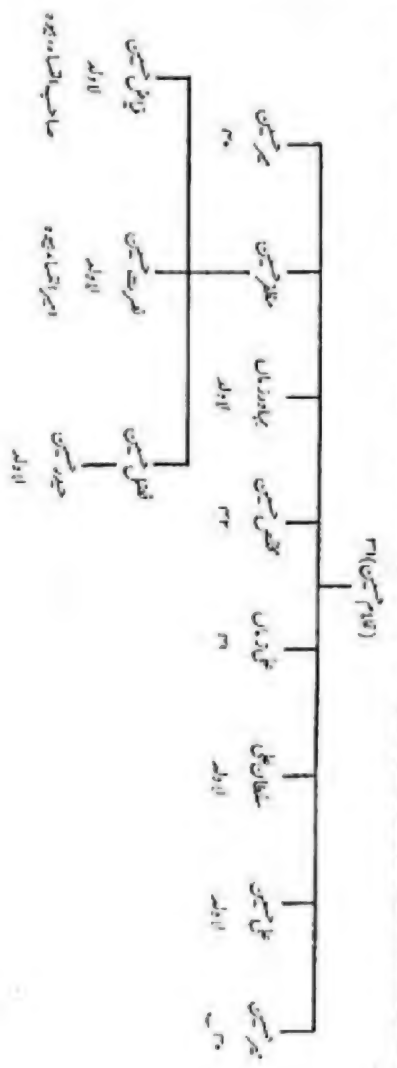


خانواده قاسبی در زمان قاجار



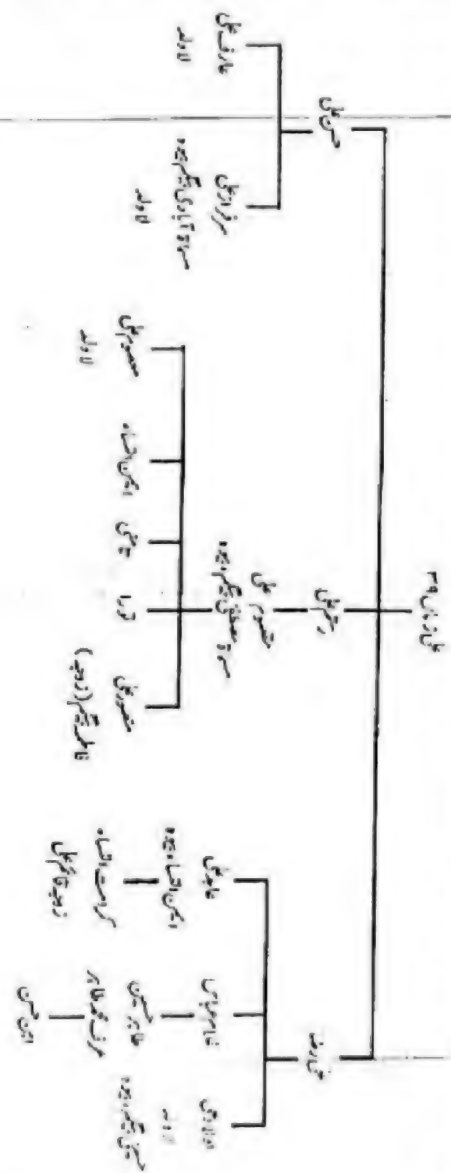
صالح الله بن ۳۷





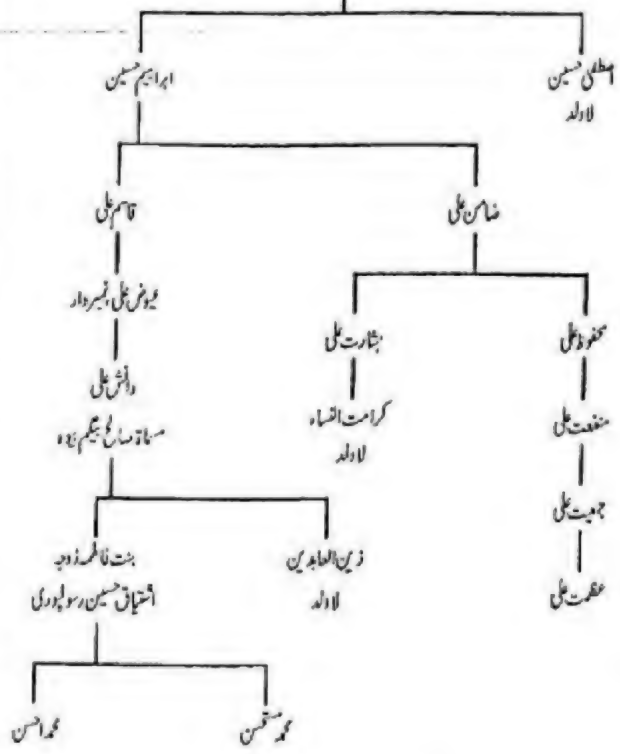






تجربہ نسب بعد از کسی علی محمود علی کو لاوا رکھنا گیا ہے،  
 تجرہ بیک میں لاوا دیکھ کر کی درست ہے۔

(کلمه مسین ۳۹)



۳۳  
(میر حسین)

ایرمل

مقدودی  
لاول

میرمل

میرمل

تقی حسین

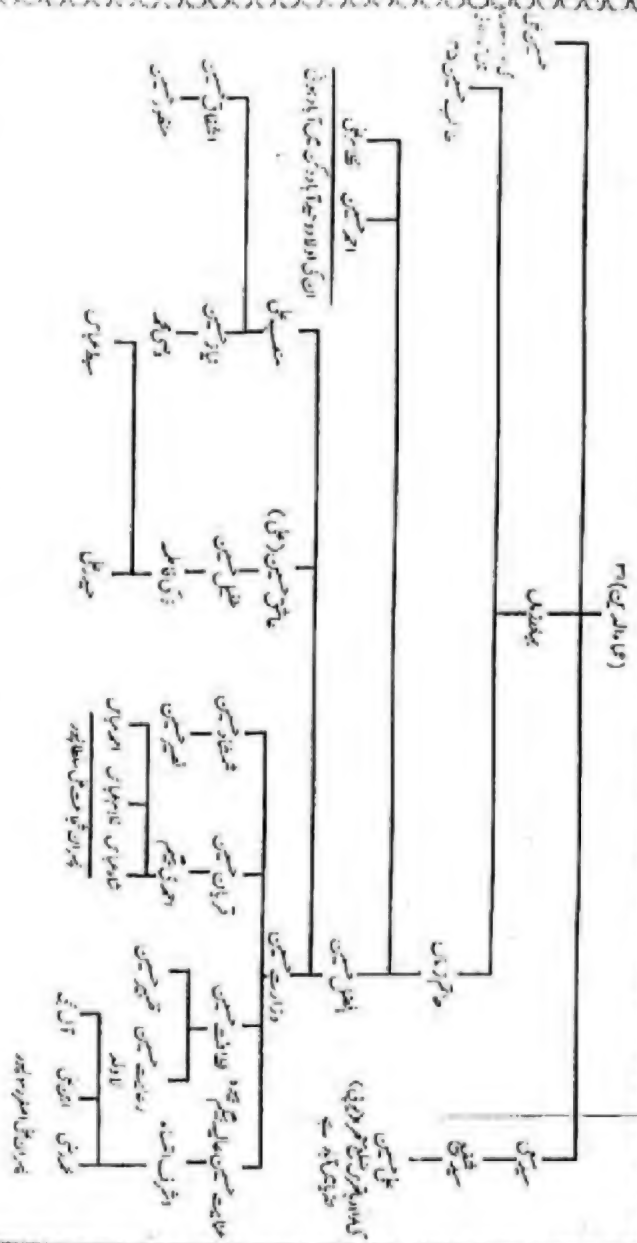
میر حسین

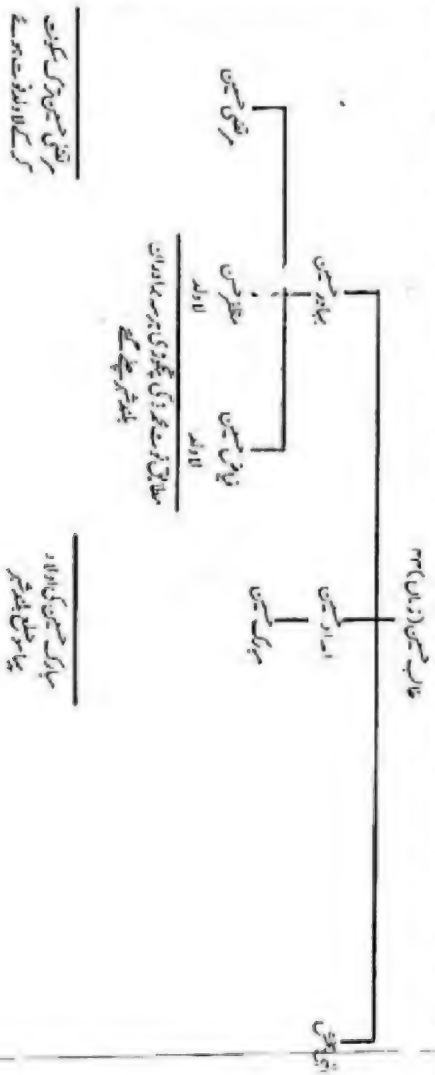
شیخ حسین

ایرمل

ایر حسین







مبارک حسین کی اولاد

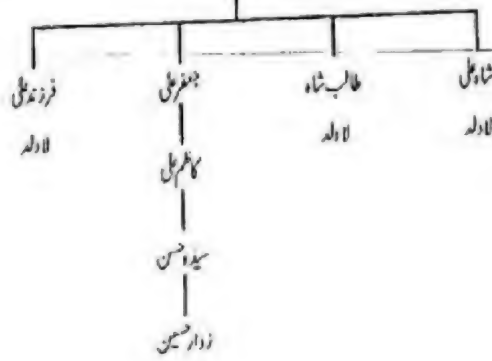
مرتبہ صحیح حرکت  
کر کے لا، اندر فرت جوئے





۴۲

علی شاه



(سیدانگین ۳۱۱)

سید ملا علی

سید حیدر

علی حسین

میر حسین

میر حسین

غلام علی

(مکمل)

طالب حسین

شاهین

عمر علی

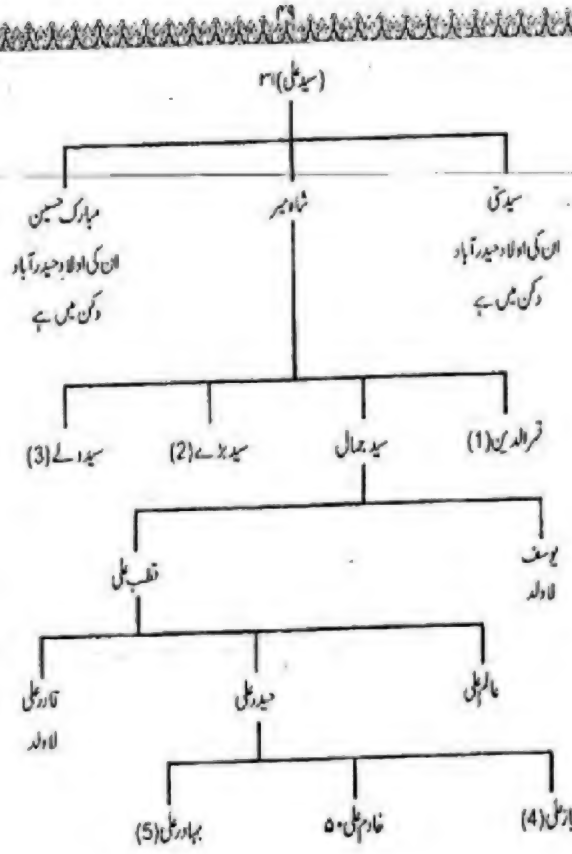
بازار علی

کنیز جری

لاورد

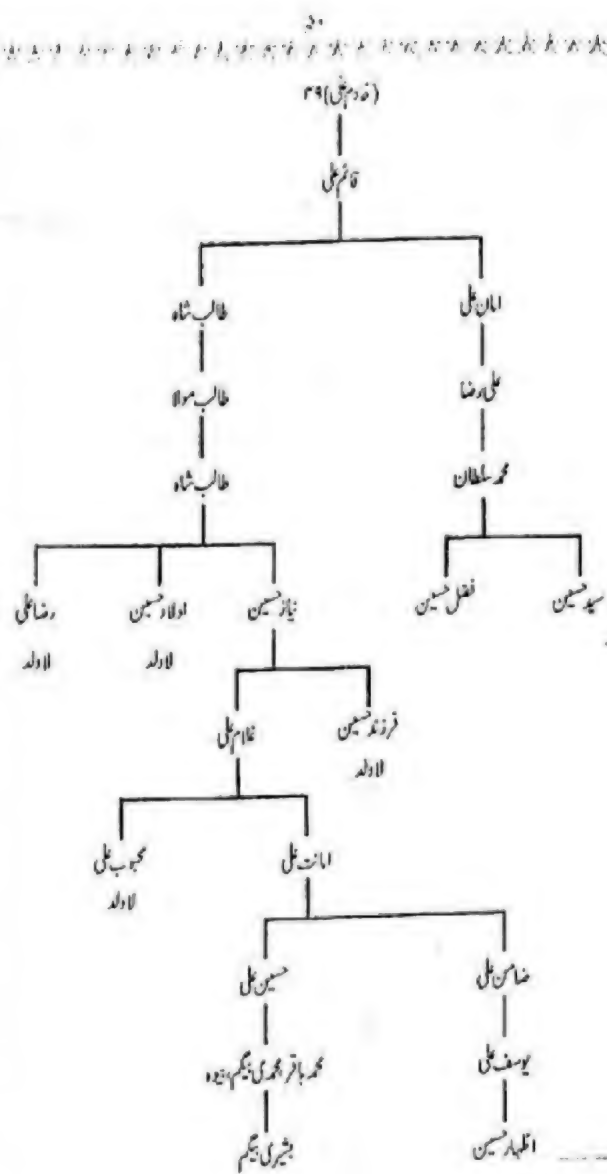
بند علی، مسعود علی، نسیم

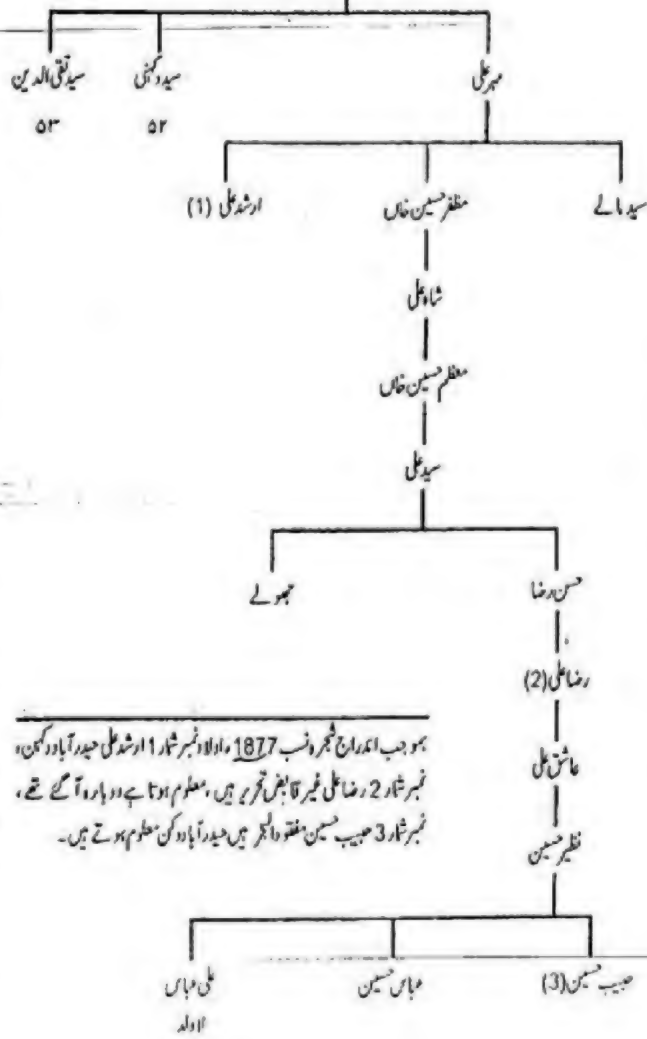
نور و لاورد



موجودہ انداز میں نسب قانونی 1877ء اولاد نمبر شمار 1 قرالدین چاند پور ضلع بلتھہ نمبر شمار 2 سید لاے  
اور سید لاے کی اولاد سلطان پور سران لکھنؤ نمبر شمار 4 سید علی 5 سید علی کی اولاد وحید آباد دکن میں آباد ہے۔

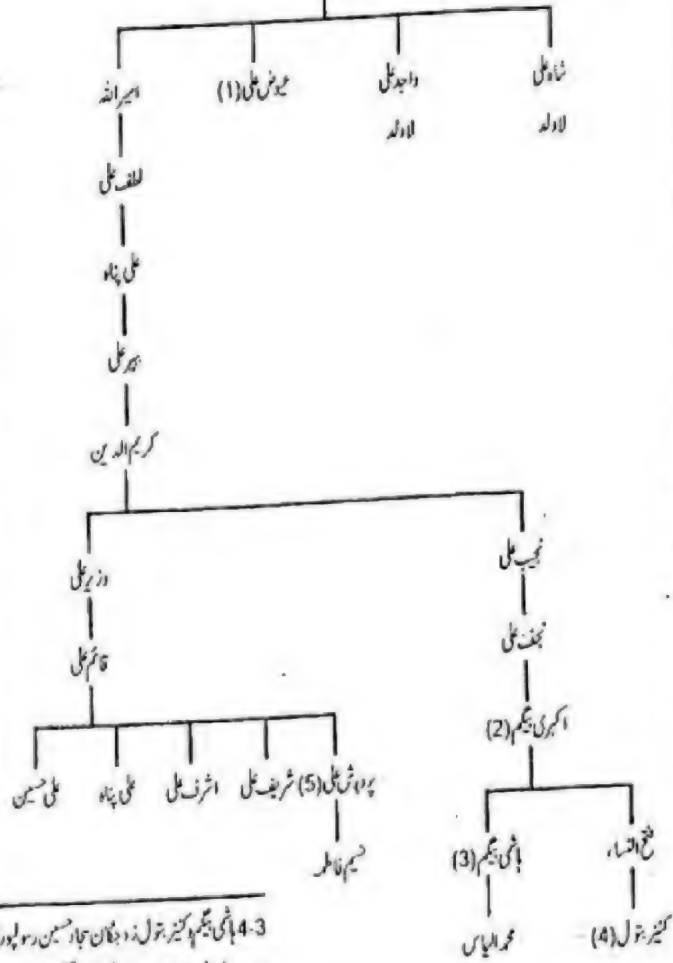






موجودہ انداز میں فروری 1877ء کو لاہور شہر اور ضلع حیدر آباد کو،  
فروری 2ء کو غیر قابلِ تابش کر دیا گیا ہے اور آگے سے،  
فروری 3ء صبح مسکن مفتوحہ لاہور میں حیدر آباد کو، معلوم ہوتے ہیں۔

(سید انیس)



4-3 شاہی بیگم کنیز تزلذہ خان جاو مسیم روہ پوری  
5- پرورش علی 1947ء میں پگڑ میں قتل ہوئے۔

1- ابو جب امداد خان شجر و نسب 1877ء لاہور میں علی الصداق (مہارت) میں ہے۔  
2- لاہور اکبری بیگم کنیز و پگڑ





### اجداد کے نام معلوم ہو سکے

نہری  
—  
نہری

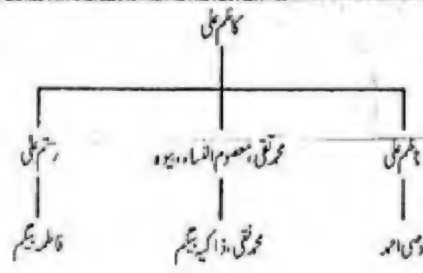
نہری  
—  
نہری  
3

نہری  
—  
نہری  
2

نہری  
—  
نہری  
—  
نہری  
1

نہری 3-2-1  
نہری 4-3-2  
نہری 3-2-1  
نہری 3-2-1

نہری 1-2-3  
نہری 4-3-2  
نہری 3-2-1  
نہری 3-2-1



ایدارہ اسلام

یہ تحریریں ایک مجموعہ میں شائع ہوئیں گی۔  
مطبوعہ دارالافتاء اسلامیہ کراچی۔





## مقالہ دوم

از

مولانا سید علی نقی شاہ صاحب سلطانپوری

یہ مقالہ اول سید محمد عباس سلطانپوری سے تقریباً ۱۹۶۰ء میں  
لکھنؤ سے ملا پھر جب بریلی میں عبد الوہاب صاحب سے  
”سربانی“ ہنسنا ہاتھ آیا تو یہ مقالہ جدید صورت اختیار کر لے  
اس کی سند میں ملے نہیں۔

اس کا ترجمہ میرے مقالہ دوم میں درج ہے

منتخب آثار عباس

کتاب خانہ

چند اوساد

مجموعہ

ادبیات چارتر

مجموعہ

ماہنامہ

ادبیات و فن

ادبیات

چند

مجموعہ

ادبیات و فن

ادبیات

ادبیات و فن

ادبیات و فن

ادبیات و فن

ادبیات و فن

ادبیات

ادبیات

ادبیات و فن



人 人 人 人 人 人

مِنْهُمْ" قَالَ سَلِّمْ عَلَيَّ غُذِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَأَنْ مِنْ أَعْمَالِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِهِ قِيلَ وَمِنْ هَذَا خَافَةَ مِنْهُمْ أَنْ لَيْسَ ذُنُوبُهُمْ وَلَهُ قَابِلَةٌ يَتَوَقَّعُ وَالْأَخْرُجُ مِنَ الْفَنِيَا حَتَّى يَتَصَرَّحَ الْإِسْلَامُ كَمَا تَصَرَّحَ بِإِسْرَافِهِمْ جَنَّ قَالَ لَوْ أَنَّ قَسْرَبَ اللَّهُ عَلَيْنَا

وہ عقل پرستوں کی

فصل دوم

سندھ و فتح سہاگن اندلس

2- پسرانِ کج

و حضرت امجدوست فرزند میداشت ملازمی جهت ادا "اگر کجی" میگویند و بگویند که یکدیگر وی فرزند خود را نیز ادا می  
ملکی سادات اعلیٰ شازدہ پر گشتہ اند کہ از سلب ارجو نمود و اند۔

وانزل اولاد کی

15

اولاد و پسر -3

در پنجم سفر سال دواصد و هشتاد و یک که در حجت در جای غرض شریف اش به چهل و پنج سال رسید و در حالت فرموده و در سفر  
مرکز دماغ (عراق) است و در روز چهارم از امام علی الهادی در مشاورت بیت یافت است.

۱۰۲

۱۰ اگر در وقت دو صید از بجا و شایسته

سہادات امر و ہر

انچو بعد از احکام قائم مستقر و اتفاق اقرار شد: موضوع بی بی خدیجه و ایں است که: غمگین پس از افسان شین است. اما سبیل اطریق و طاهر از القاسم الاول و علی ابوالحسن سید الشهاب و خدیجه ازدواج و بی الصوفی و جادون.

سادات امر

بسم الله الرحمن الرحيم

پسران علی

والا فقب اعلیٰ از ۱۹ پیر است امیر (۱) قضا محمد، ابنا، اعلیٰ انس سادات بحکر که در ملک سند و

وہزادہ علی

أما إذا كان المراد من قوله تعالى

Y Y Y Y Y



## سادات بھر

سید محمد علی ابن سید امیر محمد شجاع بن سید ابراہیم بن سید قائم بن سید زید بن سید جعفر حسین بن سید محمد بن سید ہارون  
بن سید محمد علی بن سید ابی نقیل بن سید ناصر بن سید اسماعیل بن جعفر ثانی و اکثر سے لے کر ہارون رازی و ادنیٰ و مکیان و لاہور و فوج  
سندھ و خضہ ساکن اند سادات رضوی مشہور اند۔

## 2- پیران مکی الصوفی

وازا اولاد مکی الصوفی بن جعفر ثانی و ابو الفتح محمد بن محمد بن الحسن بن مکی صوفی و اوساب جو معروف بہ ابن الحسن الرضوی  
و اور اہل ادرے جو اسمش علی و کنیتش ابو القاسم کہ فاضل و حافظ قرآن بود و عیش در ملک مصر است۔

## 3- اولاد ہارون

وازا اولاد ہارون بن جعفر قواب و سید علی بن ہارون است و اوراد پیران باسم حسن و حسین بودند و اولاد و عقب  
ایں دو تن در صید از جا و شام اند و از اولاد علی بن ہارون اند۔

## سادات امروہہ

سادات امروہہ اولاد سید شرف الدین شاہ ولایت او پیر سید علی بزرگ است و او پیر سید مرتضیٰ و او پیر سید ابو الاعمال و  
او پیر سید ابو الفرج صید ادنیٰ و اسطی است و او پیر سید داؤد و او پیر سید حسن و او پیر سید علی بن ہارون بن جعفر قواب است۔

## پیران علی

وازا اولاد علی بن جعفر قواب و سید علی محمد تازوک است و است پیر عبد اللہ بن علی ابن جعفر و عقب او جماعتی است از  
ایشان ابو الفناخیم عبد اللہ و مکی و علی و محمد و ہر یکے از اصحاب ایشان در مقام قریش بہ مکی تازوک مشہور اند۔ و نسب سید جلال

الدین حسین البخاری بن سید علی بن جعفر بن محمد بن احمد بن عبد الله بن علی بن جعفر قواب است۔

### 5- پسران اور بیس

دائر الاولاد اور بیس بن جعفر قواب "قاسم" است و اولاد کثیره دارد، بہرہ اینہیں "قاسم" گویند، و روایات جو  
لغات و ایام بعد و روایات معابد کہ بسیار اند و علامتہ نوکعب در مشہد شریف عزوی ہم از قاسم اند۔

### 6- پسران طاہر ابو القاسم الاول

دار جملہ معتقین مذکورین شش فرزند اش جد امی من نامہ نگار (مولانا علی قلی) نشانیزادہ جناب سید طاہر ابو القاسم  
اول بن امام زادہ جعفر است و او پدر و پسر است۔ اسید محمد المشہور بہ محمد الداعی اسید جعفر از جد مولانا سید محمد موسوی  
پسر مستند کے ہے، سید ابو طالب نزد دیگر برادرش طاہر ابو القاسم الثانی است۔ و پسر سید طاہر بن سید محمد آقا قلی  
پسر سید ابو طالب نام است۔

اسید ابو طالب نزد دو پسر است سید ابو اعلیٰ محمد و لال افتخار ابن سید ابو علی ابن سید علی ابن سید محمد  
بزرگوار۔

### سید نجم الدین بزرگوار

سید مصطفیٰ امیر ہے اور از امرائی دولت سلطان غزنویہ، با چند بزرگوار و بزرگوار پسر سید و میر جو ترک  
نصرت ملکہ محمود غازی کہ در عہد خسرو ملک من خسرو شاہ بن بہرام غوری (1182 ہجری) 557 ہجری مقتول جنگ کھار  
بود و بزرگوار بنی ہند و تاجک و شہادت رستم ز منہ ہائے بدو و از قلم "او جانگزا" کہ ملکہ محمود غزنویہ ہائے شہادت و ک  
مقتل آں چاہے است غر محمود و بنی ہند و شہادت رستم ز منہ ہائے بدو و از قلم "او جانگزا" کہ ملکہ محمود غزنویہ ہائے شہادت و ک  
کفار بدینہ چارہ است و قلی از ملکہ محمود و بنی ہند و شہادت رستم ز منہ ہائے بدو و از قلم "او جانگزا" کہ ملکہ محمود غزنویہ ہائے شہادت و ک  
شہادت و کفار بدینہ چارہ است و قلی از ملکہ محمود و بنی ہند و شہادت رستم ز منہ ہائے بدو و از قلم "او جانگزا" کہ ملکہ محمود غزنویہ ہائے شہادت و ک

المعروف

2.

یہ کہ در بعضی قریایں، ہند سکونت دارند، و خطہ نزاعیہ و اتر میں، وہ مان جاتے ہیں۔



## عقب سید نظام الدین حسن

عقب سید نظام الدین سید محسن القلب الباقی است این سید زین الدین مشہدی انگریزی ہزارویں  
سلطان شاہ زین در بعضے زین العابدین امش نوشتہ اند سید محسن الدین ہزارویں انگریزی ۱۲۳۶ تا ۱۲۳۷ (۱۲۳۶ تا ۱۲۳۷)  
است و شہاب الدین فرزند ان حضرت شاہ زین الدین گردیزی ہمدونی قدس اللہ ارواحہم۔

## ورد و ملتان از گردیز

از گردیز کہ مابین غزنی و کابل آباد است، بوقت چنگیز خان و بعد شہادت پدر بزرگوار خویش وارد ملتان شدند و  
بزرگوار خود یوسف بن خوجہ حسین غفری دیباچی گردیزی معروف شاہ گردیز در ملتان بر جبرہ و شاہ اقامت کردند۔

## حال شاہ یوسف گردیز

و حال سید الاعلیٰ اکرم الامام الفاضل جمال الدین محمد دوم محمد یوسف شاہ گردیز (۱۰۹۸ تا ۱۰۹۹) از خند و گل در گردیز  
برادر القلب شاہ گردیز بود (۱۰۹۹ تا ۱۱۰۰) محمد دوم شاہ و بکر علی بن محمد دوم شاہ قسور کہ در محمد سلطان محمود غزنوی (۹۹۷ تا ۱۰۳۰) کا  
گردیز مشہور بود سلطان محمود کمال تقسیم و تفرش کرد و گردش در گردیز از مضائق غزنی است، او پسر سید محمد عبد اللہ غزنوی  
سید حسین القلب سلطان بن -----؟

ولادت شاہ یوسف در ۴۵۰ ہجری در محمد سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود بن سلطان محمود (۱۰۵۸ تا ۱۰۹۸) در گردیز  
بآں جد اجد خود شاہ علی قسور در ۴۹۹ ہجری بعد سلطان علاء الدین بہرام شاہ ولد سلطان مسعود بن سلطان بہرام غزنوی  
بر شیر سوار در دروست وارد ملتان شد ۱۱۱۷ تا ۱۱۸۲ (۱۱۸۲ تا ۱۱۸۳) دانی سوار شیر کہ در دروست مار کرد۔ محمد دوم شاہ یوسف اینجا قرار  
بر کنار در یاد با حق مشغول شد مگر یک بار دی ملتان از ہاں عالمست و پیش از ہاں ایران بود۔

در روز دہم ربیع الاول ۵۳۱ ہجری روز چہار شنبہ یک ہفت روز بر آمد و دانی اعلیٰ والیک گفتہ و الحال در  
خانقاہ کار کاٹی تراشی در محلہ شاہ گردیز است۔

خانقاہ کی مبنی دیوار میں جو کتبہ ہوست ہے اس میں یہ شعر درج ہے

شاہ یوسف تولدش میدان ۳۶۹  
شاہ گردیز را و سال بخواس ۵۳۱۔ اس طرح یوسف کا حال

۴۶۲ اور سال وفات ۵۴۷ بتا ہے لیکن خانقاہ کے اندر جو کتبہ ہے ان پر ۴۵۰ تا ۴۵۱ (۴۵۰ تا ۴۵۱)

ورد و ملی سادات گردیز

و بعد از رحلت حضرت

۱۲۳۶ تا ۱۲۳۷ (۱۲۳۶ تا ۱۲۳۷)

مرت یوسف تشیہ ادا شد (۱۲۳۷ تا ۱۲۳۸)

مادی و وزارت

سید محسن الدین را

کہ کاغذات و اسناد میان محمد

بن حسین و مسطور و مکتوبین

ت در محمد محمد عادل شاہ باد

ت۔ و اللہ اعلم حقیقت الحال

از ملا حلقہ بعضے تحریر

از ملا مستور بن اقبال در گردیز

ت کہ مورخ و سابع خان

و لیکری مطابق سن پانچصد

علاوہ بن ہمدان سلطان علاء

و اللہ در میں پانچام علاء الد

و اللہ حضور و اللہ بھارت

## دورانی سادات گرویز

بعد از رحلت حضرت شاه گرویز برادر سید شمس الدین و شهاب الدین در عهد سلطان شمس الدین افشار غوری  
 1236 تا 1271 م. که از نمایان خود به ترک عالی نزد او از یک زادگان فرافراست، و او را سرپرست سلطان را باقی  
 حضرت یوسف تغیب دادند (شاید بچهره بهائی اوست).

## امادی و وزارت

سید شمس الدین را خوشبختی و امان خود ساخت بر پائی وزارت رسانید و نام (مولانا علی قلی) بمکران مستیری گوش زد کرده  
 که که خدات و استاد میان عهد وزارت سید شمس الدین موصوف نزد سادات "لال کاپی" موجود است و به مهر وزارت سید شمس  
 الدین حین در مشهوره من بعد هم گوش رسیده که در اولاد او افتاد آن سر نوم عهد وزارت باقی ماند و است و پدرش سید ججو چک  
 در عهد محمد عادل شاه پادشاه دلی به عهد وزارت ممتاز بود و من بعد ترک وزارت فرموده در کائنات شجرات مندرج  
 1630 م. است. و الله اعلم بحقیقت الحال

از طایفه مصلحان خیرات لایح میشود که شمس الدین و شهاب الدین برادران امیر علاء الدین غوری و او و هند شدند  
 1098 م. که در عهد  
 سلطان بهرام غوری  
 بود که مورخ و شایع محاسن سادات و یار هندوستان است و بذریعہ چوکی قدیم (ذائری) خود بندهی آورده که در 1152 م. بمکری  
 و بمکری مطابق من پانصد و چهارده هجری از شهر گرویز گاه سید شهاب الدین رسید شمس الدین رسید عظیم الدین رسید زین  
 العابدین امیر علاء الدین غوری از غزنی به هندوستان تملک آور شدند و این هر سه برادران در فتن خود سر دارند (10) هزار  
 سوار و در پی بیگم علاء الدین غوری در قلعہ قیام خود، سادات مندرج بالا در "مهرولی" چانگی الحال لاهور (جناب) سنگ ماکرده  
 را از حضور امیر علاء الدین بجات سادات و لایح پاک است و اقامت کردند و علی و سید قلندر در زنگاری در آن جایجا کردند.



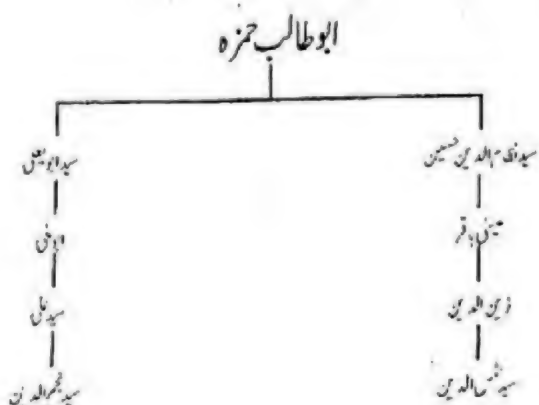


تحقیق برادر سونو

فصل گردان جفا اور پستی خود بہت برادر مثنوی سید عظیم الدین صاحب فریدین نقل شش ماہ کا تحقیق نہ شدہ و اخیر لایچ مشہور است و بنا بر بعض تحریرات کہ ایہ و شدہ انکر سید حسن الدین و شباب الدین برادر مثنوی مثنوی ہم بود سید عظیم الدین صاحب فریدین لایچ و تصنیف او بدست الامامین شریعت کل نادر و محض ہے اعتبار است۔

## تحقیق شجرہ

زیرا که او بی‌ترکب متعدد و حاصل نسب امام جناب غفران آفتاب و غیره طاعت می‌شود و اینست که سلسله سید محمد بن  
موصوف بنزاد را بی چهار واسطه از ابوالطالب عز و شعی می‌شود و در همین سلسله آفتاب بی سید عیسی الله بن مرزبان بی چهار پشت  
طایفه و سید نه واسطه از ابوالطالب عز و اصل می‌شود چنانچه که گشته است !

[illegible]

شدند و نظر کرامت خواجه قطب الدین به یکی برایشان دعا بکاشت فرمود "بلی ساره" خواهر شیخ الاسلام سید نورالدین مبارک  
 پیش خواجه رضایی خواجه قطب الدین در دل کمال بود و مادر قطب الدین ابوالموید غزنوی از اخصا و شمس المعارفین غزنوی و  
 شمس الدین بنظر شفقت و رحمت پرورش کرده و متولد فرزندانش خود میداشت.

### حصول زمینداری

حصول زمینداری آورده اند که در 1266 مطابق 627 هجری در سرکار پادشاهی مینش کوچی در هاجیک  
 الدین و مینش "رام پور" که الحال آنرا "دولپور" نام اند و "دقن پور" که نامش الحال "سلطان پور" میباشد  
 در آمد.

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
مجلہ ہمارے  
فروری ۱۹۸۰ء

۱۱۰ جگہ  
نمبر ۱۱۰

## مقالہ سوئم

تذکرہ و نسب اجداد سادات نقوی گریزی

یہ مقالہ سید ابوالفتح سلطان پوری کے مقالہ دہم سے ترجمہ و تفسیر ہے

مترجمہ: شمس الدین

## حضرت امام علی نقی علیہ السلام

حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی اولاد میں چار صاحبزادے امام حسن عسکری علیہ السلام، حسین محمد جعفر اور ایک صاحبزادی "علیہ السلام" بعض کے نزدیک چار صاحبزادے، حسن ابو یزید، حسین محمد جعفر، امام حسین اور صاحبزادی کا نام عائشہ ہے۔

## جعفر مرتضیٰ

امامزاد حضرت جعفر مرتضیٰ کتبت کے لحاظ سے ابی عبد اللہ اور ابی الحسن، ابو الحسن اور القاب کے اعتبار سے ذی مرتضیٰ، طویل اللہ، دعویٰ امامت کی بنا پر کلام اب اور تو بدعت و تقییر کی بنا پر تو اب کہلاتے ہیں۔  
والدہ گرامی جناب "حفہ" خاتون ان عباسیہ سے تھیں اور انہی کے اہلن سے امامزادہ حضرت محمد ہیں۔

## دعویٰ امامت

دعویٰ امامت کے متعلق پوری بحث کتب میں مذکور ہے یہاں اسکے بیان کا مکمل نہیں آپ اسی کتاب میں متعارف ہوا ہے  
شاہد سلطان پوری نے چکے ہیں، میرے نزدیک اہلبیت اطہار میں کسی فرد پر مبرا قرار کا فخر بہتان دشمنان اہلبیت کی اختراع ہے  
جس سے سمجھا کر ایسا دعویٰ ان شخصوں سے یہ میں سے کوئی کر سکتا ہے۔ اگر ایسا ہو بھی تو یہ ایک "دلیل امامت" ہے کہ امام عصر علیہ السلام  
خفاقت کے لئے ایک حقیقی بچا کی لاشیں اور کس فیرونی و مولیٰ زحال بن گئی۔

آپ 226 ہجری میں بمقام "سازہ" پیدا ہوئے کتب صوفیہ میں آپ کے فضائل بے شمار مذکور ہیں آپ کے ایک  
فرزند گرامی ہوئے جس کی بنا پر امام ابی الحسن کہلاتے ہیں اور بعض کے نزدیک ایک سو تیس فرزند جس کی وجہ سے ابو الحسن کہتے  
بعض کی تحقیق کی بنا پر سو فرزند ہیں چار صفر 271ھ میں صرف بیستائیس سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔

مرقد متو "سرخ رانے" میں ہے

## پسران جعفر

کتب متبرکہ اور یکساں اقوال کے مطابق آپ کی نسل چھ پسران سے ہے۔۔۔





### 3- نسل بنی الصوفی

ان کی اولاد سے سید ابو الفتح احمد بن محمد بن الحسن بن علی الصوفی ہیں۔ یہ نسل پرچہ نسل پاکہ، حاکم قرآن تھے اور ابن الحسن الرضوی کے نام سے مشہور تھے ان کی نسل ملک مصر میں ہے۔

### 4- نسل ادریس

ادریس بن جعفر رضی عنہ کے صاحبزادے "قاسم" ہیں جو اولاد کثیر رکھتے ہیں، ان کی نسل "قواسم" کہلاتی ہے، ہارات جرات ملکات، ابو جعد اور سادات، سجاد بن قعد، ابویں ہیں، گرد و گردہ "طل" میں ہیں، "نی کعب" مشہور قدس میں ہیں اور اولاد قاسم سے ہیں۔

### 5- نسل علی ابو الحسن

اولاد علی بن جعفر رضی عنہ میں "بنی ہازک" ہیں جو محمد نازک، پرتاب اشتر بن عبداللہ بن علی کی اولاد سے ہیں ابو الفتح بن عبداللہ، بنی علی بن علی پران علی ابو الحسن ہیں، یہ نسل مقابر قریش میں بنی ہازک مشہور ہے۔

### نسب سید جلال سرخ بخاری و مخدوم جہانیاں جہانگشت

سید جمال الدین حسین البخاری بن سید علی بن جعفر بن محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن علی ابو الحسن بن جعفر رضی عنہ

آفتاب بہاء الدین بن ذکر پائانی کے تالیف تھے اور "اچ" میں سکونت اختیار کی ان سے۔۔۔۔۔!

۱۔ سید احمد کبیر 2۔ بہاء الدین 3۔ سید محمد حسین فرزند سید ابوالحسن کبیر سے دروزہ نامہ اور پیدائش

۱۔ سید جمال معروف مخدوم جہانیاں جہانگشت 2۔ سید صدرا الدین معروف بہ ابقال

مخدوم جہانیاں نے اول شیخ دکن اللہ بن نبیرہ شیخ بہاء الدین بن ذکر پائانی سے تربیت پائی اور "فرد" میں اس کا بعد از اس کے منظر تشریف لے گئے اور اکثر مشائخ کی صحبت اختیار کی وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور درود رسول ﷺ کی زیارت کی

فرخ سے سونے تو وہ زیارت کا وقت نہ تھا اہل کے خدا آم مانع ہوئے تو سید کو جلال آیا تو کہا "اسلام علیک یا جدی" میرا آج پہنچا  
 نہیں؟ اور فرما مارک سے جواب آیا "علیک السلام یا والدی" اے لوگوں خیال کرو میرا فرزند آج ہے اور تم زیارت کو تنگ کرتے ہو خدا ہم یہ  
 سن کر تعظیم سے فخر آئے بعض بزرگان مدینہ آپ کی صحت سے فیض یاب ہوئے مدینہ سے فارغ ہو کر آپ بخدمت حضرت علامہ اہل حق  
 علیہ الرحمہ بنگال شریف لے گئے اور زبان برائے خاطر شیخ نور قلوب عالم چند روز توقف فرمایا اور بعض نعمتیں حاصل کیں اور عمل "حی و  
 قیوم" حاصل کیا آپ نے لاچ میں رحمت فرمائی آپ کا مقبرہ وہاں ہے۔

آپ کی اولاد بہت ہے سید شمس الدین، سید ابو سید محمد والد بن سید بدر الدین "سنگرو بھکر" میں مقبور ہیں حضرت خدام شہباز  
 اہلہ والد بن سید شہباز کی قبر "مہوئی" متصل اللہ آباد ہے۔

سادات بخاری فرنی، غور، کابل، لاہور، بنگال و دکن (حیدر آباد) قرون اوچ، میان روآب (یو پی، سی پی انڈیا) و پنجاب  
 و بی آگرہ آباد ہیں۔ سید لعل بکر علی نے طوفاً کتب میں لکھا ہے کہ ملک در ملک صوبہ در صوبہ پانچیم ہندوستان میں سادات بخاری سے  
 کوئی جگہ خالی نہیں اور شش آفتاب یہ نسل دشمن ہے۔ (بخاری سقاہت نقل رضا)

### سادات شکار پور

سادات شکار پور دار نسل سید لعل الدین بن سید ابو انیسیم بن سید راجہ بن سید عبداللہ بن سید قلوب بن سید گیر بن سید اسماعیل  
 قلوب بن سید محمود ناصر الدین بن سید جلال خدام جہانیاں سے ہیں۔

### سادات بلوت

از اولاد سید محمد بن سید جلال الدین سرخ بخاری ہیں سید رضا نے اپنی تحقیق کی بنا پر لکھا ہے کہ سید معصومی بن سید بہا والد بن  
 بن سید علی بن سید جلال الدین بخاری لاچ سے بلوت آئے

### سادات اولانی

سید قندری بن سید بہا، والد بن سید عبدالقادر کہ جو "سید لعل" کے نام سے مشہور ہیں ان کی اولاد "سید  
 اولانی" کہلاتی ہے۔





## سادات بخاری سلطانیور

اولاد اسید مسعود بن سید عزالدین احمد بخاری سن ..... (ان کا علم نہیں تھا)

باسید آل حسن یا ان کی اداوار سے میانوالی میں علم ہو سکتا ہے )

سید جلال الدین حسین بن سید علی بن سید جعفر بن محمد بن احمد بن محمود بن عبد اللہ بن علی ابو الحسن بن جعفر مرتضیٰ بن امام علی علیہ السلام۔

6- سید طاہر ابوالقاسم اول

سید محمد بغدادی میں قیام پذیر تھے، آپ بھی خاندان دیباچی میں شادی تھے

آپ کے دو پسر ۱۔ سید ابو طالب حمزہ 2۔ طاہر ابو القاسم المثنیٰ تھے

سید محمد طالب خنزدار ہزارہی امیر خنزدار تھے اور یہاں پر ہی دفن ہوئے۔

1- نسل سید ابوالعلی

غزنی میں کتوال اور ایوان مملکت غزنی نے ان کے بہر سید علی اور ان کے بہر سید محمد علی بن بہر وادی تھے۔

## ہجرت

سید طاہر القادری اور ان کے انصاروں نے نہ جلد ان کی قیام پذیر تھے سید ابوالطالب رحمہ اللہ حکومت عباسیہ نے سبزواری کا امیر



آپ کے والد محترم سید مسیح الدین بہتر سال کی عمر میں فوت ہوئے آپ کے فرزند سید العلماء سید محمد قبلہ علیہ الرحمۃ ہیں بیٹے اُنس سے نسل  
بہتر علم و کمال باپ (جناب غفران مآب) نے خواب میں حضرت جنت علیہ السلام کو دیکھا فرماتے ہیں کہ "اس نسل کی تربیت مجھ  
سے متعلق ہے" قبیلہ و کعبہ فرمایا کرتے تھے "انا اخر و اول ابن صاحب زبانی و اچھے لکھنے والی قند نکلنے والی و دریائی" (اس  
انصاف) سید العلماء کا وطن سمیرا باد شلع رانے بریلی ہے، ہفتویں ملاقات کی یہ سچی پورے شلع میں پھیلی ہوئی ہے اس نسل میں علوم  
شریہ کے ماہر بلائی تعداد میں گزرے ہیں رانے بریلی، سمیرا باد، جاکس، سیلون، مطلق آباد، سوہرورد، ایک پور، میں اس نسل نے  
افتادہ حاصل کیا شایان عقیدہ کے زمانے میں تین سو ساٹھ اہل علم تحصیل ملوں کے قریب "ساٹھ سیدان" میں آیا ہو میں تھے۔

علامہ محمد حسن علی مجتہد اعظم عراقی متوفی 1262، صاحب جوامع الکلام مفتی محمد عباس شہرستانی، سید العلماء کے مداحوں سے  
تھے فنون جنگ کے ماہر اور شجاع تھے۔ علم کام، تعمیر حدیث، اصول فقہ، عرف، اخلاقیات، بدیع عروض و کاف، منطق، ادب و ریاضیاء،  
ہندسہ، ریاضت کے ماہر تھے ایک مرتبہ جناب غفران مآب کے وکیل کی مجلس میں حیرانہ نے ایک مرتبہ شل غلبہ پر حواس پر قائم ہر فر  
کرتے تھے کہ میں نے اپنا کام علماء الطام کے دربارہ پر حوا (کلام مسیح کتوری) اپنا لکھ کر لایا جاہا بعد اعلیٰ شادخت پر مسکن ہوئے  
ہوئے تو ان کے اداغ نے سوچا کہ تخت سلطنت (آگرہ و اودھ) سلطان العلماء کے سپرد کر دیا جائے خدمت میں آکر عرض کیا کہ  
سرکار حکومت مجتہد ہے ہم اس منصب سے بچتے ہیں قبیلہ و کعبہ نے اپنے دست مبارک سے تاج بادشاہ کے سر پر رکھا اور مہدی بیان لیا کہ  
حکومت فقہ غفریہ کے کلام الہی پر ہو اب بادشاہان کے مقرر کردہ مآب کی مشیت میں فراموشی سر انجام دینے کے لفظ غالب میں آیا  
بار مجتہد عصر و اہل زمان کا تذکرہ ہے اس سے مراد سید العلماء ہیں۔

بہادر شاہ ظفر نے شاہزادہ مرزا احمد حیدر شاہ اور مرزا نور الدین بہادر کے ذریعے ایک عریضہ اور علم مبارک بھیجا، جس میں  
اعظیہ تبدیلی مذہب اور علم و کلام حضرت عباس علیہ السلام میں نصب کرنے کی استدعا کی !

### خط بہادر شاہ ظفر

"افعل العلماء فقیر الفقہاء سید السادات و مشین الاموات مجتہد العصر اہل ایم رکاف"

محمد افتخار الدین کو بہت دیر بیت اعلیٰ بیت بدل اختیار کر رہا تھا کہ ہر اہل علم نے علی بن ابی طالب علیہ السلام پر قطعی تہنید و تہنیر امام  
باز و شریعہ کر دیا دست بعد تماشائیں تجلیات سید شہید اعلیٰ نقیب و شانہ زیب و شرفین خواہ پذیرفت اسی "حق الامام میں اللہ  
مستطاب و انی ذبیہ واقع امیر بانی یہ نور دار و الا اننا... عازت الطوار مرزا محمد حیدر شاہ بہادر کردہ میں نفسی راز دار راست دریافت خواہ

ہمارا شاعر

قبلہ و عقبہ سے خطا پر حکایت انشاء سلطان علی بن مصائب اللہ اور گورکنار بھیجا مصائب اللہ نے اہتمام جلوس کیا جس میں قبلہ و عقبہ پشیمان علی شہر اور مرزا اسید غلکوار اور مرزا الفوارہ علی بن بہادر گاہ حضرت عیسیٰ خرقہ کے لئے اور خود علم نصب فرما کر بہادر شاہ امر کی نظم پڑھی۔ 1857ء میں سلطان علی علیا اگرچہ تیسرے پادشاہ کے لئے تختہ کار کشی کے دن شریعت کہہ رہے موجود ہے جس وقت بری کی فوجیں لگے ہوئے داخل ہوئی تو شہر کی کھوس کاہنہ کو کسی نہیں حالت سے بھڑک اٹھا اور گورکنار اس عذاب الہی کا مقابلہ کرنا قادر وافر اختیار کیا۔

مہد سلطان عالم میں ادھڑپاک بنیادے " خاک تربت " کی تخریج آئی تو درویش قادیاب غائب لکھنؤ آئے اور جتنے تھے انہوں  
ایک مشنری گھس جو " نکبات غائب " مطبع نولہ لکھنؤ 1297ء بمطابق 322 ہجری میں ہے۔

بعد عدد 1857ء جب یہ مسئلہ مشہور ہوا کہ سب امامیہ میں غیبت امام میں جہاد جائز نہیں تو ایک پادری درمیان باب کے حاضر ہوا اور کہا کہ مسلمانوں میں جہاد کا ارادہ ہے جناب نے فرمایا "غیبت امام میں جہاد کہاں سے لیا گیا اچھا بعد ہر طور آپ جہاد کریں گے جناب نے فرمایا "ظہور امام کے ساتھ ظہور معرفت میں بھی ہوگا" آپ کو کیا فکر ہے ہمیں مطاع سمجھئے اور خاطر جمع نہ ہو میں فرمائیں گے اسی پر عمل ہوگا۔

۱۲۸۴ء میں لکھنؤ میں پرنسپل ہونے پر اسید علی خان نے بائیس ربیع الاول ۱۲۸۴ء مطابق یکم مئی ۱۸۶۷ء کو جلیں ہوئے۔ آقا بہادر ہاشمی کے لئے غروب ہو گیا۔

مولانا سید حامد حسین صاحب قلم سید العلماء کے شاگرد تھے فطرتاً مآب نے سہم الام سے یہ کجولم نفسیہ جو عمل کواری نفس سے خفیہ کردہ کتب آگے پھیل کر فرائض و عبادت کوئی فعل اختیار کر گیا اور درحقیقت کتب خانہ اور "طبقات الاولیاء" کی تکمیل مولانا سید حسین (پھر اہل) کے ہاتھ سے ہوئی یہ کتب خانہ "نامہ سیر" کے نام سے مشہور ہوا مولانا حامد حسین 18 مفر 1306 ھ کو فوت الام بارگاہ فطرت مآب میں دفن ہوئے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اساتذہ العلماء سے اجازت حاصل کر کے لاہور میں اقامت اختیار کی اور پنجاب میں وہ مدت ستر اہام دیں جس سے پچھو واقف ہے تفسیر اربع الخیزل نام تصنیف ہے جو ان کے چہرہ و چراغ مولانا سید علی دہلوی



(استاد علامہ اقبال) نے مکمل کی سیدہ الطاهرہ کی کے شاگردوں میں سیدہ ناشت علی مولانا سید علی بدوی چودہ شاہ بدوی محمد علی بدوی سید محمد شاہ سلطان بدوی، سیدہ علی قی شاہ سلطان بدوی، شمس مہر احمد، حافظہ مہر انوار، مشہور ہیں۔ سلطان العلماء کا فرزند مکملہ دکنور یہ کی فرمائش پر لندن میوزیم میں رکھا گیا۔ چالیس کتابوں کے مصنف ہیں۔ (تاریخ سلطان العلماء، سمرای، در شاہ سیدہ علی قی شاہ)

2- نسل سید نظام الدین

صحیح نسب

در لائق اشرفی از میر سید اشرف جہانگیر سہیلی آوردہ کہ چون از امیر مدہر جہاں قسب لطفے ملاقات استفادہ کردہ باشد اکثر ملاقات  
ہندہ بحیول القسب یافتہ اندہ از اس ملاقات کردہ کہ در بعضی قریبا کی ہند سکونت دارندہ در خطہ کرمان و ہند و از اس دو مان اندہ۔  
(سوال نامی شاہ)

موصوف کے صاحبزادے سید سنی القاب بالہا تھے جو اپنے علم و فضل کے سب عالم ربانی مشہور ہیں ان کے فرزند ارجمند  
سید زین الدین عرف سلطان شاہ زین ہیں بعض نے آپ کا نام گرامی زین العابدین لکھا ہے

### ہجرت از گردیز

تمام اقوال اور تحقیق کے مطابق جو میری نظر سے گزرنے میں چنگیز خان کے ملازمتی 615ھ مطابق 1221ء میں سید  
زین الدین نے جام شہادت نوش فرمایا اس کا نام میں آپ کے فرزند اس سید شہاب الدین نے گردیز سے ہجرت فرمائی اور  
مکان میں اپنے ماسوں شاہ گردیز جو سب کے پاس قیام فرمایا۔  
(سوال نامی شاہ)

تمام تحقیق اسی تحقیق میں کہ حضرت شاہ یوسف گردیز آپ کے ماسوں میں لیکن جیسا کہ آپ نے فارسی مقالوں میں پڑھا  
حضرت شاہ یوسف کا زمانہ 499ھ 531ھ ہے اور ایک قول کے مطابق آپ قلعہ اللہ بن ایک کے  
زمانہ 588ھ 607ھ میں گردیز سے مکان تشریف لائے، پہلے قول کے مطابق زیادہ صحیح ہے کہ آپ کا وجود شہاب الدین غوری کے  
زمانہ میں معلوم ہوتا ہے اور ان بروز مکان کے ماسوں "شاہ یوسف ثانی" ہیں۔

### ہجرت از ملتان

بعد وفات حضرت شاہ گردیز جو یوسف علیہ الرحمۃ ملتان سے ہجرت کی اور دہلی وارد ہوئے یہ زمانہ سلطان شمس الدین اتش  
(607ھ 633ھ مطابق 1211ء 1236ء) کا ہے مطابق محبوب علی دہلوی دونوں بمطابق 586ھ مطابق 1191ء دہلی آئے  
اس قول کو سید پرویز علی دہلوی نے نقل کیا ہے۔

شاہ الدین شہاب الدین القاب اللہ بن ایک شمس الدین اتش خاندان غوریان کے نام لکھی تھے سید نور الدین مبارک  
غوری، سید مسعود اسلمی، سید ابو القاسم اسلمی، خواجه قلعہ اللہ بن اختیار کا کی اور دوسرے بعد وہاں دوسرے بار کا جد و دہلی میں قیام اور یہ

تمام اجداد ایک ہی جگہ پر قیام پذیر تھے۔

”میں نے کہ تاریخ فیروز شاہی کا ہوں فقہ اور معمر لوگوں سے سنا ہے کہ بلخ کے زمانہ (1266-1286ء) میں بکر لوگ  
 سید شمس الدین (الغری) کے بزرگوں میں سے زمرہ تھے۔ چنانچہ بلخ کا مہمان بزرگوں کی بدولت آرات اور کلی طور پر قابل احترام تھا۔ سادات  
 میں جو اسی امت کے بزرگوں میں سب سے زیادہ بزرگ ہیں بدایون کے کاتبوں کے جد امجد قطب الدین شیخ الاسلام شہر سید مبارک  
 کے بیٹے سید قطب الدین اور سید جمال سید عزیز اور سید مسکن الدین سلمان۔ سادات گردیز سید محمد (جد والد بن علی) کے اجداد ہیں  
 سادات بیات و سادات جاموں اور اسی طرح کے دوسرے سادات کے مائیدان جو چنگیز خان بلخوں کے حملوں کے باعث یہاں آ گئے  
 تھے ان میں سے ہر ایک صحیح نسب اور ذاتی کمالات کے لحاظ سے بے مثل و انتہائی اچھا اور متقی تھا۔ اور وہ عہد جس میں ایسے بزرگ  
 زمرہ دوم گردیزوں ”فیروز شاہ“ کیوں نہ ہوگا۔“ (تاریخ فرشتہ)

### سید شمس الدین گردیزی

سلطان شمس الدین الغری نے اپنی صاحبزادی ”رافضہ بیگم“ کا عقد سید شمس الدین گردیزی سے کر دیا اور اشیر بیگم کی  
 والدہ قطب الدین ایک کی دختر تھیں اور تاج الدین بلہ دز کی خواہی تھیں خواجہ قطب الدین کنکی رحمۃ اللہ علیہ اور سید نور الدین  
 مبارک شیخ الاسلام نے عقد بڑھایا، صحت بیات خواجہ میں صاحبزادہ اور ہونے مرض شمس الدین اور مسجد اولیاء کی بناء میں شامل رہے  
 دوسری روایت ہے کہ ”رافضہ بیگم“ سلطان رکن الدین فیروز (1236ء) کی دختر تھیں (مولانا علی قلی تاجی تاریخ کرا و تاریخ  
 سادات بیات، پرورش علی دہلوی)

یہ روایت بھی ہے کہ بیات عقد دختر الغری سے ہوا اور والدہ فوت ہو گئیں اور دوسرا سلطان رکن الدین فیروز کی دختر سے جو  
 صاحبزادہ اولاد ہو گئیں۔ (فرشتہ نے لکھا ہے کہ حامی مولائے ”سید سلطان“ کو جو اس کی طرف سے الغری کی اولاد تھا 699ھ میں  
 والدہ الدین ظہیری کی جگہ پر بٹھایا)

### فتوحات

مولانا علی قلی قزوینی ”چکھ“ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سید شمس الدین و شہاب الدین سید اعظم عظیم الدین تینوں  
 یہاں تین جگہوں میں بڑا رہنے کے بعد ہار تھے۔ جس وقت کہ منہ سترات سے ”بھونکی“ تھیں ”کھاؤ“ نہ کر سکتے تھے اور نہ وہ روئے کھانے چاہتے تھے۔





نظر شفقت و رحمت پرورش کروں بہ منزل فرزند ان خود پیدا شد۔ (سوانح اعلیٰ)

## حصول جاگیر

(637ھ) مطابق 1220ء میں انش نے سید اعز از الدین کو "گوجی" اور سید عمار الدین کو "رام پور اور تن پور" جنہیں اب سو پور اور سلطان پور کہا جاتا ہے اس وقت ان کی حدود میں سرک اعظم بنگال سے جانب جنوب دریائے بنارس تک کا علاقہ اور "بن" کا علاقہ جو دریائے بن کے پار ضلع بلن شیر پور کچھلی گاؤں کا علاقہ تھا اور باغیچہ دونوں بھائی امرائے سلطنت غوری تھے اور دونوں سید نور الدین مبارک غوری کے داماد تھے۔

## 1- سید اعز از الدین

سید اعز از الدین کو گرجا الدین فیروز شاہ کے عہد میں بادشاہ کا حاکم مقرر کیا گیا۔ وزیر سلطان کے عہد میں لاہور کا حاکم بنایا گیا 637ھ میں لاہور کے ساتھ لیکن کی بھی حکومت ان کے سپرد کر دی گئی ناصر الدین محمد بن انش کے عہد حکومت میں صوبہ گجرات اور اوچھ کے امیر مقرر کئے گئے 667ھ میں فوت ہوئے تھے۔

## 2- سید عمار الدین

ناصر الدین محمد کے عہد حکومت میں سپہ سالار اعظم کے خطاب سے سرفراز ہوئے 658ھ میں بنگال کو خاں کا اپنی دربارہ راجہ میں پہنچا تو انہوں نے بھاس ہزار کوڑے اور دلاکھ پانی اور دہزار ہاتھی اپنی کے استقبال کے لئے بھیجے اپنی نے پریشانہ شرکت دیکھ کر بنگال کو خاں کو ہندوستان پر حملہ کرنے سے روکا۔

دونوں بھائیوں کی قبریں املا شریفہ قطب الدین بختیار خلجی میں ہیں۔

## عقب اول / سادات بھونکر

سید اعز از الدین کے صاحبزادے سید عمار الدین بختار سید عمار الدین سے شروع ہوئے ان کے پسر سید نصیر الدین کی

شاہی بی بی اندر آتا، آخر سید کا جب فوت سے دو دن ان کے گھر سے سید بہا الدین کی مرضی کے مطابق لے کر آئے تھے تو ان کے اعتبار سے مگر عائد گرو بنان میں آگیا۔ کہہ رہے ہیں دختر سید علی مسعود کا پڑا ہوا سے شاہی بی بی جن کے گھر سے مات لڑ کے چلائے اور صاحبزادے کا والد فوت ہوئے، پانچ سے آٹھ ہے۔

1. سید قطب الدین چنگی نسل سے قطب الدین ہے۔
2. سید یوسف چنگی اراد سے قطب یوسف اراد ہے۔
3. سید محمد عرف سید باقر 4۔ سید تاج الدین 5۔ سید علاؤ الدین چنگی اراد و قطب علاؤ الدین میں آتا ہے۔

ایک صاحبزادی تھیں جو سید جلال الدین زیدی چنگی کی زوجہ محترمہ تھیں ان کے گھر سے سید حسن اور سید علاؤ الدین دو فرزند پیدا ہوئے۔

سید بہا الدین کا تيم "اندر" میں تھا سید معین الدین کے انتقال 800ھ کے بعد جب یہ خانہ ان روز زوال ہوا تو سرزمین برسات سے ہجرت کی خانہ دہائی کوٹ قاسم نے اور سید بہا الدین گرو پڑی کو "بھوکر" میں چل دی۔

قبیلہ سید بہا الدین میں شیخ سرہند رب تبار میں واقع ہے۔ سید رضا حسین نے سادات بھوکر کا پورا شجر نسب اپنے "سرائی" رضا میں نقل کیا تھا جس دو واسطہ اور زمانہ سے اوراق پر پیش بن گیا اسلئے میں اس کے لکھنے سے معذور ہوں سید رضا حسین نے لکھا تھا کہ سادات بھوکر کا اٹھارہاٹ زمانہ اور تبارش معاش میں کافی منتشر ہو گئے تھے ٹھیک سادات بھوکر خاص راج (شمال گوجرانوڈ) میں آباد ہو گئے تھے یہ زمانہ کی خانہ شہر میں اٹھارہاٹ اور سید ارشد لوی ایلی بی ایس اور ان کے والد بزرگوار سے ملاقات ہوئی انہوں نے اپنا شجر نسب مجھے دکھایا اور فرمایا کہ 1947ء میں دوسلوہویں مدرسہ تھا۔ جو یہ شجرہ میں نے شکی پڑی سے نقل کیا یہ گھرانہ سادات بھوکر سے ہے۔ اگر اکثر صاحب کے والد نے مجھے فرمایا کہ میں نے اپنی لڑکی کی شادی شید گھرانے میں کی ہے اور آپ گوارہ میں مذہب شید ہوں میری قبیلہ عظیم شید گھرانے سے کی جائے یہ بات میں نے ان کے صاحبزادے اکبر ارشد کو دکھائی۔ جبکہ اکثر صاحب کے خیالات دوسرے مسلک سے معلوم ہوئے۔ خبر پور میں سادات بھوکر کا کئی قصبہ ہیں آہا ہیں ان حضرات کے پاس بھی میں نے شجر نسب دیکھا ہے ان کا فرض ہے کہ وہ یہ خدمت سر انجام دی سید رضا حسین نے بھی سرائی رضا میں سادات بھوکر کا شجر لکھا تھا مگر وہ مکمل تھا۔ اس لئے میں نے مجھڑ دیا۔ اب سید مرتضیٰ حسین نے سادات بھوکر کا شجرہ طبع کر لیا ہے جس میں ہر واسطہ نام شامل ہے۔



# یا حجتہ القائم<sup>علیہ السلام</sup> ادرکنی

روضہ مبارک سید السادات  
السید علاؤ الدین رسولدار رحمۃ اللہ  
زیدی الحسینی مدینہ السادات اویج شریف



سخی السید مروت حسین زیدی صاحب الحسینی رسولدار  
مکتبہ سادات زیدی رسولداران نہٹور  
اس کتاب کی PDF کاپی برائے ایصالِ ثواب بزرگان  
خاندان سادات زیدی رسولداران نہٹور تیار کی گئی ہے  
السید کاشان رضا زیدی الحسینی رسولدار

سجادہ نشین

آستانہ عالیہ حضرت قبلہ سید ریاست حسین زیدی الحسینی رسولدار

03007579114 نمبر اپ ڈس

محله علی پور پاکپتن شریف

عقب دوم سید عماد الدین

سید شمس الدین کے حلقہ سے اور اختر سید نور الدین مبارک خروانی سادات چنگاڑ کے اساطین سے سید بدر الدین بن علی قزوینی ہوئے۔  
یہ جف جوت اشاعہ عالم کے لقب سے مشہور ہیں، ابونت پیدائش سید نور الدین نے یہ شعر موزوں کیے۔

پہرہ و دین گفت سید عباد کہ باز دولہ پاک در جہج نہاد  
گفت اہل و انہل کہ ز یادویی سہم در دامن واپ و افزائشی  
چوں ہیراں نمودہ در چہان تن فکری، بگفت آفرین یا بچن

ان کے نام کے ساتھ ہر جگہ سرور اور دل کال لکھا ہے چنانچہ ایک ملاحظہ کرنے والی نے ان کی شان میں لکھا ہے "ولی پت" کو کہا ہے  
 سید جلال علیہ السلام

سید عبدالغفور زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ بن مبارک چنگو سید مجاہد کے ماموں تھے اس نسبت سے کہنے والے نے یہ مصرعہ سنوا دیا۔  
کیا اور جہان کی مسابقت سے سید مراد کے اشتداد ہیں "جوت بھات"

میر جولا

بزرگوں سے مانگیا ہے کہ سید غلام کے اوقات ہونی تھی میرا کی دعا سے سید کو قتل ہوئے اس روز میرا جہاں سید غلام  
 اللہ میں نے پہنچا ہوا اگر ام سے نواز میرا جہاں کا سب انتقال ہوا تو سید کو میت کی کہ جس وقت اپنے بزرگوں کی قافہ خوانی کرو میری  
 میں قافہ چنانچہ اس وقت سے تائید میر جہاں کی قافہ مراد بزرگوں ہوتی ہے۔ غالباً سید کو میت کی عزت میر جہاں کے اس وقت "چھانچا"  
 مسئلہ کرنے پر مشہور ہوئی۔ چنانچہ فرنی میں آپ اور آپ کے اجداد کا معمولی سا تہہ کہ وہ جس سے آپ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

سید جو گمراہ کی کی شادی خوبہ احمد تھامی لیکن خوبہ قلب اللہ بن کھنکھ کی صاحبزادی سے ہوئی اس کا نام کراچی "خیرہ" تھا  
اس کا تعلق ہے:

[illegible]



سید حاج الدین گروہی شاہ الدین علی (1317ء، 1319ء) کے بعد حکومت میں آتوں کو دھارہ پراسوں کے قاضی رہے،  
 شہادت، علم، فضل، علم اور دہارہ پراسوں اور دیگر کلاست انسانی میں بے نظیر نزدیکی اور مشہور تھے "تحت دہارہ پراسوں زوہد خان کی فتح کرنے  
 والے کوئی بار دہارہ پراسوں ہیں۔

سید حاج الدین کی شادی خاندان سید مبارک غزنوی میں ہی ہوئی ان کے بطن سے 1- سید معین الدین، 2- سید  
 عزالدین، 3- سید سلطان شہزاد ہوئے۔

### سید معین الدین گروہی

سلطنت دہلی میں پہلا سالار تھے۔ جلال خان خانزادہ ابن احمد بن ابن ملک فیروز ابن ناصر خان (نابرنگ) شاہ دہلی کی  
 طرف سے صوبہ سیوات کا حاکم قرار دیا گیا اور جو ہندو قبائل اور جلال خان کا بھائی تھا۔ دونوں بھائیوں میں دشمنی پیدا ہوئی اور نہایت جنگ  
 تک پہنچی۔ جلال خان نے دربار دہلی میں شاہ کو مصروف حال سے آگاہ کیا شاہ نے سید معین الدین پہلا سالار کو روپہ اندوہ کی سرکوبی کے لئے  
 روانہ کیا۔ سید معین الدین نے روپہ اندوہ کو شکست دے کر بارشاہ کے قلم سے چند پرگنہ (تفصیل) جات ملکہ وکر کے جلال خان کو ان کا حاکم  
 بنادیا اور باقی پرگنہ جات صوبہ سیوات میں شامل کر لئے شاہ نے سید معین الدین کو صوبہ سیوات کا امیر مقرر کر دیا اور "سالار غازی" کے  
 خطاب سے سرفراز کیا۔ (برطانیہ تاریخ سلطنت سیوات)

سنہ 1374 ہجری میں ملکہ انیسیر جے ہر فتح کیا۔

"سید معین الدین سرحد کو مرفوعہ نکل کر ملکہ انیسیر فتح کر دیا اور ازوہ فرار دیندہ چھپا دیا و مقبرہ اور سیوات واقع است  
 اورست با قبائل و ست و دہارہ پراسوں کے خاندان گروہی پانہ است، با قبائل و ہندو کی سید بہا الدین حاتی حرمین خاندان بود۔"

سید معین الدین نے تاجات اندوہ میں ہی قیام کیا "قوم ہندو" جو شائع کوڑا گھوڑوں میں تحصیل قوت، فیروز پور، ریاست اور  
 بھرت پور میں پہنچی ہوئی تھی۔ ان کے قیام اندوہ کی بدولت مسلمان ہوئی اور قوم خانزادہ بھی ان ہی کی بدولت مسلمان ہوئی۔ سید سالار  
 مسعود غازی سید معین الدین سید ابو القاسم راہلی نے جب "بیان" لکھا تو یہ ضرور ہمارا صوبہ سیوات کے ہندوؤں پر بہت اسلامی چھا  
 گئی لیکن قوی طور پر سید سالار معین الدین غازی کے تسلط و اقتدار سے اس قوم نے ہر کی طرح اسلام قبول کیا 1941ء کی سرحد بندی کی  
 رو سے اس قوم کی آبادی پانچ لاکھ سے نو لاکھ تھی۔

قوم سید کا کوئی فرد "سید سادہ" اور سید میراں کی قسم اول تو کھاتا ہی نہیں اور جب کھاتا ہے تو جی ہوتی ہے اس قوم پر سید موصوف کا یہ عظیم احسان ہے کہ اسلام کی دولت سے ہٹا ہال کیا۔ سید مصین الدین کی قبر ابدہ درہی میں ہے اور مقبرہ عظیمی عمارت کا ہے۔ زواید محترم خاندان زید یہ قبر الدین رسولہ انکی نالت سے عین ان کے محل سے

- ۱۔ سید وحشی
- ۲۔ سید احمد متولدہ ہوئے۔

### ہجرت از ایندور

تاریخ سادات بیوات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سید مصین الدین کے انتقال کے بعد ان کے فرزند ان سید وحشی سید احمد اپنی جاگیر رام پور میں ہجرت کر آئے تھے اور مقام "کوئٹہ" جو رام پور سے تقریباً ۲۰ میل کے فاصلہ پر چانپ شمال واقع ہے سکونت اختیار کر لی تھی اس آبادی کے نشانات ہم نے دیکھے ہیں۔ اس کی دلیل ایک یہ بھی ہے کہ رام پور میں مصین الدین کے پوتے "سید محمود اور سید شہن شہید" کے مقبرے ہیں رام پور کے ابدہ درہی کوئی مقبرہ نہیں ہے۔

سید سلطان اپنی جاگیر رتن پور میں ہجرت کر آئے تھے ان کی قبر بھی سلطان پور میں سڑک پٹل حسن پور کے ساتھ شمال میں واقع ہے اس سے پہلے کسی حد کی قبر سلطان پور میں نہیں۔

### اولاد سید عز الدین

بعد وفات سید مصین الدین سید عز الدین نے مالوہ کے طرف ہجرت کی ان کی اولاد "سندھ" میں معلوم ہوئی ہے دفنا حسین نے مولوی محبوب علی مولوی کی تاریخ بیوات سے اور سلطان بھی ابدہ درہی میں ہیں دیگر نسلوں کا تذکرہ نہیں کروں گا۔ البتہ سید جمال پٹاوی والے کے حلقہ مولوی محبوب علی نے خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ سید عز الدین علی سید جہجہ جت جت نقوی گودی کے فرزند ہیں خیر پور میں ان کی نسل آباد ہوئی ہے یاد بھی نسب سید جمال میں متروک ہیں امیدہا کہ آپ پڑھ چکے ہیں سادات گودی کا قصہ اولیٰ نسل بیوات میں ہے اور سکونت ابدہ بھی یہاں ہی ہوئی اس لئے ہو سکتا ہے کہ سید جمال یا سید عز الدین علی کے فرزند ہوں؟

۵۰ (خبر پور سے نقل کیا)۔ "بہال بھرت دور اس زمانہ فیہ فہم کن عاشق رسول مجیب" اسی شعر کے احوال سے سن 822 غازی ۵۷۲ء ہے ان کی اولاد امرہ میں پیدا ہوئی اور تینتیس سال وہاں قیام کیا۔ 856ھ میں پہاڑی میں تشریف لائے 869ھ میں بہلول خان سکند کے زمانہ میں انتقال کیا۔ دوسری روایت 833ھ امرہ میں قتل ہوئے اور 856ھ میں پہاڑی میں تشریف لائے اور 902ھ پہاڑی میں انتقال فرمایا۔ (غفر اللہ فیہ نسب امرہ سادات امرہ پر بیٹو و عمو کا راجہ)

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ سید محمد بن نعیم سید بدر الدین گرجانی نے 800ھ میں انتقال فرمایا، ہو سکتا ہے کہ سید جمال الدین اپنے پیغمبر کے ساتھ اپنے اور میں: دوسرا اور پہلا بیٹا نقل ہو گئے ہوں۔

[illegible]

مولوی محبوب علی دھلوی

مواقف تاریخی سعادت میوات میں اور ہم نسب ہیں۔

ابن مصباح علی ابن خواب سید حسن علی خان جاگیردار علاقہ ریوازی بن سید محمد روشن علی بن سید وجمہ علی بن سید نعیم  
 الدین بن سید عبد اللہ بن ۱۱۰۱۱۱ عبد الحکیم بن سید عبدالغنی مقدم بن سید شریف بن مولانا عبد الغنی بن سید و فیاض الدین بن محمود بن سید عزیز  
 الدین بن سید بدیع الدین علی بن سید علاء الدین بن سید شمس الدین بن مرگزی بن مولوی محبوب علی کے والد اکبر خان صاحب خانقاہ علی کے والدہ تہ  
 صاحبک سید محمد حسن کے پسر محمد احمدی دوسرے سید احمد حسن کے پسر سید محمد یوسف صاحب مال میں متعین ہیں۔

سید امان علی

سماکن انگاری متصل اہل بن سید امان اللہ بن مبارک علی بن مکارم علی بن شہاب الدین بن علی اکبر بن قطب الدین بن

صادق حسین بن جعفر حسین بن حمید الدین بن حامد علی بن سعید الدین بن جمال الدین بن سید علی بن جان الدین بن علاؤ الدین بن  
یہا الدین بن نصیر الدین بن معز الدین بن عزیز الدین (ابن علاؤ الدین) بن شمس الدین گردیزی۔

### سید ولی حقانی

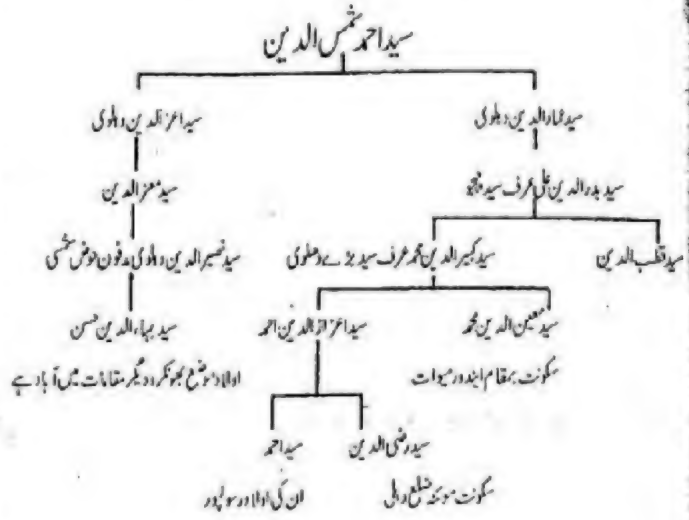
گردیزی موہنوی چند سال در قلعہ اورنگ کوت داشت از سلب اداشاں سہاۃ بی بی مراد پورہ از ملین بی بی مذکور و تمام ادا  
سید اسد اللہ عرف سید کاہلی چنانچہ اداشاں چار ہر داشتند سید روشن علی سید حسن علی سید محمد علی سید نو علی۔

### سید شہاب الدین گردیزی

جب سید زین الدین حسن قزچنگیز خان میں بنقام قلعہ گردیز قریب 598ھ شہید ہو گئے تب محمد شہاب الدین سید احمد  
شمس الدین پھر ان سید زین الدین حسن قلعہ گردیز سے ہجرت کر کے شہر کتان میں اپنے خال (اسوں) سید جمال الدین جو صف کے  
پاس چلے آئے اور ایک مدت تک اپنے خال سے تربیت و تعلیم پائی اور بعد وفات شاہ گردیز رحمۃ اللہ علیہ رؤس ہمالی و ارشد علی ہوئے  
اس وقت در سلطنت شمس الدین افشار کا تھا بادشاہ نے شرافت و عبادت خانہ دلی دیکھ کر اپنی دختر کا عقد نکاح سید احمد شمس الدین کے  
ساتھ کر دیا۔ اور جب یہ حکم ادا ہوئے تو دوسرا عقد سہاۃ "راضیہ بیگم" دختر سلطان رکن الدین فیروز (1236ء) ان افشار کے  
ساتھ ہوا اس بیگم کے اکلن سے وہ ہر سید علاؤ الدین محمد و سید اعجاز الدین متولد ہوئے سید احمد شمس الدین کی اولاد ہاشمہ نامہ حیات شہ  
دلی کہ "غیاث پورہ" میں رہی بعد وفات بہر دلی قریب خوش بخشی و فون ہوئے۔



## شجرہ خاندان اضلاع دہلی و گوجرانوہ وغیرہ



(جہانگیر نامہ صفحہ 208)

## ہجرت از دہلی اور مانیکپور

سید شہاب الدین گرد جی برادر بزرگ سید شمس الدین کا اقتدار دہلی و گوجرانوہ و راولپور و ملتان و تھانہ کی فتح سے سلطان شمس الدین نے خاص تہنیت مانیکپور کی جاگیر کاغذ میں ان کے نام دیا گیا، سید شہاب الدین جاگیر کاغذ حاصل کرنے وادور مانیکپور ہوئے اور یہاں سے مقابلہ ہوا، پہلی دفعہ ناکام ہوئے دوسری دفعہ مجبوراً ہزار گھوڑوں میں بیٹھ کر گئے۔ چالیس سو سو کرانوں کو مانیکپور روانہ کیا اور یہاں منتظر کر دی کہ دہلی سے ایک سو سو گھوڑوں کا لشکر آئے گا، ہزار ہا شہزادوں کا لشکر آئے گا، اس کے بعد دہلی سے سید شہاب الدین اور ان کی اولاد کی اولاد مانیکپور رہیں۔

دوسری روایت یہ ہے کہ ابو النکھبہ سے سلطان رکن الدین فیروز کا نہایت احترام تھا، جب سلطان نے اپنی دختر سے سید شمس الدین کا نکاح کر دیا تو ابو النکھبہ نے اپنی دختر کا نکاح سید شہاب الدین سے کر دیا یا پھر اس رجب کی دختر سے سید جلال الدین سے ایک بیوی ہوئے، انکی نسل مانع را در دیگر مقامات میں ہے۔

سادات گردیزی خاص قصبہ مانکچہ را در موضع بازید پروردگار یہ اسپہوں عرف ابو نیکان کاؤں تحصیل کند و ضلع پر تاب گزہ قصبہ سوہورد مضافی آباد تحصیل سلطان ضلع رائے بریلی میں آباد ہیں، ان کے بیانات ہیں کہ مورث سید شہاب الدین باز میں سید شمس الدین تھیں، ابو سید شہاب مانکچہ و آئے اور رجب مانکچہ کو قلعہ کر کے یہاں کے جاگیردار ہوئے اور حکومت اختیار کی۔ زبانی شہادت کے ثبوت میں سید شہاب الدین کے ساتھ بڑھ کر یک جہاد تھے، ان کا پتہ صرف ایک خاندان شیوخ مانکچہ رویتا ہے کہ ہمارے مورث شیخ، ان میں سید شہاب الدین گردیزی را در مانکچہ رویتا ہے اور اس وقت کے شہداء کے حضرات موجود ہیں "شاہ جمال الدین ابو یوسف محمد مونس" میر طوکان ہیں، یہ ہمارے ان کے مقابر معمولی طور کے نہیں بلکہ حیثیت و مافیت حضرات سے کسی سردار کے مقابر معلوم ہوتے ہیں۔

### نسب سید شہاب الدین

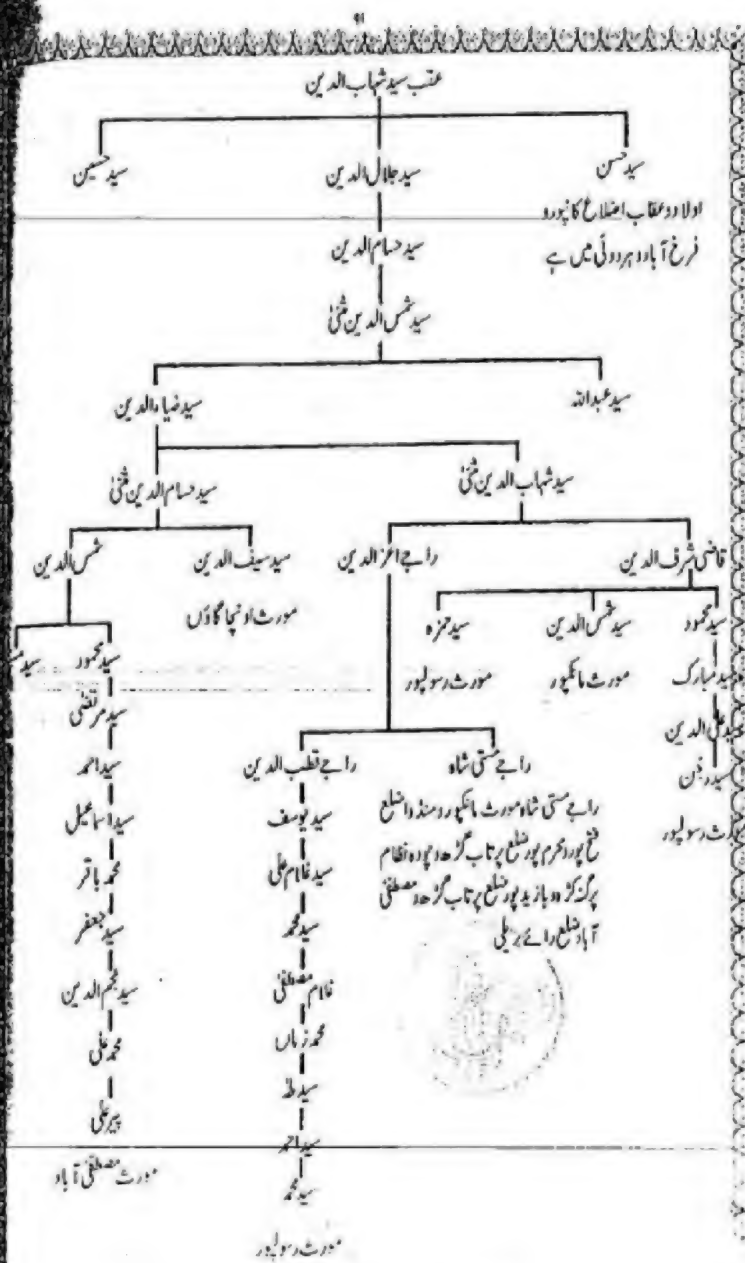
ان سید زین الدین حسن ابن سید شمس بن قزمان سید نظام الدین حسن (یہ قصبہ شہر بڑے مسافرات غزنی میں اقامت فرمایا ہوئے) لکھا ہے کہ سید نظام الدین حسن از اصحاب سلطان محمود غزنوی و یاران "سازار ساز" از لشکر ان سلطان در غزوات ہندوستان سید امیر حمزہ ہنزدار کی ان سید محمد شکر کی ان ابو طالب زمان سید محمد ابو موسیٰ ابن سید طاہر ابو القاسم ابن جعفر مرتضیٰ۔ (اس نسب میں "سید امیر حمزہ" تیار ہے)

### وفات

سید شہاب الدین گردیزی 629ھ میں فوت ہوئے اور تاریخ وفات لفظ "قدس سرہ" لکھا ہے۔

اور بڑے گھٹکے کے کنارے مانکچہ میں دفن ہوئے اب وہ مقام اور بارہوئے گھٹکے بہت عمر کے بعد "امیر حمزہ" لکھا گیا اور ان کے بارہوئے گھٹکے میں چار کتبے یاد کی گئی ہو اب تک موجود ہے۔







## ہجرت نسل سید شہاب الدین

جب "راے دلی" نے قلعہ کانچ سے سرافشاہ اور کڑوا تھپہ پر قبضہ کر لیا تو گردیزی خاندان کی نسل مختلف مقامات پر پلاوطن ہوئی تاکہ ان کے قریب مونس نہ پانچا ہو جس کی وجہ سے وہ لوگ آباد ہو گئے تو وہ صاحب القدر تھے ایک عرصہ تک قوم گردیزی معمولی حالت پر رہی مگر چنانچہ ناصر الدین محمود شاہ دہلی نے 645ھ میں راے دلی کو کڑوا تھپہ سے نکال دیا قاسم عرصہ میں اقوام شیوخ و افغان کو عربان ماضی ہوا خاندان قتل کے زمانہ میں جب ان اقوام کا زوال ہوا تو گردیزی خاندان کو کڑوا تھپہ کی سید شہاب الدین ثانی کی نسل مانچہر اور قرب و جوار میں زیادہ ہے اس وقت سے ان کی اولاد میں ترقیات اور ارتقاء کا مظاہر ہوئے ہیں۔

## جنگجو قوم

اقوام ہندو گجرات و خیانت پر تاب گڑھ سے گردیزی خاندان کی لڑائیاں رہیں اسی لئے وہ اپنی زندگی سپاہیانہ و بہادرانہ بسر کرتے تھے۔ بہ زبان سلطان محمد تغلق قریب 758ھ مخدوم جہانیاں جہانگشت دار مانچہر ہوئے شیوخ و افغانی کو بد عادی کر دیا قوم چاہ ہوئی مخدوم خاندان گردیزی میں شریف لے گئے سید شرف الدین و امیر الدین دونوں بھائیوں کے سر پر نظر فرمایا جو لباس درویشانہ اور اسلحہ سپاہیانہ بن پڑا رات کے ہوئے تھے فرمایا "درویشی باطلو کار نیست" دونوں بھائیوں نے عرض کیا "سوم بنیان بر تاب گڑھ کے ساتھ رہ رہے مقابلہ و جدال دیتے ہیں مخدوم صاحب نے فرمایا "سر رہاے شرف الدین کا ذی پر کار غالب خواہ شد۔"

## قاضی و راجے

سید شرف الدین کو سرکار دہلی سے عہدہ قاضی عطا ہوا اور سید امیر الدین کو "راجے" کا خطاب ملا امیر الفضل نے بھی سید امیر الدین کو قاضی کے خطاب سے غالب کیا ہے۔

## گردہ گردیزیاں

تمام ترقیاتیات سے معلوم ہوا ہے کہ اس وقت مانچہر دار اس کے اطراف میں اسی قوم کے دو گردہ زیادہ ہیں "قاضی زوہرے"

اور راجے "تیرا گرو" "مہاراجہ" "کپڑا" کا ہے جو سو پور، مصطفیٰ آباد میں آباد ہیں ان کا تعلق لودھیا سید شاہ ابوالحسن علی سے نہیں بلکہ لودھیا کی شاخ سے ان کا سلسلہ نسب ہے قاضی زادگان اولاد کا قاضی شرف الدین اور راجے زادگان اولاد راجے اعجاز الدین کہا جاتے ہیں۔

### سادات گروہ کی عہد مغلیہ میں

راجے سید عبدالعہد اولاد اعجاز الدین اپنے وقت کے "ملاؤ دارگاہ" تھے 973 میں خان زمان اور بہادر زمان صوبہ دار کرناٹک اور رے طم عداوت بلند کیا، جلال الدین اکبر ان کی سرکوبی کے لئے داروہاٹک پر ہوا اس وقت موسم برسات تھا اور رات ہو چکی تھی اس حالت میں وہ اپنے گنگا پور کرناٹک میں آئے قاضی راجے سید عبدالعہد نے بہادر زمان انتظام کر کے استقبال شاہی کیا اور ایسی خدمات سرانجام دیں کہ شہنشاہ نے مقرب سلطان اور منصب پانچویں کی عطا کیا، شہنشاہ اکبر کا یہی وقت آغا سادات گروہ کی کے لئے فوت قبر متزین ثابت ہوا، کیونکہ اس وقت سے وہ بارہ سٹیڈ میں ان کی پرستش ہونے لگی۔ 973ء میں نواب محمد سادات خان کو بعد جہانگیر مقرب سلطان اور منصب پانچویں کی حاصل ہوا راجے عبداللہ اور خان زمان شاہجہاں میر عدل دہلی اور منصب بہشت بڑاوری تھا، راجے محمد حیات کو موضع "آٹھ" عطا ہوا سید محمد رحم گروہ کی بعد شاہجہاں میر عدل ناٹک اور رے ان کی قبر پر یہ "سچا" "مفتوحہ تھی"۔ "شاہجہاں" "لفظ بخش" محمد ہوا عدالت جو "رحیم"۔ سید لطافت حسین بعد سید محمد رحم میر عدل ناٹک اور مقرر ہوئے انہوں نے ناٹک اور میں ایک مجمع آباد کیا تھا جس کا نام لطافت مجمع تھا، قاضی سید عبداللہ کو ناٹک میر نے ناٹک رکا بعد وقت عطا کیا تھا اور جاگیر موضع جھبانت و پٹنہ دی گئی۔ عہد و قضا اس خانہ میں منتقل اور تک قائم رہا۔

سید محمد اکبر میر قاضی سید اسد اللہ کو ناٹک میر بادشاہ نے ناٹک رکا منصب مقرر کیا تھا، سید عبداللہ بعد اور گزیر منصب داروہاٹک تھے راجے سید محمد عرف دیوان سید راجے بعد محمد شاہ گورنر صوبہ بہار تھے اور منصب بہشت مدنی تھا انہوں نے قصبہ سہرام اور بنارس میں "کریم سائقی" کے مقام پر مسافروں کے لئے سرائے تعمیر کرائیں سید عبدالغفار گروہ کی معزز الدین جہاندار شاہ بادشاہ دہلی کا مستند تھا۔ اور صوبہ اللہ آباد کا صوبہ دار تھا۔ اور سید عبداللہ خان سادات بارہ کے مقابلہ میں مستند کیا وہ بارہ نزار فرخ کے کے مقابلہ پر آئے اور ایک سخت لڑائی کے بعد سید عبداللہ قضا اور ان قتل ہوئے۔ سیف الدولہ نواب عبدالعہد خان وزیر جنگ بہادر بعد فرخ میر صوبہ دار اور گزیر تھے فرخ میر نے سیف الدولہ کو تھر اور داران بارہ معزز الدین جہاندار کے خلاف لڑائی کے لئے متعین کیا۔ جہاندار شاہ کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا محمد شاہ کے عہد میں سیف الدولہ نواب عبدالعہد خان وزیر جنگ کے دیہات ساہن اشتران سکونت اختیار رکھتے تھے۔ اس مقام کا نام سہارا پانی پور تھا، ناٹک اور میں نواب موصوف نے متعدد جنگیں مکانات زمین و قضا کی لڑائی میں قہر کر کے پیشور ہے کہ نواب کے گل سے دہلی کا پاشا وکٹائی دیتا تھا۔ جو یہ وقت مکانات لوگوں کا غلط ہے۔ جس نواب آصف الدولہ والی اور وہ نے ان مکانات کے پتھر شکستے تھے جو انہیں پانچ لکھ سوائی زیب و زینت ہیں۔

## عروج سادات گردیز

مرادات گردیزی باکچہ رکے دو بارہ عروج کے باعث دو برادرین قاضی شرف الدین اور راجہ سید اعجاز الدین تھے۔ شاہن جوہر کے عہد میں راجہ سید حامد قفر میں صاحب ولایت تھے۔

بادشاہ جوہر ان کا مستند تھا۔ مرادات گردیزی اعزاز کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے اگرچہ سیدہ پہلے سے تھے مگر اس وقت سے اور ترقی ہوئی اور سلطنت منغلہ میں ان کی ریاست جوہن کی خاندان میں عہد بافرامین سلطنت منغلہ اور فہوسا عہد شاہجہاں موجود ہیں ایک فہرست مشاہیر مرادات گردیزی درج کی جاتی ہے۔

نمبر شمار	نام عہدیدار	نام عہدہ	نام بادشاہ وقت	کیفیت
1	سید شرف الدین	قاضی	سلطان محمد تغلق	
2	سید اعجاز الدین	راجہ	سلطان محمد تغلق	
3	راجہ عبد الصمد	پانچصدی	اکبر اول	منصب یک صدی کے سالانہ
4	محمد عارف خان	پانچصدی	جہانگیر	دو لاکھ دہاں سلطنت دہلی میں
5	راجہ عبد القادر خان	میر عدل	شاہجہاں	تھے اور چالیس دہاں ایک دہاں
6	سید محمد رحیم	میر عدل	شاہجہاں	انگریزی کے بارے
7	سید لطافت حسین	میر عدل	شاہجہاں	
8	سید اسد اللہ	قاضی	اورنگزیب	
9	سید محمد اکبر	مقتضب	اورنگزیب	
10	سید عبد اللہ	منصب دار	اورنگزیب	
11	راجہ سید محمد	دیوان صوبہ بہار	فرخ سیر	
12	سید حفیظ اللہ	صوبہ دار لاہور	محمد شاہ	
13	سید عبد الغفار بہادر	سپہ سالار صوبہ اللہ آباد	عادل شاہ	
14	سید محمد داہ	منصب دار	عادل شاہ	
15	سید محمد علی خان	میر قش	گورنر جنرل برطانیہ	

## آبادی سادات گردیز مانکپور

اوپر لکھا گاؤں: یہ قصبہ موضع مانکپور سے جاب جنوب مشرق میں دو میل کے فاصلہ پر آباد تھا کا خاندان میں اس کا نام "اگر" ہے۔  
اس میں "لکھا جا" ہے اس موضع کے مورخان ملک منہاری نور قصبہ مانکپور میں سکونت رکھتے تھے۔

## قصبہ رسولپور ضلع رائے بریلی

یہ قصبہ مانکپور سے جاب شمال بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اولاد قاضی شرف الدین گردیزی مانکپور سے یہاں آباد ہوئی  
قاضی عبد الرسول بن سید عسک الدین بن قاضی سید شرف الدین گردیزی کے نام سے اس کا نام معروف ہوا کیونکہ اولی خاندان قاضی  
ہجرت کر کے رسولپور میں آباد ہوا اور بعد میں گروہ راہے زادگان اور پھر تیسرا سادات گردیزی "چنچا چنچا" آباد ہوئے ان تینوں گروہوں  
کی اولاد اب تک اس قصبہ میں موجود ہے اس موضع میں لوہا ہے، خان اور لوہا ہے محمد عارف خان اور سید عبدالخالق خان اور عبدالغفار  
خان مشاہیر روزگار سے گزرے ہیں۔

## موضع بازیدپور

یہ موضع مانکپور سے چھ میل کے فاصلے پر گوشہ شمال مغرب میں پانچ سوڑک خام جو مانکپور سے رائے بریلی کو جاتی ہے واقع  
ہے اس موضع کو سید بازید عرف راہے سید بنے مانکپور نے آباد کیا اور ایک مسجد "راہے نور" اپنے مورث کے نام سے تعمیر کرائی پہلے  
سادات زیادہ آباد تھے۔ جب یہ علاقہ رام پور میں شامل ہو گیا تو یہاں کے سادات منتشر ہو کر مصطفیٰ آباد قصبہ ولسور و مانکپور و گڑھ و غیرہ  
میں آباد ہو گئے صرف چند اشخاص ہی اس سید بازید سے اس موضع میں آباد ہو گئے۔

## موضع مصطفیٰ آباد

یہ موضع قصبہ مانکپور سے شمال مغرب بنناصل بارہ میل پانچ سوڑک خام مانکپور سے رائے بریلی واقع ہے اس کا بیان "راہے چنچا چنچا" ہے  
اور مصطفیٰ آباد معروف ہے۔ راہے سید مصطفیٰ نے یہاں جا ال الدین اکبر راہے سید کو صاحب کا مقبرہ بنایا۔ جس قبیہ کو یہ قصبہ ولسور میں



نے رہے تو ان کی بدگوار کیا۔ یہاں تو ان کی یہاں شہزادہ کے نام سے ایک بیٹی بھی ہے۔

اس موضع میں تین گرد و گرد کی آباد ہیں گرد و گرد کا تعلق زادگان جو دربار میں سید عبدالخالق سید عبدالباری اور ہیں۔ سید عبدالباری اولاد "خاندان جباری" کہلاتا ہے۔ یہ خاندان بعد شاہجہاں رسول پور سے منتقل ہو کر یہاں آباد ہوا سید عبدالخالق کے دو بیٹے سید غلام الدین سید معین الدین تھے سید غلام الدین تحصیل علوم کی فرض سے شیروانی تشریف لے گئے بعد اکتساب علم رہیں آئے تو ان کے عشق میں ایک جگر نشانی سہا "ماہ پرورد" بھی وارد ہوئی آپ کے ساتھ ان کا نکاح ہوا کہتے ہیں یہ سہا اپنے ساتھ بہت سال دولت لائیں، یہاں ان کا مقبرہ موجود ہے۔ سید غلام الدین نے عالی شان عمارت اور امام پازو تعمیر کیں جو اب تک موجود ہے مگر خود صاحب اولاد نہ ہوئے۔

سید معین الدین برادر حقیقی منصب وارث ہی تھے ان کی اولاد موجود ہے جن میں نامی گرامی اشخاص گرد وے ہیں جن صورت و کرامت اس خاندان کی بہت مشہور ہے بعد شادادہ میں بھی یہ خاندان مشاہیر روزگار سے تھا۔

دوسرا خاندان اولاد "خان" زادگان جن کا مورث اعلیٰ امیر محمد شاہ منصب وارث شاعری تھا۔ یہ خاندان ماٹھور سے منتقل ہو کر جاگیر لٹکے کی وجہ سے یہاں آباد ہوا اس خاندان کے لوگ اہل لغز اور بہادر تھے۔

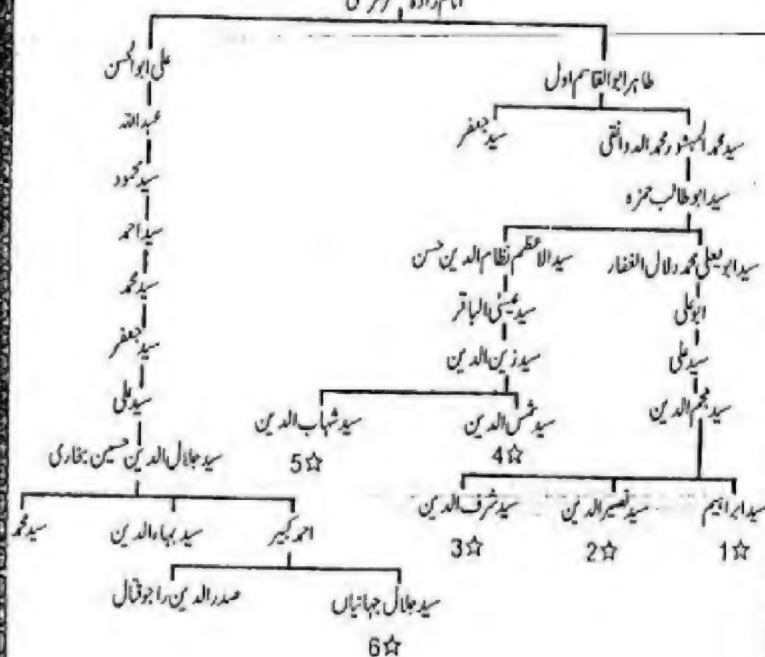
تیسرا خاندان سادات "چچا چاہیہ" سے ہے جو "مچھ موئے" کہلاتے ہیں اس خاندان کے لوگ یہاں کم آباد ہیں اس موضع میں رجب درمن سنگ حاکم شادادہ نے انکی لوٹ مار کی کہ یہاں کی جاگیرات میں زوال ہو گیا۔ ماخوذ از تاریخ کرشنی عبداللہ خان ملوی قیس رئیس مانیکہ دہسٹو نمبر 247 تا 205

مصنف تاریخ کرشنی عبدالرحمن صاحب ملوی قیس رئیس مانیکہ دہسٹو نمبر 212 پر سادات گرد وے کے متعلق مجدد شادادہ خاتم الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول نقل کیا ہے "پہلے شادادہ گشت۔ گرد وے کی شادادہ است" شادادہ مسلمان لائق کا کوئی ذاتی تجربہ ہو گا اور عام طور پر روایتی مہمان سادات کا طرز امتیاز ہے اس کے ساتھ ہی تذکرہ سید شہاب الدین کوٹم کر کا کہیں طبیعت ترقی ہے کہ ان کی نسل کا پورا تذکرہ ہو مگر خدشہ میرے پاس لے آئے کے سید رضا حسین رسول پور کا نقل کر دہی مواد موجود تھا۔ پھر خبر پور سے کر دہا پور کے ایک سید صاحب نداسین چاؤڑی کے گھر پرک شادادہ شریف لائے تو ان کے پاس تاریخ کرشنی ملوہ عقی و انوں کے متعلق سے یہ مثال دہسٹو نمبر 9 تا 88 ملے۔

پتہ چارہاں

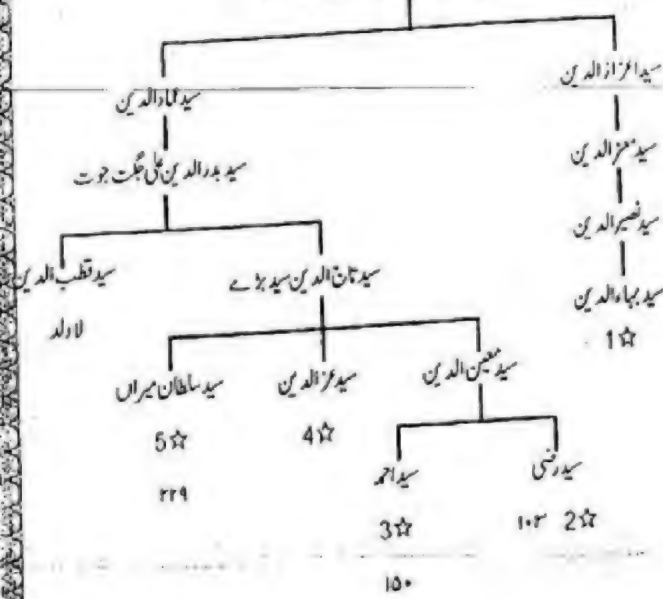
امام علی نقی علیہ السلام

امام زادہ جعفر مرتضیٰ



- ☆ 1 سید ابراہیم حکیم پدیر مراد دہلی تشریف لے گئے۔  
☆ 2 سید نصیر الدین و سید شرف الدین کی اولاد بدایوں، نصیر آباد میں  
☆ 3 سید شرف الدین جد جناب غفران مآب سید الدار علی گٹھوی  
☆ 4 سید شمس الدین جد سادات میوات  
☆ 5 سید شہاب الدین جد سادات کڑوا مکیپور  
☆ 6 سید جلال جہانیاں جہانگشت جد سادات بخاری سلطانپور وغیرہ  
(ان کے اجداد کو دشمنہ مقدس سے بخوارہ آئے اور اوچے آباد ہوئے)

## سید محسن الدین گردیزی ۹۷



1☆ سید بہاء الدین جد سادات بھونگر

2☆ سید رازی الدین مورث اعلیٰ سادات مونڈہ

3☆ سید احمد جد سادات رسو پور

4☆ اولاد سید عز الدین بطرف مالوہ علوم ہوتی ہے خصوصاً در سند سور میں بحوالہ تاریخ میوات

5☆ سید سلطان مورث اعلیٰ نقویہ گردیزیہ سلطان پور، شجرہ نسب خاندان میرا میر علی میں

سید سلطان کے والد محترم کا اسم گرامی سید تاج الدین عرف سید بڑے راج ہے

جب کہ اور ماخوذوں میں سید معین الدین کے فرزند ہیں۔

## اجداد سادات بهو نکر

حضرت امام علی علیه السلام سید مظهر علی سید طاهر سید شاه جزوه سید نظام الدین حسن کسکن خود گردید مقرر نمودند و چنانچه  
مرقد انور تاجهاست سید یعنی باقر سید شاه زین الدین و از ایشان سید فرزند نعم الدین یعنی گویند که برادر بود بعضی گویند که  
برادر زاد بود و اولادش در قلع "چاکس" عرف اسوتر شهر و قلع نصیر آباد.

سید شمس الدین اولادش در حوالی شاهیجان آباد (دلی) شمس رسول بود و سید مصطفی آباد عرف کعبه لومضج بهو نکر و سید  
شهاب الدین اولادش در مصطفی آباد کبک و غیره و وزارت آفتاب در قلع کبک و او این بر سر بزرگ در عهد سلطنت شاه شمس الدین از  
ملک گردید و هندوستان شرف شده و آب سیادت این بزرگواران از کلمات قدیم جهانیاں جهانگشت لفظ شاه شرف جهانگیر که  
لغات شرفی "موسوم است و این بزرگواران در کتب معتبره تاریخ معلوم می رسد و مرقد انور سید شمس الدین در میردلی بر بخش شمس از ایشان و فرزند  
سید قاسم الدین سید عزیز الدین و از سید قاسم الدین یک فرزند سید جت جت (شیخ عالم) و از سید عزیز الدین انب سید معز الدین انب  
سید نصیر الدین انب سید بهاء الدین نور الله مرقد و وزارت آفتاب در موضع "میرد" ملاق چهار در ملک سیادت زیر دامن کوه اولادش در  
موضع بهو نکر یعنی بهاء الدین بگرت آباد گرفت و از ایشان بنت پسران کاس سید یوسف علی سید تاج الدین سید شام الدین سید حیدر الدین  
سید عطاء الدین سید شاکر سید قطب الدین و از آن جمله دو پسر اولاد اولاد ایشان پسران در موضع بهو نکر قائم است.

(از کتاب سید احسان حسین بهو نکر)



## نسب سادات موهنه

الیہ کا شان رضا زیدی الحنفی رسولدار  
 سجاده نشین  
 آستانہ عالیہ حضرت قبلہ  
 الیہ ریاست حسین زیدی رسولدار  
 محلہ مملا لہور پاک پین شریف

بسم اللہ

جلد دوم

باب نمبر

3600

بادی

نمبر نمبر

نمبر نمبر

ملاحقہ

د

م

نمبر نمبر

نمبر نمبر

نمبر نمبر

نمبر نمبر

نمبر نمبر

نمبر نمبر

نمبر نمبر

سید معین الدین ابن سید ۷۰۰ تان الدین کے نام پر، "معین" آج کل کی قیمن کا دوا کی وجہ سے "معین" پوش پور ہوا۔

یہ دو بچے بڑے کمزور تھے ایک بچہ مکمل تھلاؤ، تین " کے نام سے مشہور تھے۔ مشرق میں دو بچے بڑا مغرب میں موضع انبرما اور بگڑہ شمال میں چھترہ، مغرب پر دو بچے بڑا اور جنوب میں پلوال اس کی تحصیل بگڑہ، ضلع گوجرانو، تھا۔ 1947ء، 3600 کی آبادی تھی، تھلا، ناؤں، کشتی، جہازات کا ہسپتال اور مل سکول تھا۔

سادات کے تین محلے تھے اول شمال و طرف "وفی" نامیہ و اسی نام کے ایک قریب و مطلوب حسین وغیرہ تھے۔ "ثانیہ" نامیہ۔

ماحقضار

(دادی حسن عسکری 17-06-2002)

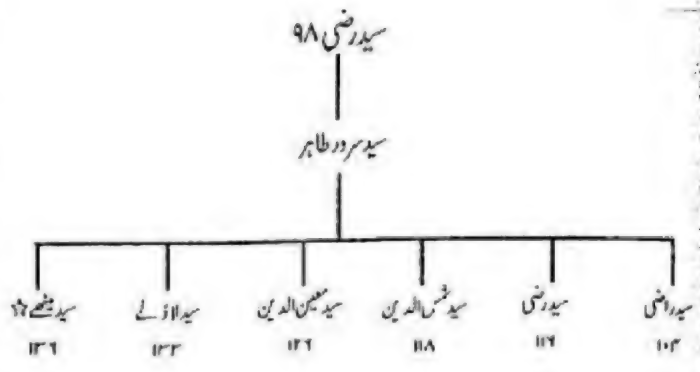
سید راضی  
۱۰۴

مشہور واقعہ

شکارگاہ

موجود کے ساتھ وہ جاتے جہنائی اور انی بہت نمود و چکارہ کو، جس کی پس میں تیل کا گئے ہیں تیل، پائیل اور فیروہ و کبکڑی نے لے کر  
گرمیوں کے موسم میں ”خواب ہوئی مردان“ یہاں آتے تھے اور دیکھا کیلتے تھے، بانی کوہت و حلی اور گورگور کا نمود کے کج سادہاں بھی  
خبر کر دیکھا کرتے تھے۔ ”تاسر عباس“ ان کی خاطر دامت کرتے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم



مردم اقبال کیا قاضی  
میں لکھنؤ سے ہیں

عقرب اور درویش

پرورش علی صاحب نے یہ نام سید فیضی لکھا ہے جب کہ دیگر کتب انساب میں  
یہ نام سید میسے بروزن مونسے درج ہے۔

نامبر و اکثریت ہے  
کے مع صاحبان گرام



سید راضی (۱۰۳)

سید سلیم

نور محمد

سید زین  
اولاد

محمد مراد

سید حسن اولاد

آغا محمد بن

سید شاکر

سید شرف

عنایت علی

سید سلیم

نور محمد بن حسین

نور علی

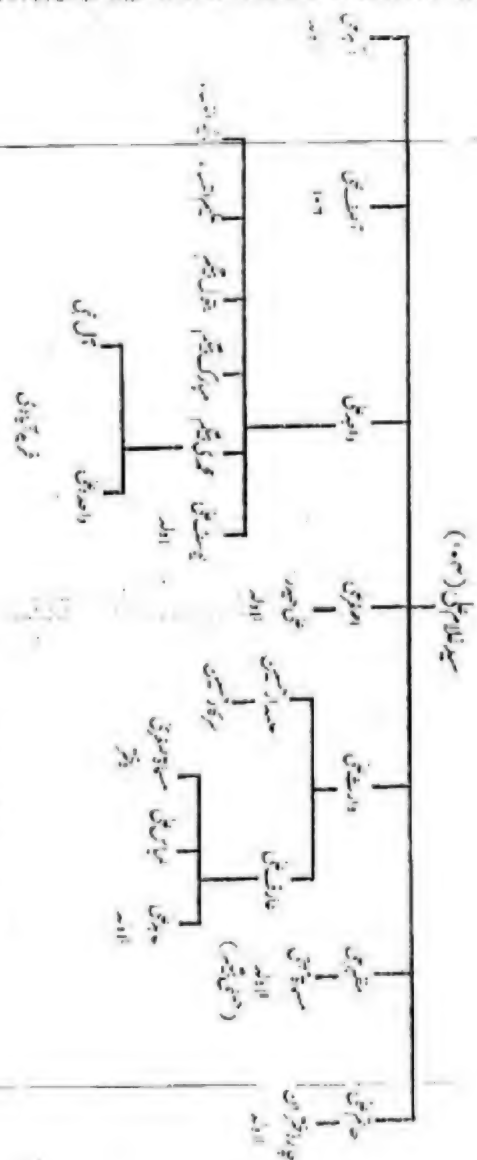
نور علی

۱۰۹

۱۰۵

سید پرورش علی نے عنایت علی کو سید شاکر کا فرزند نکما ہے

سید غلام علی (۱۰۴)



میں نے یہ سب کچھ اپنے دل سے لکھا ہے

تعمد

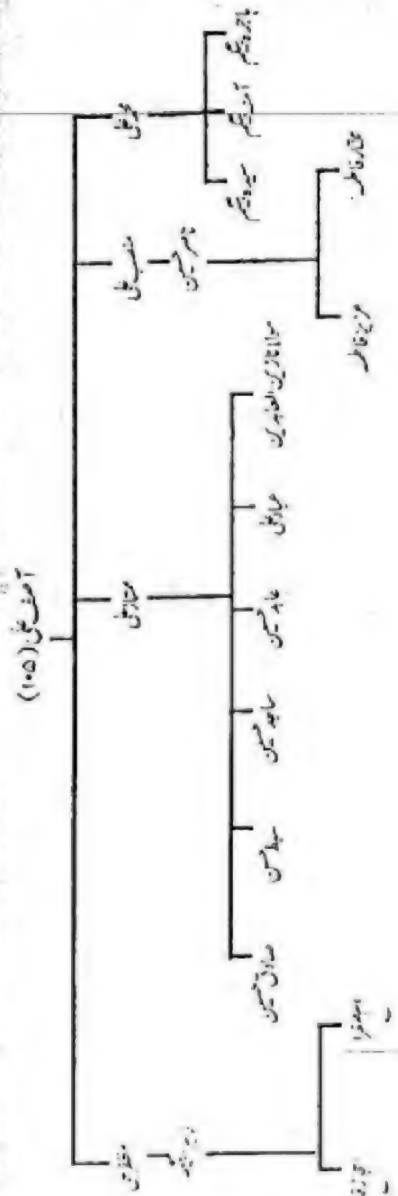
1950ء میں یہاں

عبدعابده حسین

وہابی میں

خفی کے صدر بھی رہے

جنی کے صدمہ و بھی و اسطے



## مولانا زین العابدین

لکھنؤ سے حصول علم کیا۔ علم فقہ و منطق، عربی و فارسی کے عالم تھے۔ محلہ شاہ گروہ زمین میں پیش نماز جمعہ و جماعت تھے۔  
اپنا 1950ء میں یہاں ہی انتقال کیا۔

## سید عابد حسین

دہلی میں 1947ء تک تجارت کرتے تھے۔ 1947ء میں مٹمان میں آکر چوک بازار میں دوکان خریدی اور اس میں تا  
بات تجارت کرتے رہے۔ مذہبی انسان تھے بلا حرج و کرہ لیتے تھے۔ خولی مرید شاہ کے حصول میں کافی مصروف اور انجمن یادگار  
کی مدد بھی رہے۔





خاندان جاگیرداران

سید حسین شکرانی تھیں جس میں گھر پھوڑ کر چلے گئے، ایک بابائی  
 و سیدار نے ان کی پرورش کی یہاں کے عرف میں عرف گئے

امیر حسین  
 فخر عباسی  
 حسن شکرانی  
 حسین شکرانی

گھر عباسی  
 امیر عباسی  
 فخر عباسی  
 حسن عباسی  
 حسین عباسی

سید محمد صادق  
 امام عباسی  
 محمد عباسی  
 حسن عباسی  
 حسین عباسی  
 فخر عباسی  
 حسن عباسی  
 حسین عباسی  
 فخر عباسی  
 حسن عباسی  
 حسین عباسی

سید علی (۱۰۰)

سید حسین

سید علی

سید علی

سید علی

سید علی

سید علی

سید علی

سید علی

سید علی

سید علی

سید علی

کر خاندان

قرارداد

پہلے خاندان

پہلے خاندان کے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

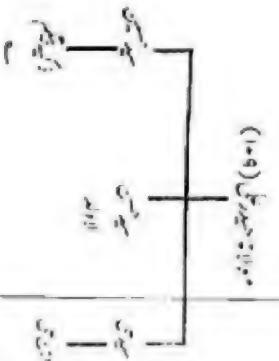
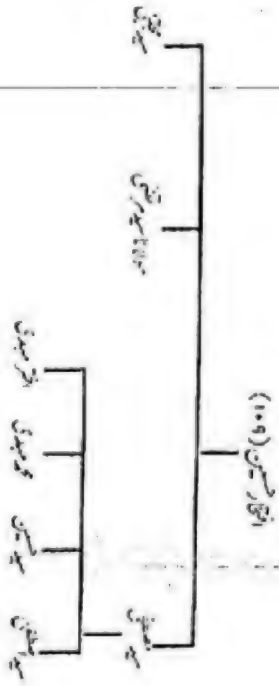
پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان

پہلے خاندان



خانہ کعبہ (۱۰۰)

کر خاندان

کر خاندان

کر خاندان

کر خاندان

کر خاندان

کر خاندان

کر خاندان

کر خاندان

کر خاندان

کر خاندان

کر خاندان

کر خاندان

کر خاندان

کر خاندان

کر خاندان

کر خاندان

کر خاندان

کر خاندان

کر خاندان

## ذکرہ خاندان جاگیرداران

نقل از سر ہایہ درخشا

یہ خاندان ایست انڈیا کی کئی کے زمان میں انگریزوں ۱۸۳۳ء میں برصغیر میں بعد رسالہ اور بھرتی ہوئے، ان کے بعد ان کے  
راجہ اور ان میں ہدایت علی، میر مظفر علی اور ان کے بیٹے برہم علی، میر مظفر علی، میر اکبر علی، میر عارف علی اور میر حسین علی اور میر ملہ اور حسین  
اور یوسف حسین و سید گلبر حسین و سید آل احمد و سید محبت علی حسین و سید محمد علی و سید نصرت علی و سید مظفر علی بھرتی ہوئے۔

میر ملہ اور حسین "رسالہ دار" کے مجدد ہوتے، یہ حضرات "جنگ نوئی" ۱۸۳۹ء میں شریک ہوئے اور صفات حاصل  
کے ۱۹۴۳ء میں "جنگ مہاراج پور" میں شریک تھے، میر اکبر علی مقام "چوہنہ" میدان جنگ میں مارے گئے اور وہیں دفن ہوئے  
بے صفات حاصل کیے، ۱۸۴۴ء میں جنگ "کلات" میں تمام شریک ہوئے اور بہادری کے صلہ میں صفات حاصل کیے،  
۱۸۴۵ء میں "جنگ علیوال" اور ۱۸۴۵ء میں جنگ بدلی میں سب شریک تھے، میر وارث علی و رسالہ دار بہادر و جنرل اور دیگر انگریز  
ان کی لاشیں میدان جنگ سے اٹھا کر لائے، جنگ مذکورہ میں میر مظفر علی رسالہ دار بھی ہوئے اور "چھاڈنی ساگر" میں جا کر انتقال  
فرمایا، ان کے بیٹے، جنگ مذکورہ میں میر مظفر علی، میر وارث علی، میر امیر علی اور میر ذری علی کو "میدل آف انڈیا" کے علاوہ انیسوار سپہ  
اور انعام ملا، میر مظفر علی رسالہ دار کو ۱۸۵۲ء میں "برما" بھیجا گیا اور اسی جگہ ۱۸۵۵ء میں انتقال کیا، ۱۸۵۸ء میں "قررا اسکو  
رسالہ دار" نے اسے چھاڈنی "پانی" میں آیا، چند روز ۱۸۵۷ء کو میر ہدایت علی سردار بہادر و میر وارث علی رسالہ دار بہادر و میر امیر  
رسالہ دار بہادر و نصرت پور "سویٹ" آئے ہوئے تھے کہ جون ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف بغاوت ہو گئی۔

## ریزوں کو پناہ

ان ہی ایام میں "نہیں انگریز مولدلی کشر" آگرہ و مولد سوار ہندوستانی آگرہ سے "سویٹ" وارد ہوئے اور ایک ہفتہ  
ہدایت علی کے "مہمان" رہے، ان کی حفاظت کے لئے میر وارث علی رسالہ دار بہادر و میر امیر علی رسالہ دار ان کے دیگر عزیزوں  
اور چھاندا بہادر پور "یکٹ" لگائی کیونکہ راجہ بلب گڑھ کی طرف سے سوار "حملہ" کی خبریں مل رہی تھیں۔ اور چھاندا کے گھات  
کے بھائی طرف سے خطرہ تھا، رسالہ دار کوئی ایسی فوج بھیجی مگر صرف میر مظفر علی و میر عارف علی میر  
اور تقریباً ساٹھ سوار انگریزوں کے ساتھ دار ہے "پہاڑی دھلی" پر جہاں جنگ ہو رہی تھی "سویٹ" سے خبر بھیجی تھی اس بناء  
پر ان کوں سے نصیحت اور محوڑے لے لئے گئے، "بعد فتح دہلی" میر ہدایت علی سردار بہادر و مدد اپنے ولیدوں میر اشرف علی اور میر



نقل رضا

دارت علی رسالہ اور بہادر، یوہین بناؤ گزینوں کو لکھنؤ سے اپنے رسالہ میں پہنچ گئے۔

(ترجمہ استاد از میر غلام عباس)

### مزید خدمات

"جنگ 1878 کا بل" وقفہ دار "میں میرا صلی سردار بہادر میر برکت علی رسالہ اور بہادر میر عارف علی مجدد اور  
ملہ دار حسین رسالہ اور شریک جنگ ہوئے ہر ایک نے بہادری کے مد میں دو تھنڈ اور ایک پڑی حاصل کی، ایک "گروہ" کامل سے بڑا  
بیمہ کیا، چنانچہ مقام "علی مسجد" میر عارف علی نے بوجہ برف باری انتقال کیا اور وہ ہیں دفن ہوئے۔

### صلہ خدمت

افترض ان خدمات کے صلہ میں میر ہدایت علی سردار بہادر کو خالص مالکدار کی موضع موہن "نسلہ بعد نسلہ" عطا ہوا اور ایک  
ہزار نقد اور ایک "قبضہ شمشیر" جو اب تک ان کی اولاد کے قبضہ میں ہے "مرحت" ہوا ایک "مسند" منجاب گورنر جنرل  
موری 12 اپریل 1858 کو "در بار عام" واپس دی گئی۔ تمام حالات "بمحر جنرل" "انگیل" نے "افسار انسپٹ لندن ٹیوڈ" میں مواد  
کی تصویر چھپوائے۔ "آپ بڑے قوی پیکل تھے اور رنگ سرخ و سفید تھا، چہرہ پر دھب سرداری، پرستانہ صوم سلوٹ کے پائے  
تھے۔ 25 مئی 1292ء بمطابق 30 جون 1858ء انتقال کیا، قریب آبادی موہن چاہب شمال دفن ہوئے۔

### عبارت تلوار

"از جناب گورنر جنرل برائے رسالہ اور میر ہدایت علی سردار بہادر" "بہائم مذہ 1857ء ہزار ہا" ملازم قدیم "مخرف  
مکے مکر میر ہدایت علی سردار بہادر رسالہ اور جنس چہارم ہندوستانی نے "حق وقاداری" کو فرض سمجھ کر ایسی چاندنی سرداگی دیا  
حالی "کی عیوض میں اس کے علاوہ (گوار کے) جاگیر "نسلہ قافرا" یہ شمشیر بے بہا کر تمنا آئے شجاعان بہادر القریہ ہے، بشیر  
نواب علی القاب گورنر جنرل بہادر سے عطا ہوئی، ہوا معزز۔

### رضی عباس

نون میں ملازم تھے، سید حسن علی ولد نظیر علی رسول پوری ان کے خالہ زاد تھے، ایام مفید، جس رسول پور میں تھے۔

(۵۶)

19 مئی شام کو جب سردار تھیں پراور پیل ٹبر نہر چلے تو یہ علاقہ کے پیچھے بندھنے لگے پل تک چلے میں بھی ان کے ساتھ ساتھ

## دولوی حیدر علی

کی تقریب "اجادہ" 9 ربیع الاول 1298ھ مطابق 3 فروری 1881ء سرانجام پائی اور دعوت عام ہوئی۔

## میر افتخار حسین

اپریل 1892ء میں تحصیلدار مقرر ہوئے، عابد آباد، ترقی شخصیت تھی، روسپور میں غالباً 1935-36 میں برہمن میں انتقال کیا۔

## میر ہدایت علی کا

میر ہدایت علی کی مدخل سہ ماہ "میرا" تھی جو جوگن قوم سے متعلق تھی، جہاں کی قومی ادبی انتقال کیا، ان سے (میر ہدایت علی نے) ایک نئی "تھی" جو تنکوہ صاحب اولاد میر روشن علی والدہ ادلی سلطان پر تھی۔ میر ہدایت علی نے ایک نہایت شاندار کوشش کی تھی جس کا اثر "پہتاں پل" نے 12 فروری 1866ء کو پایا 1874ء میں تیسرے شروع ہوئی اور 1889ء میں میر اشرف علی نے لکھی۔

## میر اشرف علی

1830ء میں پیدا ہوئے 1855ء کو تھان میں ملازمت کی اور اسی ریل تحصیلدار ہو گئے 6 جنوری 1890ء کو انتقال کیا۔  
والدہ میر برکت علی کے متعلق زمیندار اخبار 14 فروری 1910ء مطابق 9 ربیع الثانی 1333ھ میں شائع ہوا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے جلسہ میں لاڈ "منٹو" نے ممدارت کی جس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ والدہ میر برکت علی جیسے لوگ جنہوں نے کراؤڈ پرانے تحت شاندار خدمات ادا کیں، کیوں سندس کی کو اگر بڑوں کی طرح ترقی دی جائے گا

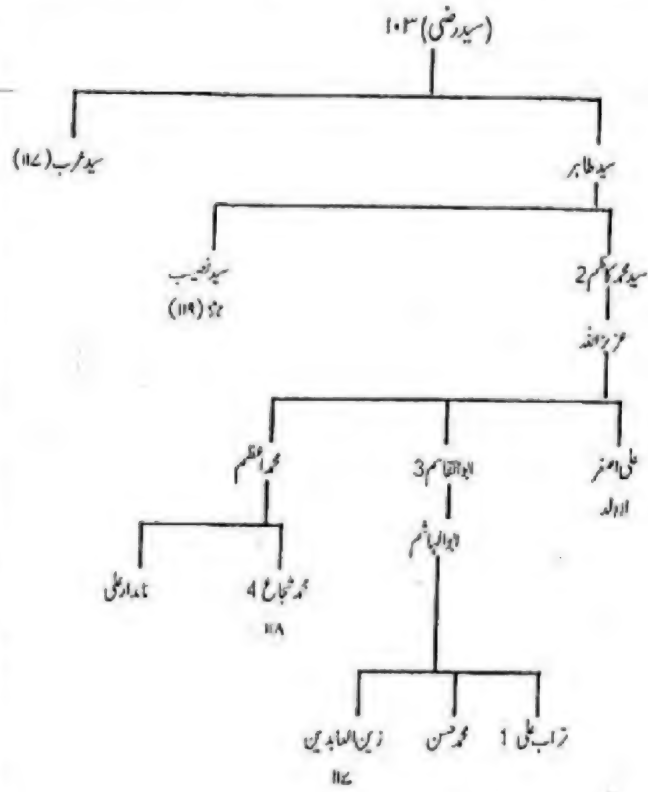
(۵۶ تقریر رضا)



مادان دھرم علی میں کیا اہل سوبہ میں سید محمد رضا ایک نمایاں شخصیت ہیں، ابتدا میں انجمن یادگار صوفی کے جنرل سیکرٹری رہے۔ ان کی ملازمت کی وجہ سے کل سبھو کو روٹنا پڑا جو ان کے لیے بڑی ہی ناخوشی اور غمزدگی تھی۔ ان کے برادر بزرگ سید احمد اسد علی سوبہ خاں تھے۔

### سن ترقی المومنین

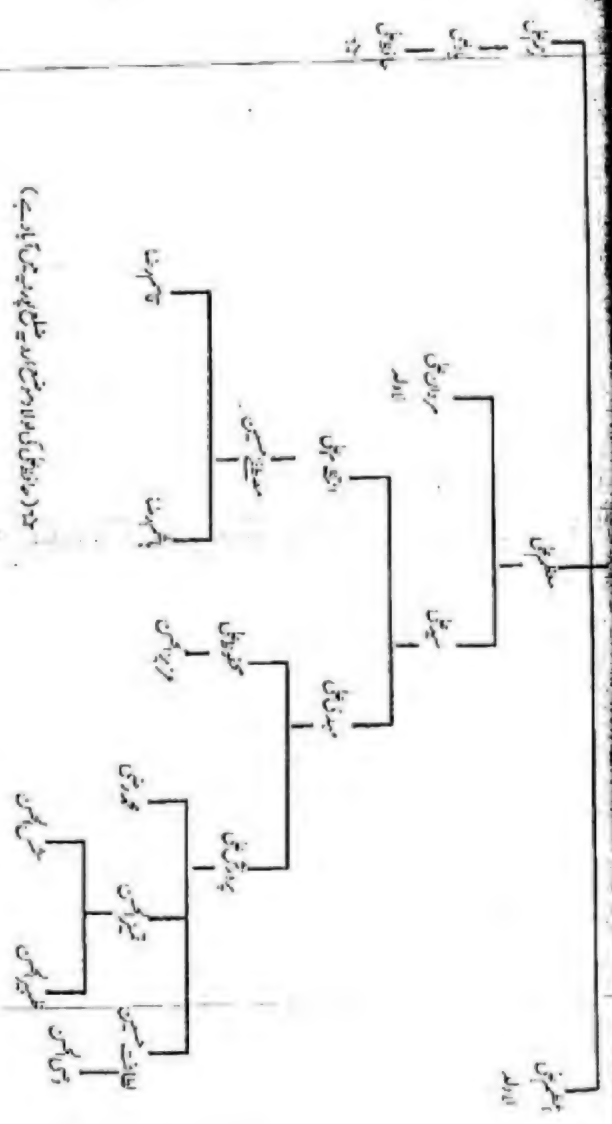
مادان سوبہ کی ایک عظیم "انجمن ترقی المومنین مادان سوبہ" کے نام سے 1942ء سے قائم ہے اب بھی ہر سال اس کے ذریعہ اجتماع منعقد کر دیا جاتا ہے سید احمد رضا خاں کے مکان پر بلائے تھے ان کے ساتھ شریعہ میں مجاہدین اور ان کے شاگردوں نے شرکت کی تھی۔ ان کے شاگردوں نے ان کے ساتھ شریعہ میں انجمن ترقی المومنین کے نام سے ایک مجلس بنائی ہے۔



- ۱۔ سید علی کو گدڑ سے فقیر میں شریف علی لکھا گیا ہے۔
- ۲۔ سید محمد کام کام بخٹا بلوچ شہرہ و درش علی زائد ہے
- ۳۔ سید محمد کام کام بخٹا بلوچ شہرہ و درش علی زائد ہے
- ۴۔ سید محمد شجاع کام کام و درش علی کے شجرہ میں نہیں۔
- سید محمد کام کام گدڑ سے فقیر سے سید اللہ گدڑ ہے

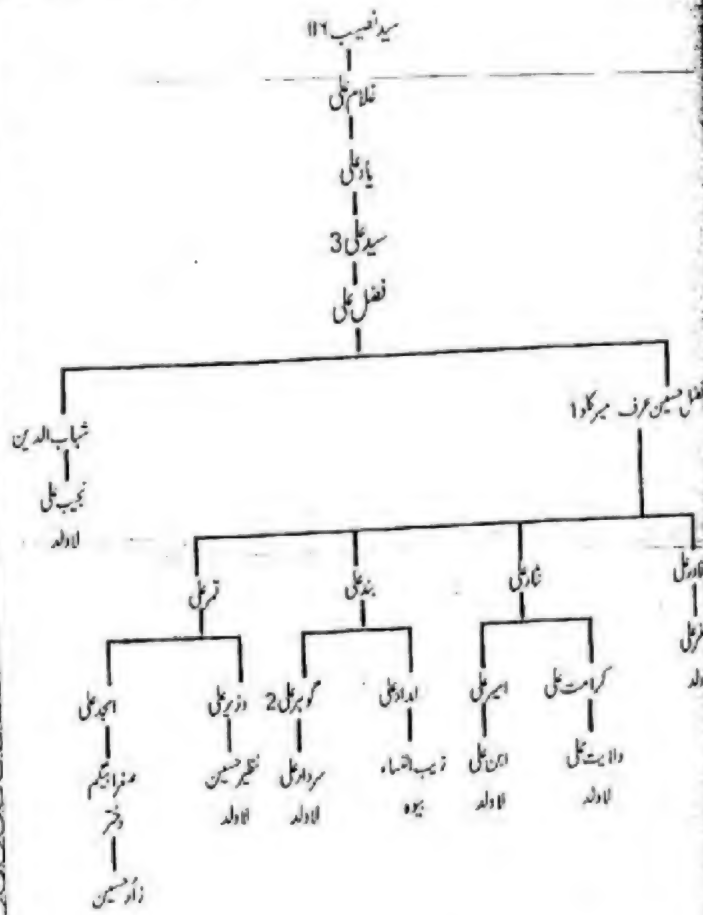


(74)



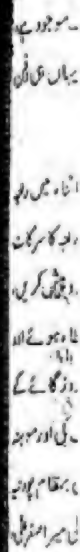
رکنی کی عوامی خدمت اور تنظیمی امور (



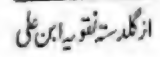


سید نصیب کا نام فخر الدین علی کا نام ہے۔  
(گلدستہ نقویہ)  
ایک میں گوہر علی اور ولد حسن ہے ان کی تہ و کا نام دوسرا اور حسن ہے۔  
اس کا نام گلدستہ نقویہ میں درج ہے۔

[illegible]

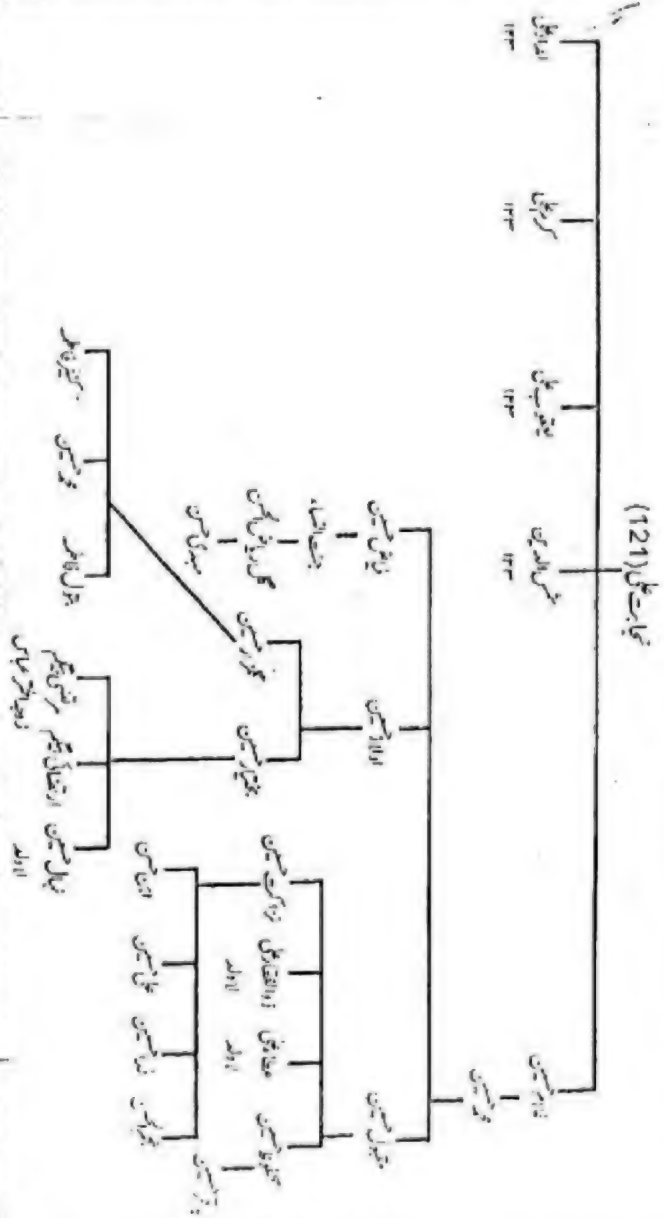


۱. میرا مقصد



از گلدسته نقویه ابن علی







۱۲۳  
(سید قاسم) ۱۲۱

سید محمد قاضی

سید حسن

عبدالحق

شرف الدین

علی الدین

علی الدین

علی الدین

شادابی

مستجاب لابی

مراد علی

امیر علی

امیر الدین

وزیر علی

شرف علی

امیر علی

علی حسین

حسین حسین

آقاب حسین

برکت علی

سید علی

بار علی

اولاد

اولاد

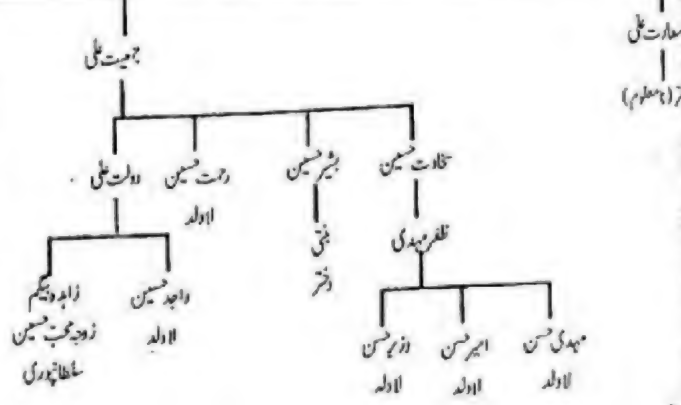
زائر حسین

اولاد

اولاد

اولاد

(مراد علی) ۱۲۳



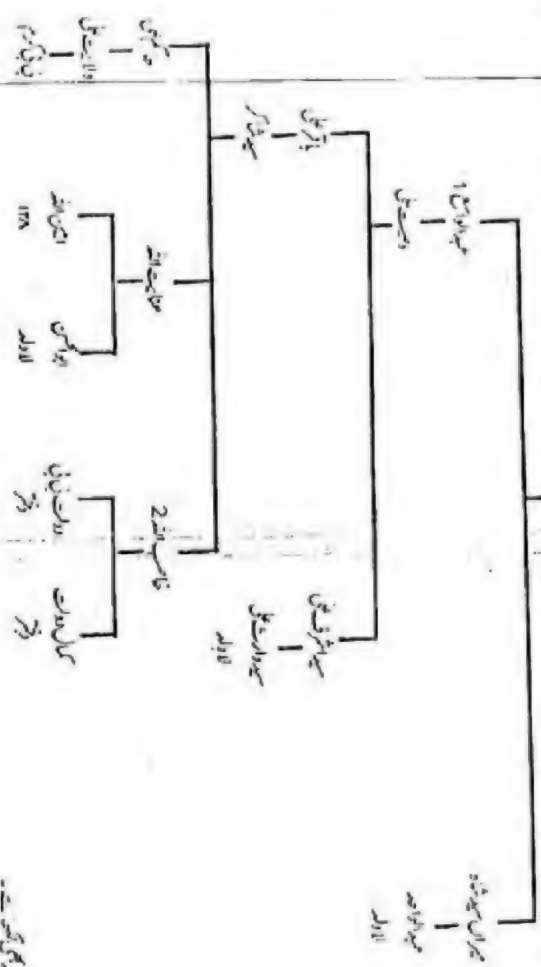
سادات علی  
بزرگ (معلم)

فاضل  
قادر  
الدین  
مدین  
اعظم الدین  
و دیگران

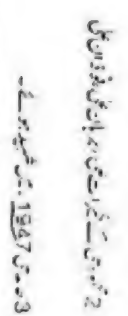


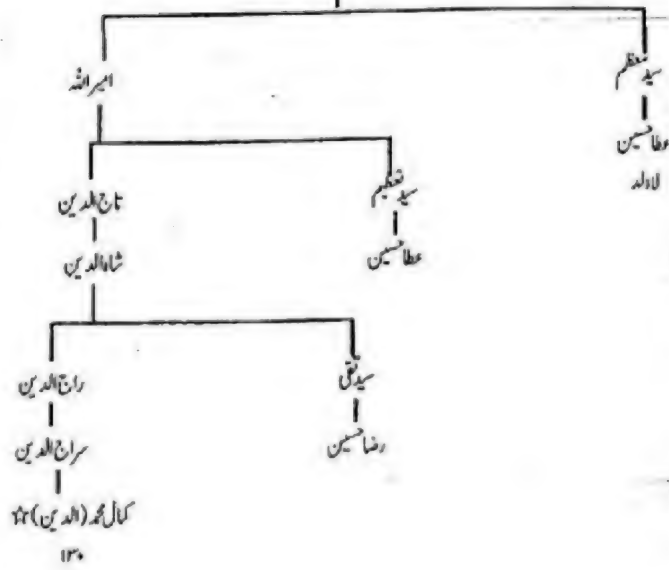


۱۳۹ (پیش روئے)



۱- معاونت ۱  
۲- معاونت ۲



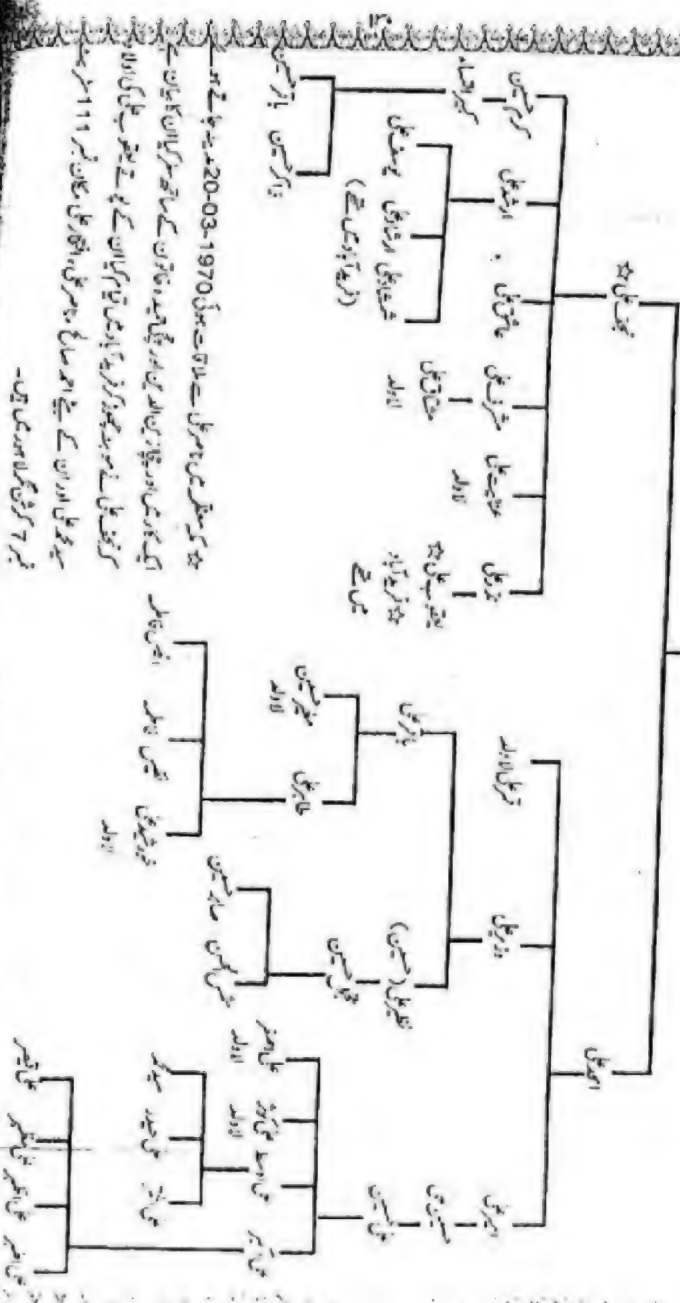


سید ابن علی نے مکہ معظمہ میں سید کمال محمد کے فرزند کا نام سید حسن تحریر کیا ہے ان کے اسم علی اور کنف علی درست طور پر اور فرزند لکھے ہیں۔

۱۔ اٹھ بجی نے وہی ہمیں ملازمت اختیار کی کہ ان کے بچوں نے اپنی تعلیم حاصل کیا اب لاہور میں سکونت پڑے ہو ہیں

3 مئی 1947ء - سب شہریوں کو

سید مال محمد (سیکال الدین محمد) ۱۲۹



۱۲۹

۱۲۹

۱۲۹

۱۲۹

۱۲۹

۱۲۹

۱۲۹

۱۲۹

۱۲۹

۱۲۹

۱۲۹

## ال محمد

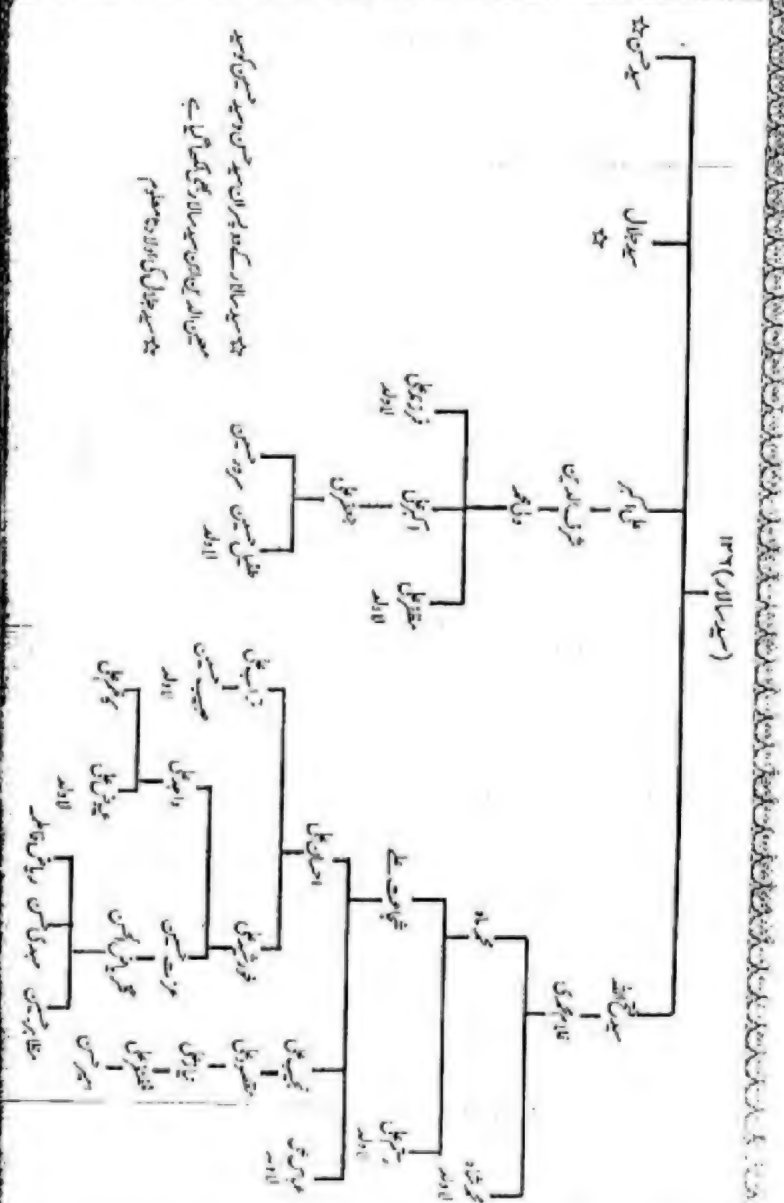
سات سو پچاس بیگ اراضی از سواد قلعہ دیوازی "موضع روڑینہ" پر گن رووازی بموجب فرمان جلال الدین اکبر  
 970ھ جاگیر سید کمال قرار پائی اور اس فرمان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جاگیر پہلے سے سید کمال کے تصرف و ملکیت  
 ان کے علاوہ فطرتی میں بھی ان کے پاس جاگیر تھی، جب جاگیر دہلی سے خسر کے مقابلہ کیلئے روانہ ہوا تو "سلطان پور" پہنچا  
 ت ہا۔" کے ساتھ سید کمال اور ان کے بھائی نے ہر اول دست کی قیادت کی اور میدان جنگ میں جواہری کے ایسے جوہر  
 شہادت و جواہری بھی پیش کر گئی، سید سردار سیف خاں سادات بارہا اور سید عبداللہ خاں سلطان پور کی ان کے ساتھیوں  
 تھے (ذکر جاگیر 91-90)

سید علی حیدر ان سید علی اوسط اور ان کی اولاد ممتاز آبادگان میں مذہبی امور میں بہت لاہ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں ان کے لئے ان  
 نام پناہ سماج کے دہشت گردوں نے دو مرتبہ حملہ کیا ان کے دو بیٹے ان ملکوں میں شدید زخمی ہوئے جسے اللہ تعالیٰ نے ان کی  
 ان کائنات حیدر کی ایک ٹانگہ کافی مٹی اور ایک ہاتھ بھی ستار ہوا۔

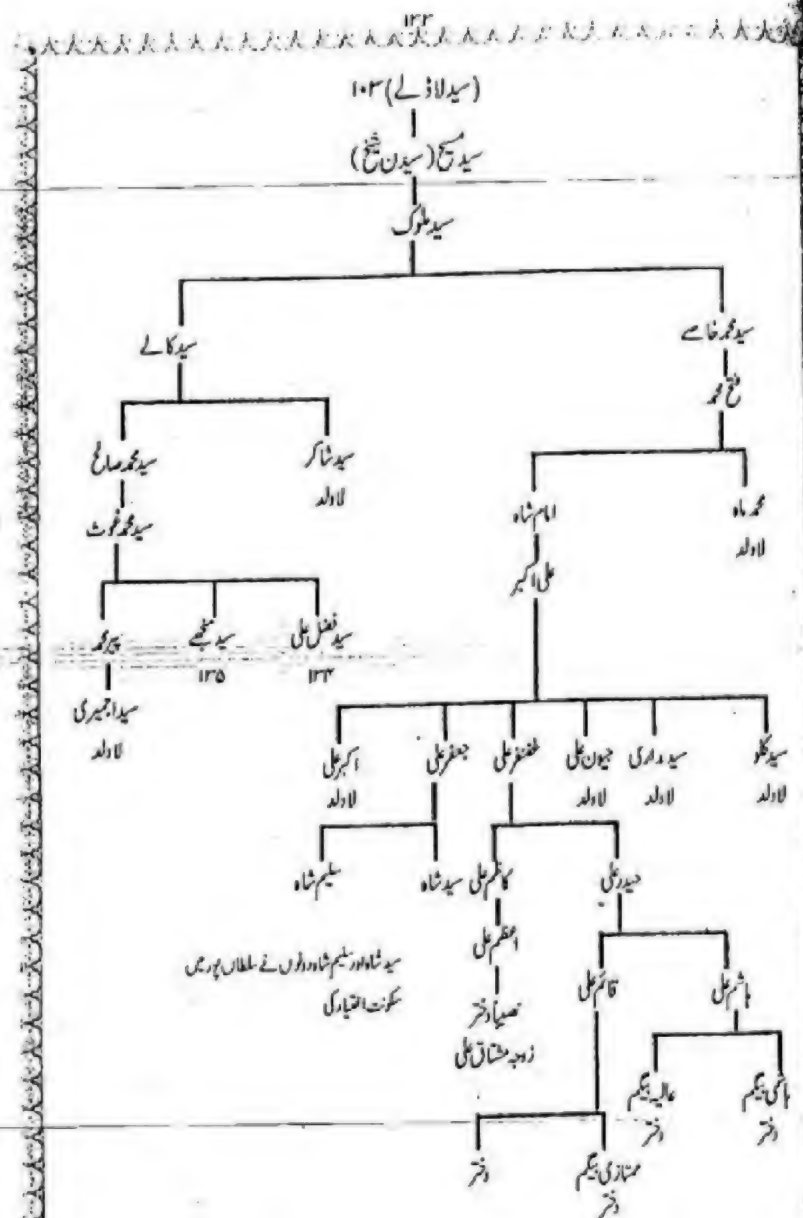
## تی اختر

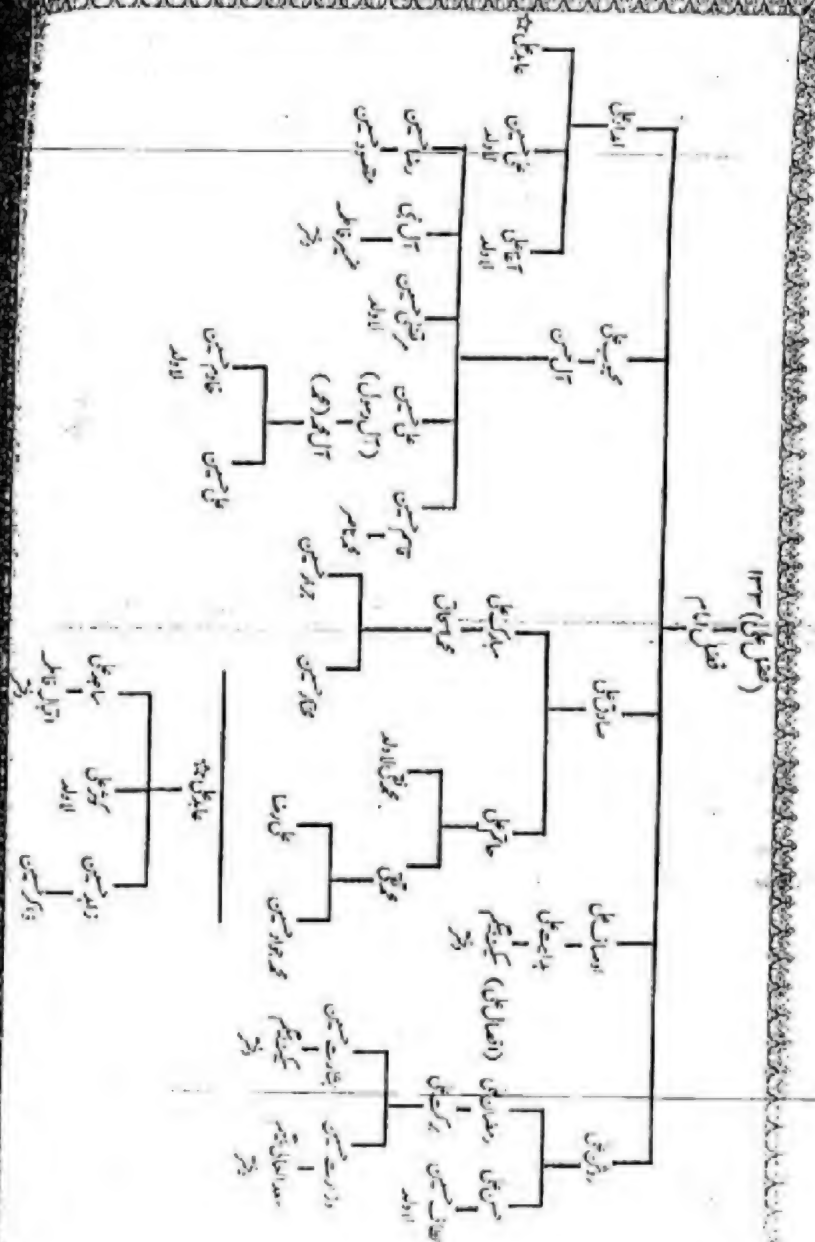
سید علی اوسط کے بڑے صاحبزادے ہیں، 1931ء میں چکوزخیال میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم موضع چکوز سے حاصل  
 کر کے مل گیا، پھر گورنمنٹ ہائی سکول پول میں داخل ہو گئے، پاکستان بننے کے بعد مہاں مسلم ہائی سکول سے میٹرک کیا اور  
 مہاں سے بی اے آنرز کیا۔ بنگالی کے مقابلہ کے امتحان میں کامیابی کے بعد ٹیٹ بنک آف پاکستان میں ٹریڈنگ لی  
 آف پاکستان میں ملازمت اختیار کی، فیبر، زولفی فیبر، ریجنل فیبر کے عہدوں پر کام کیا اور بطور ذراصل ریٹ کر لیت  
 199ء میں دہلی چلائے ہوئے۔ گورنمنٹ آف پاکستان نے مہاں صنعتی اداروں کی بحالی کیلئے جو کمیشن بنائی اس کے چیئرمین  
 مہاں ملازمت بنک الجزائرہ صوبہ عرب میں 6 سال بطور سیکرٹری وائس پریذیڈنٹ کام کیا۔

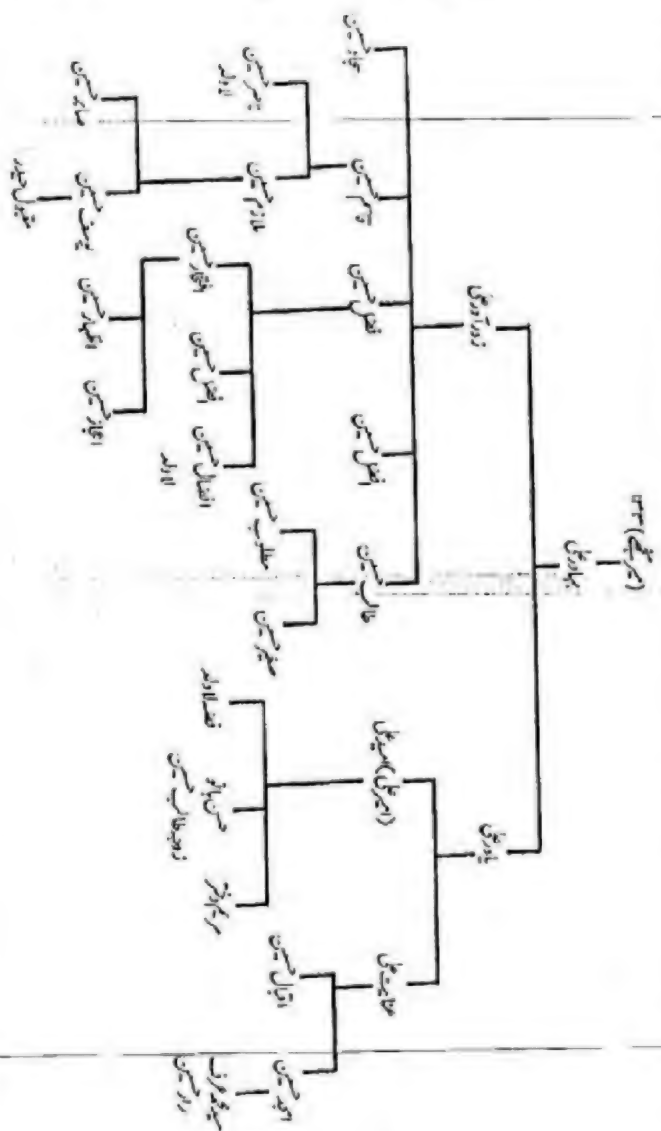


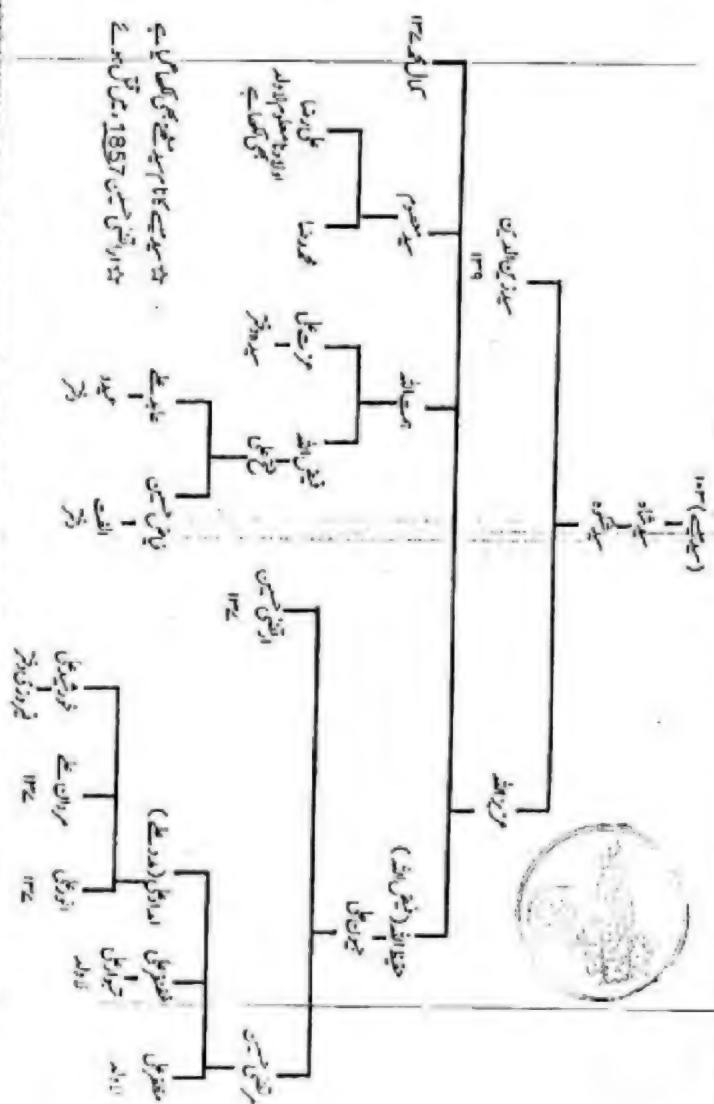


چند چہرہ سالہ کے لڑکے اور چند عورتیں بھی تھیں۔  
 مہمان المہینہ تین چہرہ سالہ لڑکے بھی ساتھ تھے۔  
 یہ سب چہرہ سالہ ہی تھے اور ان کے بعد خیرات













## یا حجتہ القائمہ ادرکنی

روضہ مبارک سید السادات  
السید عطاء الدین رسولدار رحمۃ اللہ  
زیدی الحسینی مدینہ السادات اوج شریف



سخی السید مروت حسین زیدی صاحب الحسینی رسولدار  
مکتبہ سادات زیدی رسولداران نہٹور  
اس کتاب کی PDF کاپی برائے ایصالِ ثواب بزرگان  
خاندان سادات زیدی رسولداران نہٹور تیار کی گئی ہے  
السید کا شان رضا زیدی الحسینی رسولدار

سجادہ نشین

آستانہ عالیہ حضرت قبلہ سید ریاست حسین زیدی الحسینی رسولدار

03007579114 نمبر اپ

محله علی پور پاکپتن شریف



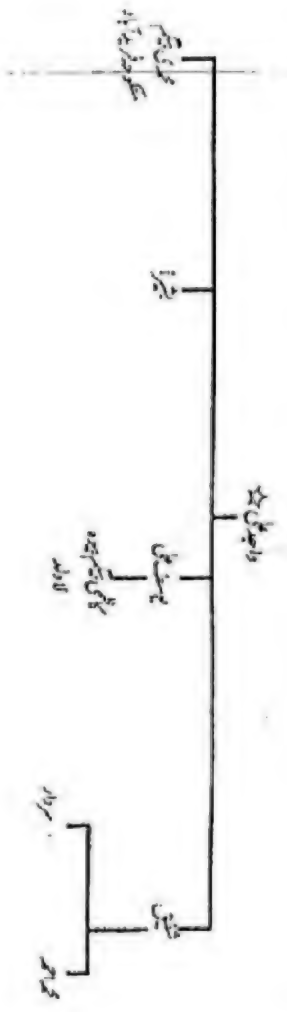
## سید ارتضیٰ حسین

سید ارتضیٰ حسین غفرلہ 1857ء میں بمقام بہنوئی ہوئے۔

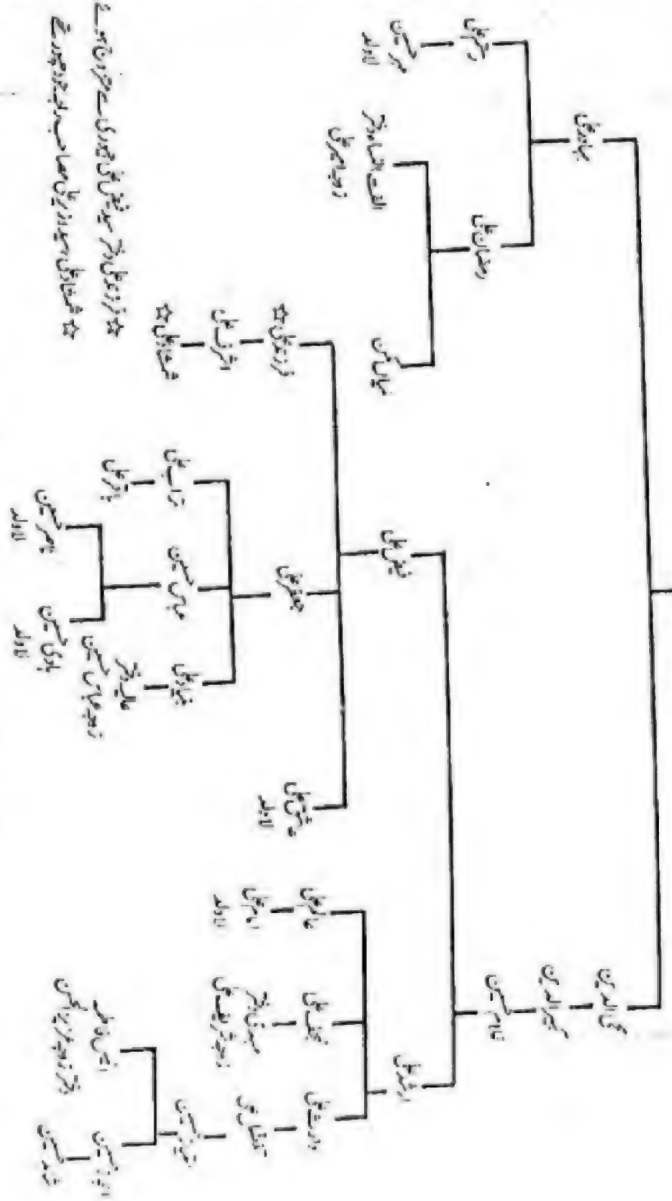
## عبداللہ کی موہنوی

سید محمد رضا سید ابو رضا دہلوی تھے۔ ابو رضا کو والد کہتے ہیں اور محمد رضا کی دو دختر بتلاتے ہیں ایک "سماۃ گہان" دوسری "سماۃ باغیا" دونوں بھائیوں کا باپ کوئی مصروف علی کوئی کمال کوئی عزیز اللہ کہتا ہے۔

مہدائی "صوح" تحصیل لب گڑھ کی ایک "جمادی" تھی اس کے خاندان نے "سات چوٹی" رکھ کر نکال دیا تھا۔ وہ اپنے ہجر کے ساتھ موضع "سالی" تحصیل لب گڑھ میں اپنے باپ کے پاس آگئی تھی اس کو محمد رضا نے مدخول کیا اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اس کا نام تھی رکھا۔ یہ چونکہ والد ارجمند سے پرورش کر کے مسلمان کیا اور اپنی فرزندگی میں لیا اور شادی بیاہ کیا اور سر مئے "چاندیاد" تھی کے پاس رہی اور سب دولت کا وہی مالکہ با "تھی" کی والدہ کا نام "لکھت" کی "د" میت "تھا۔ (رضا حسین)



ملکہ راجہ علی اور ملکہ شہزادہ محمد علی کے درمیان 1955ء میں 10 بچے پیدا ہوئے





## سید ولی حقانی

”مگر دج کی ساکن سوزند چند سال در قصبہ اور سکونت داشت از سلب کوشاں“ بی بی مراد ”یومئذ اٹلین بی بی تذکرہ تمام اولاد سید اللہ عرف سید کالی، چنانچہ چار پسر داشتند سید روشن علی، حسن علی، محمود علی اور علی“

”سید ولی حقانی گروہی ساکن سوزند از زمان محمد شاہ بادشاہ و بی بی مراد۔ (نقل سادات بیوات از سید محبوب علی۔ نقل رضا)

## میر غلام علی

اضلاع پورب (ج بی) میں ایک معزز عہدہ پر فائز تھے ان کی فیاضی اور سیر چشمی مشہور ہے ان کے صاحبزادے سید محمد اعظم کی اولاد موضع اروہ پرگنہ سلطان پور ضلع پورنیہ میں آباد ہے۔

# نسب سادات رسولپور

سایپو

وقوع

[illegible]

## حدود قدیمہ

خاندان غامان کے دور میں پول تک اور شرق میں مدہ سلطانپور بلند شہر تک اور ضلع علی گڑھ کا کچھ علاقہ 1833ء تک جنوب شرق میں موضع لہواڑی کراولی جنوب میں موضع ناگل مشرب میں موضع ہوشنگ آباد و کچھ کمر ٹال میں فریڈر پور میرہ اور کھیلوا کے مضافات شامل تھے۔ لیکن بہادر شاہ ظفر کے دور میں سکڑا شروع ہو گیا۔ لہواڑی، کراولی خاندان قاسم دقندر کے کسی بزرگ نے برہمنوں کی حق دہتی میں بخش دیا۔ ہوشنگ آباد دھڑ 1857ء کے بعد خاندان جعفر علی و محمد علی نے بنیادی میں خرید لیا فریڈر پور میرہ اور کھیلوا بھی دھڑ 1857ء کے اثرات سے نکل گئے کیونکہ ملاقات مشر ہو گئی تھی۔

## انتظامی صورت حال

خاندان غامان کے عہد تک یہ صوبہ میاٹ کا حصہ تھا ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ میں مہاراجہ گوالیار مرہٹہ کے قبضہ میں چلا گیا تمام ریکارڈ 1877ء سے قبل شجرہ مشابہ آگرہ میں ہیں، انگریزی انوائٹ کے قبضہ کے بعد 1833ء نوآباد سرقتی خان ساکن دہلی کی ریاست فیروز پور مہاراجہ میں شامل تھا اور کل پیدوار کا تہائی حصہ بطور مالہ نوآباد کو ادا کیا جاتا تھا، پرگنہ پول اور کشری دہلی میں شامل تھا نوآباد سے انگریزوں نے لیگر یہ علاقہ باقاعدہ اپنی تحویل میں لے لیا، 1911ء میں دہلی الگ صوبہ قرار پایا اور یہ علاقہ گواڈلہ کی حد میں شامل کر دیا گیا۔

1947ء کے بعد یہ علاقہ تحصیل پول اور ضلع فریڈ آباد میں شامل کر دیا گیا نومبر 1810ء بکری میں سورج مل جات رہی، مجرت پور نے راجا بہادر سنگھ راجہ کھامیرہ (نوج) کو ملکیت دیکر تمل غارت کیا اور نوآباد نوآباد میں فرنگر کو ملکیت دیکر گرفتار کیا اور اس وقت ملاقات دو پور کو تاراج کیا اور علی انصوم کتب خانہ کھر گھر کے چلا ڈالے۔

## مساجد

### 1- شیخ بسوہ والی

یہ مسجد انسا زوہب جماعت علی نے بنوائی تھی اور یہاں علی ان کی قبر ہے۔

### 2- مسجد امام بارگاہ امیر علی

امیر علی نے بنوائی تھی سرایہ نظریہ تھا، صوفیوں کا لکھنؤ کی طرز پر تھی، امام بارگاہ کے اندر دینی رسائل اور احادیث اور دلائل و قرآن کے نسخے اور عدد و ازاد بھی شاندار نقش چتر کا تھا، مسجد بھی شاندار تھی، دائوں کی روشنی بنیلا اور اس چتر کی تیرہ صوفیوں کی پائنتی پر واقع تھی۔

ان میں سے علم نصب ہوتے تھے وہ بھی 3 فٹ بلند تھا اور اس کے نیچے تہہ خانہ تھا جس میں سالانہ عزاداری رکھا جاتا تھا یہ تہہ خانہ مکان  
اکبر حسین کے اندر واقع تھا اور اسی میں تہہ خانہ کا دروازہ تھا۔ واللہ ان کے ساتھ عزاداری کا بل تھا جس میں عزاداری ہوتی تھی اسی کے  
سامنے محسن امام بارگاہ اور پادارہ جانب شمال اور امیر علی، حسن علی و محمد اسحاق تھیں مغرب میں مسجد کا منوہ خانہ اور محسن تھا امام عمر پادارہ جلیم  
میں مشہور زمانہ علماء آتے تھے۔

### 3- مسجد بوتل والی

اسکی پست درجہ تھا محسن خانہ ان اٹھارہ ماس وائل احمد وغیرہ کی تھی۔

### 4- مسجد تنکیہ والی

یہ سو پور کے جنوب میں سکول کے برابر تھی، میر پور شعلی نے بنوائی تھی خاندان لوہان اور سکول کے بچے نماز ادا کرتے  
تھے اس مسجد میں نواب احمد علی ان دیتے تھے جو نہایت شاندار لہجہ اور بلند آواز میں ہوتی اور 2 سے 3 کو تک سنائی دیتی۔

### 5- مسجد رضاعلی

یہ مسجد رضاعلی مشہور تھی شمال مغربی کونہ میں بلندی پر مکان رضاعلی کے برابر واقع تھی اسی میں محنتی اور بدر لکھن کے خاندان  
لہذا پڑھتے تھے اور حضرت علی شہید دہلوی اور سر فی آواز میں آذان دیتے تھے 30 مئی 1947 کو انہوں نے اسی مسجد میں منار پڑھا  
کہ جہاں بچانے کی کوشش کی مگر نکل ہمارے جوان کی رعایا تھا اور مذہباً سکھ ہو گیا تھا نے اتار کر شہید کر دیا۔

### 6- امام بارگاہ چنچا پتی

یہ نواب پور شعلی نے بنوایا تھا ان کی قبر بھی اسی میں تھی یہ مذہبی عمر امام بارگاہ کے اخراجات پورے کرتے رہے اور ان کے  
مرنے پر پورا گاؤں اخراجات برداشت کرتا تھا لیکن کنٹرول نواب خاندان کا تھا شاندار کالس برپا ہوتی تھیں۔

### 7- امام بارگاہ بنگلہ والا

یہ خاندان ذوالفقار علی کاشمیر کہ تھا جس میں سارا خاندان اخراجات برداشت کرتا تھا۔ تعمیر اونچی سطح پر تھا محسن تھا  
اور بڑے جہاں تھیں مغرب میں سالانہ اور اس کے نیچے تہہ خانہ تھا جس میں گوتھوں کے ایام میں لوگ پہنچ کر آتے تھے نواب میں  
عزاد تھے تو اس نے 4-5-6 تھیں ان میں کیا۔ سنائی اور اعظم بدھ دینی روزنی اور چار علی کار پاد کرتے تھے۔ وہی میں عالم



جوش و خروش و عقیدت اور گریہ یہاں ہی ہوئی تھی۔

## امام بارگاہ تفضل حسین

یہ کہان تفضل حسین نے 1940ء میں بنوایا تھا۔ دو درجوں پر مشتمل تھا پختہ عمارت تھی انکی پشت پر جانب شرق میں خانقاہ کے مکانات تھے، احمد حسین ریٹائرمنٹ کے بعد موکاتی کے اس میں رہے تھے۔ کہان صاحب الامام حرم میں گالیار سے آتے تھے بڑی شاہکار مجلس ہوتی تھیں۔

## امام بارگاہ دادی ذکی

یہ پردوش علی کی ذاتی جائیداد (زمین) پھر نجین محمد نجین نے اپنی ہمشیرہ ذکی فاطمہ زوجہ کفایت علی کے نام پر بنول انصار و خیر ہمار علی کے مکان میں 36-1935 میں بنوایا تھا، پورا پختہ تھا بڑا اہل کرم تھا اور مزاجدار، بلند کرسی پر ہل کے اندر تھا جس کے نیچے نماز تھا۔ محمد نجین محمد نجین، پردوش علی سلطان پوری جو میرٹھ میں رہے تھے ایام عزائیں سو لہو آتے یہ دونوں بھائی خرم جلم کے نام سے مشہور تھے اور نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ عزاداری کرتے تھے۔ دادی ذکی کی تمام عمر 1947ء تک اسی میں رہائش پذیر رہیں۔

## حویلی امیر علی نظیر علی

نظیر علی کے سرمایہ سے تعمیر کرائی دو درجہ حویلی تھی اور رہائش داتی تھی نیچے 4 کمرے اور 100 ان قصاب پورا تھا تھا اور آٹے سائے کمرے اور 100 ان درمیان میں مکن اور چھت، شمال میں دروازہ محمد رضی وغیرہ رہے تھے صدر دروازہ نہایت قیمتی منسل چھروں پر مشتمل تھا اور پورا حویلی تھی 1947ء کے بعد جس ہند نے یہ حویلی لی لیا گیا ہے کوگی اکھڑا ہے میں فراغت کی۔

## نوہرہ و حویلی محمد اسحاق

یہ بھی امیر علی نے نظیر علی کے سرمایہ سے تعمیر کیا تھا صدر دروازہ 100 انزول بطرف شمال عمارت پر مشتمل تھا جس کے اوپر نہایت شاندار عمارت تعمیر تھی اور بڑی خوبصورت تھی اس کے بعد مکن تھا اور مغرب اور شرق میں دو بیٹھائیں تھیں اور جانوروں کے لئے پختہ لے لے کرے تھے۔ درمیان میں کواں اور اسٹیل تھا جس میں شاہکار محوڑے بانڈھے جاتے تھے شرق میں رہائش پورنا پختہ ڈیوڑھی

۱۳۷  
کمرے والوں نے ہونے سے 1947 تک گھر کا مکان اور گھر کا مکان اور مکان کے اہل و عیال اس میں رہائش پذیر تھے۔ 1946 کے  
پیش میں باہر کے محل اور پڑتہ درمیان میں ایک دو گلیوں اور پڑتہ فیبریک میں مانیٹ ڈوں کیلئے یہاں بھی آئے تھے۔

### حویلی اجی ٹن صاحب

شاہد چوہدری عمارت جس میں باقیات شرفا خاں اور کمرے تھے درمیان میں مین تھا، جنوب میں بہت بڑی  
اصوڑی اور صدر گیت تھا میرا سی احمد و آل احمد اس میں رہتے تھے۔

### حویلی انجینئر صاحب

یہ بھی چوہدری عمارت تھی اصوڑی ویسے تھی جس میں کمرے تھے و سنزل تھی اس کے اندر ہاشم حسین، ٹیس اگس رہتے تھے  
یہ حویلی عمارت حسین انجینئر نے بنوائی تھی "سرمایہ رفا" بھی اس میں رہتے تھے۔

### حویلی البو تراب

اس کو ریاض الحسن نے تعمیر کرایا تھا اور حویلی میں تین اطراف کمرے اور والوں تھے اور اصوڑی تھی جس کے سامنے مین اور  
ٹیل میں کشادہ بالی کمرہ جس کے اندر اور بلندی پر کمرہ اور نیچے دو کانات اور ہاتھ روہم تھا جاب غرب صدر دروازہ تھا اور جنوب میں بھی  
والوں تھا۔ اسی میں انوار الو باب کی لائبریری تھی اور عبدالوہاب اور ان کے بھائیوں کی رہائش تھی۔

### محل

یہ قلمبر کو محل تھا اور ایضاً محل تھا چوہدری عمارت بڑی وسیع و سنزل اصوڑی تھی جس پر پڑتہ عمارت تھی جس میں مناظر  
سین رہتے تھے اور نیچے دار حسین عرف بھیا "بندن" رہتے تھے۔ نگاہت اور پڑتہ عمارت میں تھی۔

### حویلی نوابین

یہ قلمبر عمارت تھی نواب چوہدری علی نے تعمیر کرائی تھی و سنزل تھی تین اطراف کمرے اور والوں تھے اور پرکی منزل بھی اسی طرح تھی  
غرب میں وسیع اصوڑی تھی جس کے سامنے حویلی کے غرض میں جاب غرب رہتے تھا جو دو طرف بلند دروازوں پر مشتمل تھا  
30 مئی 1947ء سے ایک دن پہلے سات ساتوں میں شفق ہو گئے تھے۔ یہاں کئی بکر بندوں کے مہل کا قلعہ کرکس۔

### عمید گاہ

دو پورہی آبادی سے 2 ایکڑ کے فاصلہ پر جانب شمال مغرب سڑک چل کر پورہ واقع تھی۔ سڑک کے جنوب میں ایک میلہ اور جنوب و آٹھ فٹ مربع فاصلہ پر واقع تھی۔ سڑک کے تقریباً 6 فٹ اوچی سرزمین پر قبریں تھیں جن کی جنوب میں سڑک ساتھ پختہ چار بنڈے کو اس قلمندہ شمال شرقی میں سید میر علی کی قبر تھی۔ تقریباً 4 فٹ شمالاً ہوا پختہ دیوار تھی شرق میں دروازہ تھا اور مغرب میں گلاب عبادت بنایا گیا تھا اور غریب دیوار بھی 7/8 فٹ بلند تھی شرق و شمال میں موضع کا قبرستان تھا جو سادات کے لئے مخصوص تھا۔ شمال کی دیوار کے نیچے تیسری قطار میں تقریباً نصف دیوار کے باقیات تھیں سیرکی دھندہ کثیر خول اور کئی کثیر مغز کی کچی قبر تھی

### حفیرہ

یہ حفیرہ دو پورہ میں محلہ چٹا بسوہ اور آبادی فقیر کے شرق میں حفیرہ و سیدنا شاہ کے نام سے مشہور تھا یہاں سیدنا شاہ کا مزار تھا دو شخص سڑک کے مغزوں پر سوائے آئے تھے یہ کئی جگہ سے آئے تھے ایک یہاں جسم دو گیا اور دوسرا "کھیلو" میں جہاں اسی کی آبادی تھی باکرہ جسم دو گیا "راوی" اور "انجینا" میں

### دیگر اقوام جو یہاں آباد تھی

محلہ چٹا بسوہ کے سجدہ اور سڑک میں پورہ کے شرق میں اس کی روئے اسلام فقیر آباد تھے، جبرہ شاہ، محبوب شاہ، پیران جنین شاہ اور خیرانی شاہ، سرادشاہ، بحر شاہ، پیران کرم شاہ، کفین شاہ، پیر کھنڈا شاہ، قادر شاہ، بھوننا شاہ، نور محمد مانی شاہ، پیران چوڑو شاہ، اداول اللہ کر شیدہ تھے اور اب کراچی میں آباد ہیں۔ انہوں نے سادات کا سپہا نہیں لیا۔ روزہ فقیر و بابی مسلک تھا اس کی اولاد بھی ابالی ہے یہ پہلے ذریعہ کاڑی خان قصبہ چوٹی کے نزدیک آباد تھے پھر ملتان آ گئے۔

مکان اہر تراب کے باقیات ملے شاہ بحر شاہ و روشن، قادر، مہار۔ جس فقیر آباد تھے لکھو شاہ بھی چوٹی کے نزدیک، موضع موری آباد، اور وہ جس عزاداروں و جاوید برآمد کرتے تھے۔ "دو نامہ" میں

ان کے غرب میں فعالی اور تھا جن کی اپنی مسجد تھی محلہ چٹا بسوہ کے شرق میں گڈرے ہندو آباد تھے اور جنوب شرق چلار اور آٹھ آبادی تھی۔

### مولانا محمد علی سونی پتی

مولانا سونی پت کے رہنے والے تھے ہر محرم پر بھائی حسن علی کے یہاں آتے تھے اور مجالس پڑھتے تھے۔ عالم و فاضل متقی منات کے مالک تھے خوبصورت اور خوب سیرت تھے درہم پور سے خاص عقیدت تھی 30 مئی 1947ء کو جب سادات اجڑ گئی اور اخبارات میں خبر شائع ہوئی تو مولانا نے سادات کی امداد کے لئے چند اکٹھا کیا اور سونی پت اور دہلی سے ہڈر پور بس 21 دن بعد روات ہوئے لیکن بلب گڑھار پل کے درمیان سڑک انجم پر ہندوؤں نے شہید کر دیا۔

### عباس حسین ولد مقرب حسین

آفری ایام میں محمد اسحاق سے قربت کی وجہ پاکستان کی آمد سے گھر سے ان کے گھر میں آگئے تھے۔ چڑھتے اور شہید ہمارے تھے چھوٹے کے چچا پم تھے 30 مئی 47ء کو انہیں لایا گیا۔ شاہ پندروں نے انہیں زندہ دھار دیا۔

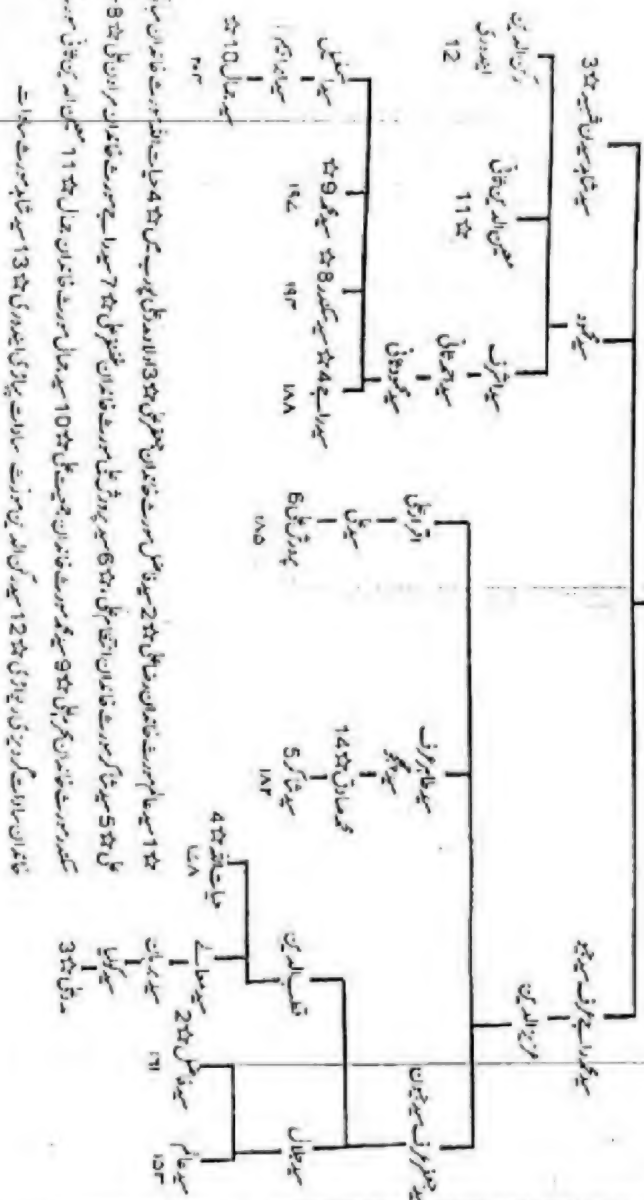
### نصرت علی ولد محمد تقی

30 مئی 1947ء کو تمام سادات مولیٰ نواہین اکٹھی ہو گئی تھیں۔ مولیٰ کی جلی میں ان کے بھائی ابراہیم تھے یا کئی بھوٹا دل دے جاتے تھے۔ اہل دیہات کو کمر چھوڑ کر مولیٰ نواہین میں آگئے تھے لیکن یہ چھاپی مولیٰ میں تھے اور بے قرار پھرتے تھے شام کا وقت تھا والد اباب کی مولیٰ کے سامنے سے گزرتے تو لوگوں نے انہیں گھیر لیا جن میں میں اور مید عباس بھی تھے لیکن یہ جلی دے کر نکل گئے بہت مدت حاجت کی محک یہ کسی طرح سادات کے گھر آگاہوں چھوڑنے پر چارہ ہوتے تھے رات کو یہ اکیلا پتی مولیٰ میں تھے سب معمول فجر کے وقت مسجد میں اذان دی اور نماز پڑھی ان کی رعیت چاروں نے انہیں گھیر لیا یہ مسجد کی چھت پر چڑھ گئے اور جہاز مسجد پر بھی کسی طرح چڑھ گئے مگر "سنگل جہاز" نے جو کچھ ہو گیا تھا ہر شہید کر دیا۔

### شہید بنگالی

سید حسین شہید سہروردی جو قائد اعظم کے بعد دوسری نمبر کے لیڈر تھے ایک مہم ستر کی تھی جو مسلمانوں کو اپنے دماغ میں ہم کر دیتی تھی یہ لوگ سادہ شرفی پنجاب اور بولی بھیل گئے تھے ایک مرد چادر و پور بھی آیا تھا جس نے دو ہائی ہم بنا کر دیے تھے بعد ازاں وہ مرد مجاہد و مگر مسلم سوانمات میں گیا اور ان کو ہم بنا کر دیے۔ آخر کار وہ ہندوؤں کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔ یہ دو ہائی ہم استعمال کرنے کی سعادت مجھے اور محمد رضی عرف سدا کے سپرد ہوئی اور ہم بھائی حسن علی کی جلی کے دو ستر چھت پر نمودار ہو گئے اگر ہندوؤں حملہ آور ہوں تو ہم ہم استعمال کریں کیونکہ سادات بنگالی ستر جاتی مولیٰ میں جٹا ہوئے تھے۔ لیکن کبھی ہم پر حملہ نہ ہوا اور ہم استعمال کرنے کی گواہت نہ ملی۔

(سید احمد) ۹۸



۱۴۵ سید احمد ۱۴۵  
 ۱۴۶ سید احمد ۱۴۶  
 ۱۴۷ سید احمد ۱۴۷  
 ۱۴۸ سید احمد ۱۴۸  
 ۱۴۹ سید احمد ۱۴۹  
 ۱۵۰ سید احمد ۱۵۰  
 ۱۵۱ سید احمد ۱۵۱  
 ۱۵۲ سید احمد ۱۵۲  
 ۱۵۳ سید احمد ۱۵۳  
 ۱۵۴ سید احمد ۱۵۴  
 ۱۵۵ سید احمد ۱۵۵  
 ۱۵۶ سید احمد ۱۵۶  
 ۱۵۷ سید احمد ۱۵۷  
 ۱۵۸ سید احمد ۱۵۸  
 ۱۵۹ سید احمد ۱۵۹  
 ۱۶۰ سید احمد ۱۶۰  
 ۱۶۱ سید احمد ۱۶۱  
 ۱۶۲ سید احمد ۱۶۲  
 ۱۶۳ سید احمد ۱۶۳  
 ۱۶۴ سید احمد ۱۶۴  
 ۱۶۵ سید احمد ۱۶۵  
 ۱۶۶ سید احمد ۱۶۶  
 ۱۶۷ سید احمد ۱۶۷  
 ۱۶۸ سید احمد ۱۶۸  
 ۱۶۹ سید احمد ۱۶۹  
 ۱۷۰ سید احمد ۱۷۰  
 ۱۷۱ سید احمد ۱۷۱  
 ۱۷۲ سید احمد ۱۷۲  
 ۱۷۳ سید احمد ۱۷۳  
 ۱۷۴ سید احمد ۱۷۴  
 ۱۷۵ سید احمد ۱۷۵  
 ۱۷۶ سید احمد ۱۷۶  
 ۱۷۷ سید احمد ۱۷۷  
 ۱۷۸ سید احمد ۱۷۸  
 ۱۷۹ سید احمد ۱۷۹  
 ۱۸۰ سید احمد ۱۸۰  
 ۱۸۱ سید احمد ۱۸۱  
 ۱۸۲ سید احمد ۱۸۲  
 ۱۸۳ سید احمد ۱۸۳  
 ۱۸۴ سید احمد ۱۸۴  
 ۱۸۵ سید احمد ۱۸۵  
 ۱۸۶ سید احمد ۱۸۶  
 ۱۸۷ سید احمد ۱۸۷  
 ۱۸۸ سید احمد ۱۸۸  
 ۱۸۹ سید احمد ۱۸۹  
 ۱۹۰ سید احمد ۱۹۰  
 ۱۹۱ سید احمد ۱۹۱  
 ۱۹۲ سید احمد ۱۹۲  
 ۱۹۳ سید احمد ۱۹۳  
 ۱۹۴ سید احمد ۱۹۴  
 ۱۹۵ سید احمد ۱۹۵  
 ۱۹۶ سید احمد ۱۹۶  
 ۱۹۷ سید احمد ۱۹۷  
 ۱۹۸ سید احمد ۱۹۸  
 ۱۹۹ سید احمد ۱۹۹  
 ۲۰۰ سید احمد ۲۰۰



میر سید حسن رضا نے سید صادق کے ایک اور فرزند "سید محمد" خان بہادر کا بھی ذکر کیا ہے اور حسب ذیل اولاد بھی لکھی ہے

سید صادق — سید محمد — سید جعفر — سید غفر — سید شکوہ — سید شاہ — سید اسحاق

سید دہل — سید سلطان احمد — سید محمد امین — سید علی — سید فرزند علی

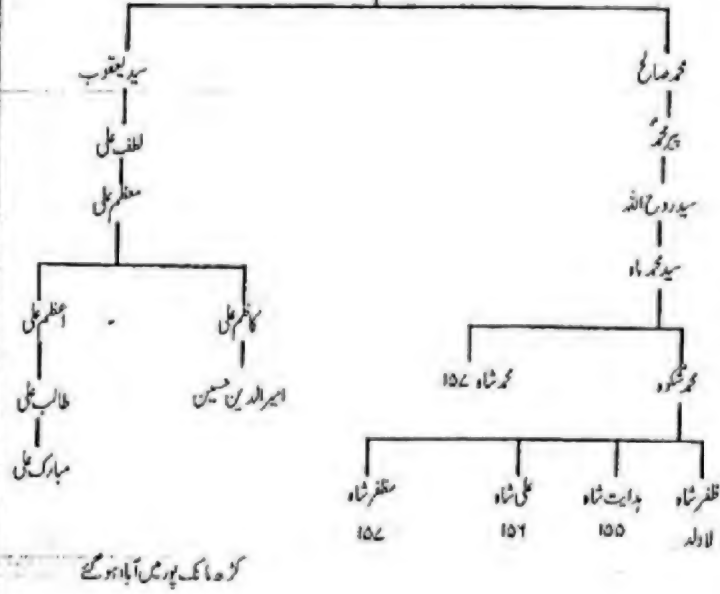
سید وزیر علی — بشارت علی — ان کے بعد ان کی نسل نہیں لکھی۔ یہ لکھا کہ یہ کہاں ہیں۔

نمبر شمار 13 سید شاہ کی نسل رضا میں نے اس طرح لکھی ہے۔

سید شاہ — سید بھیرکا — سید محمد اس کے بعد ان کی نسل نہیں لکھی۔ یہ لکھا ہے کہ یہ لوگ کہاں ہیں۔

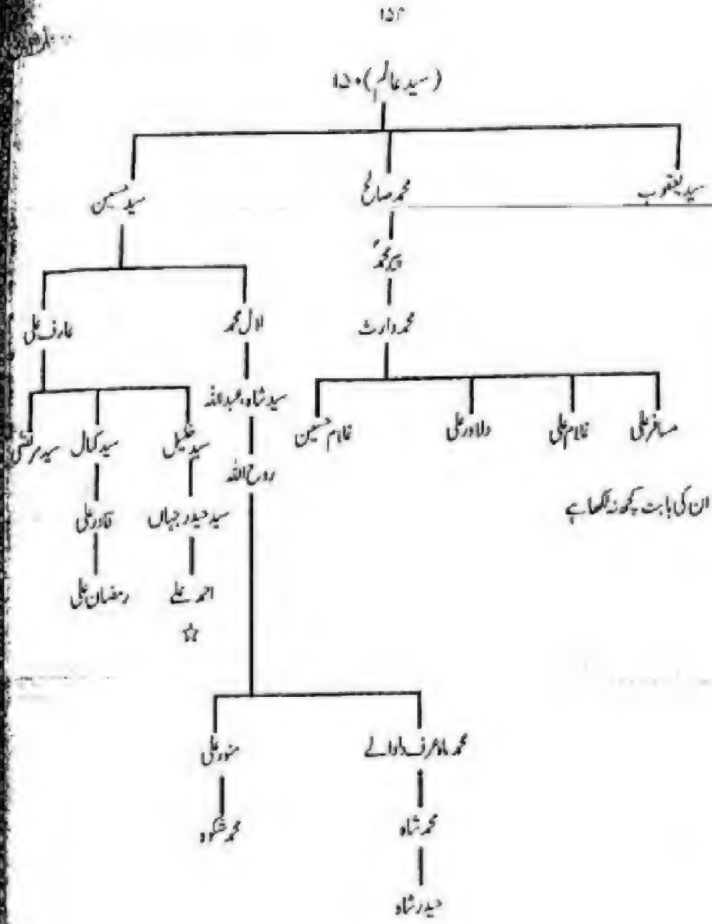
خاندان رضا علی

(سید عالم) ۱۵۰



ہم ایک اور بکد رضا حسین نے سید روح اللہ کے مزید پھر محمد علی کا نام لکھا ہے  
 اور محمد علی کے پھر شتم علی لکھا ہے  
 رضا حسین نے طالب علی کو لادہ لکھا ہے۔

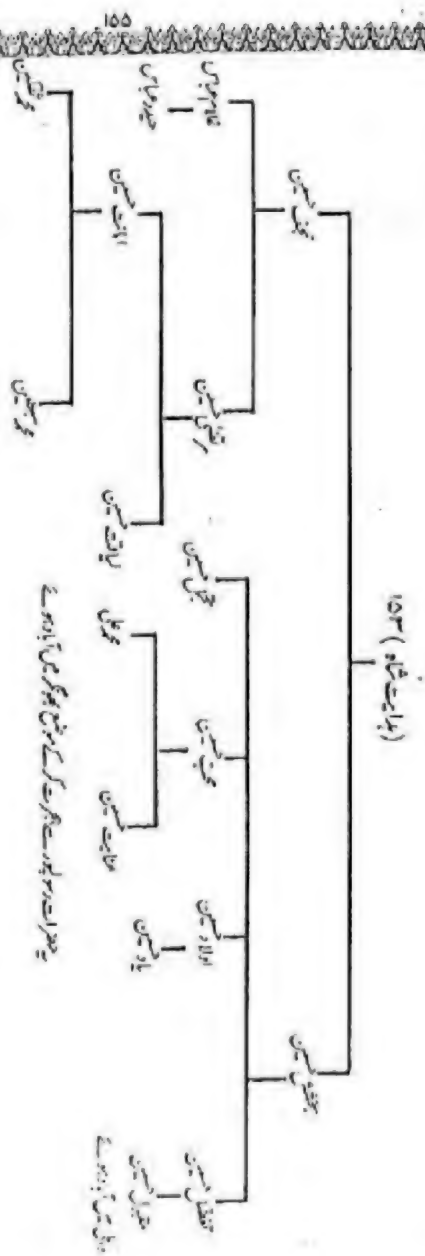
(سید عالم شاہ کا یہ شعروہ جو نور یکارا کے مطابق ہے)



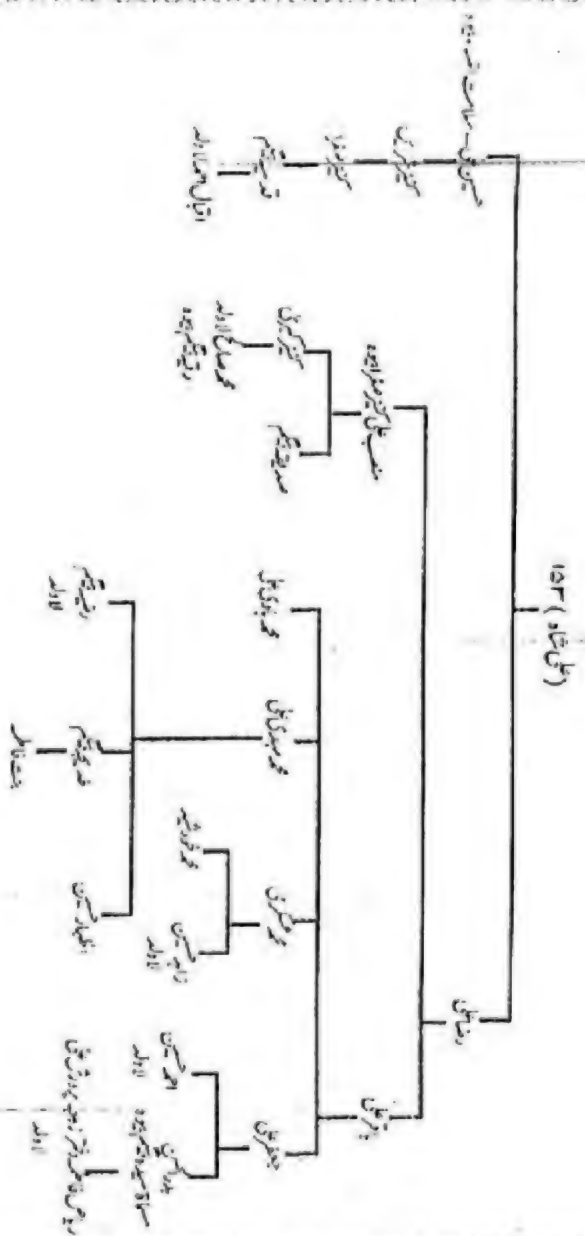
۶۶ صفدر جہاں یا دیدر زماں

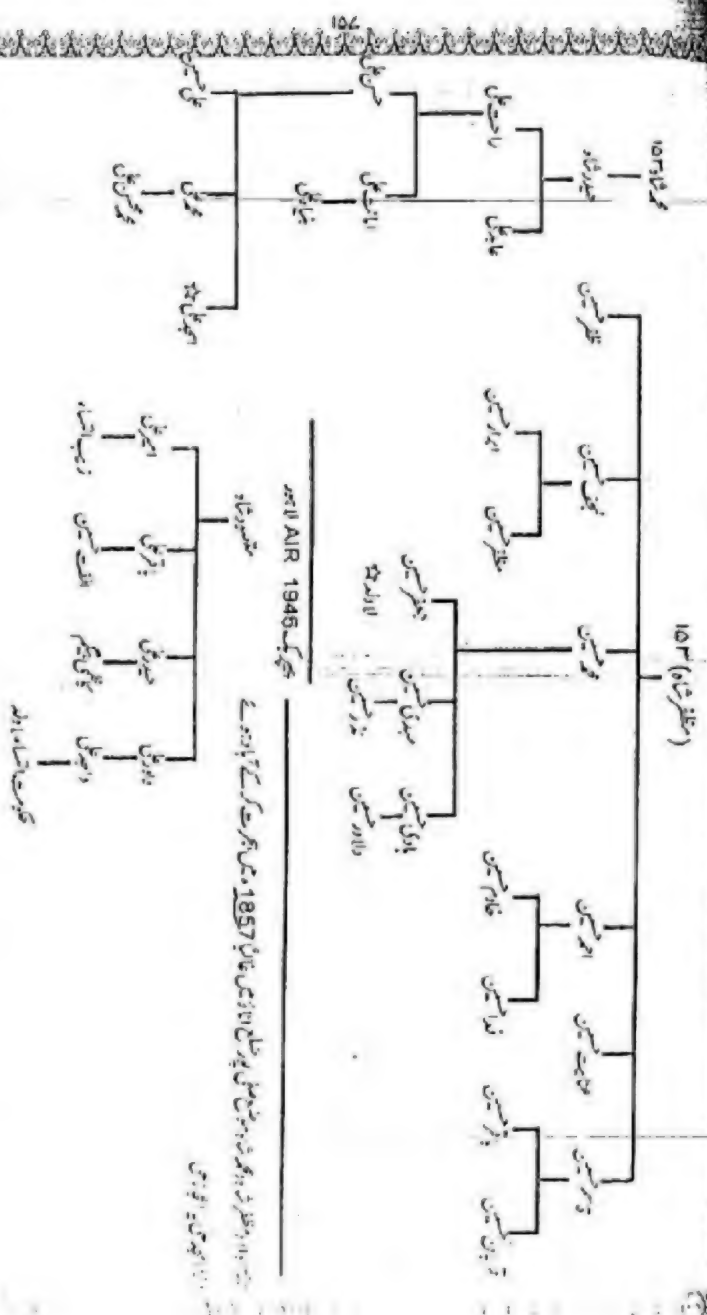
۶۶ احمد علی در قصبہ با تھرس

(سید عالم کا یہ شجرہ رضا حسین صاحب کے مطابق ہے)









## خاندانی حالات خاندان رضا علی

### سید روح اللہ

روح اللہ کے نام سے حلی جگہوں سے گزرا مگر وہ بڑی بڑی دلوں پر اٹھا انٹیشن سید روح اللہ سے منسوب ہے جہاں اس کا مقبرہ اور عظیم مسجد موجود ہے (۵۷ تاریخ گواہی)

### سید محمد شاہ

علاقہ پل اور ہول ۱۷۵۷ تا ۱۷۷۳ درجہ سورج علی والی ہجرت اور کے تسلط میں رہا اس زمانہ میں درجہ نے سادات علاقہ کو بہت مجبور اور مظلوم رکھا اور گاؤں کشتی بند کرادی اسی زمانہ میں یہ درجہ بنگال تک جہاں سکن پل سے کہ وہ درجہ کی سرکار میں "دیس دان" تھا کسی بات پر ناراض ہوا اور اسکو گرفتار کرنا چاہا اس نے محمد شاہ علیہ السلام درجہ پوری سے اپنا طلب کی سید نے مذکور نے حسب ان طلب اسکو کل میں پوشیدہ رکھا تا آخر صاب درجہ میں پڑے درجہ نے معوان کے فرزند کے دست ہاتھی کے پاؤں سے بندھاوا یا مگر اچھی نے ان کو کوئی ضرر نہ پہنچایا اسکی انشاء میں "کندہ بافرش" یعنی بھٹ سید نے مذکور درجہ میں آیا اور اس نے درجہ کی تعریف میں "بیت" پڑھی درجہ نے حالات و جد میں کہہ دیا "نامک کیا بگتا ہے" اس نے درجہ سے کہا میرے "دوسید پترے" یہاں قید ہیں ان کو چھوڑ دے چنانچہ درجہ نے ان کو چھوڑ دیا اور باہر از قہر نصرت کیا اسی وقت سید محمد شاہ نے گاؤں کشتی کا حکم بھی لے لیا۔ (۵۸ حکیم ابی اقامت مسین)

### سید محمد ماہ

سید محمد شاہ کے والد سید محمد "دوا لے" خاندان مغلیہ کے دور میں وزیر مملکت تھے۔ انہیں لعل بازی کا شوق تھا سو نے کانا چایا کرتے تھے ایک مرتبہ دوسو پور پر جانوں نے حملہ کیا تو تنہا کپڑے میں لٹکا ہوا تھا کہ ان کو مار بھگایا سید بخش مسین نواب بھگتی خوج میں کرل تھے بعد میں بھگتی بخش ہو گئے وہاں ایک لڑکی حلی تھیری کی دان کی اولاد ہیں آج بھی ان کے دوسرے صاحبزادے سید لوالہ مسین مہاراجہ سندھ گوالیار کے پنتان تھے۔

### مولانا غلام عباس

انیسویں صدی میں اس خاندان کی مشہور شخصیت مولانا غلام عباس ہیں ۱۸۴۵ء میں پیدا ہوئے مولانا سید حامد مسین لعل

فیضانِ حرم کے والد محترم سے لکھنؤ میں تعلیم حاصل کی اور طبقات الانور معتمد سید حامد حسین میں مبین و مددگار رہے تیس سال مدرسہ دار العلوم حیدر آباد کن کی سرپرستی کی، 1915ء میں روسپور میں انتقال فرمایا انتقال کے بعد چچا جازے جن میں مرزا محمد حسن شیرازی کا (ابن بھی تھا) آدھ ہوئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ آپ درجہ اجتہاد پر فائز تھے لیکن کسی پر ظاہر نہ فرمایا۔ دو سال شاہ کردہ بڑا مکان میں بھی امام جمہور و جماعت رہے مولانا علی نقی سلطانپوری کے آنے پر حیدر آباد کن پہلے گئے مولانا ناصر حسین قبلہ مصر الملک آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ (حکیم لیاقت حسین)

### مولانا امانت حسین

1827ء میں روسپور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم روسپور ہی میں حاصل کی پھر لکھنؤ تشریف لے گئے۔ ریاست دہلی میں مراد علی مقرر ہوئے جہاں آخر تک ملازمت کی آخری وقت روسپور آگئے تھے، بلکہ ایک ہی مرتبہ مجلس پر جمی تھی 3 گھنٹہ تقریر کی اور مجلس پر چھانچے پادش بھی ہوئی روسپور میں کئی نماز پڑھائی فرماتے تھے یہاں کے سادات لڑکیوں کو ان کا حق نہیں دیتے، ان کی صاحبزادیوں کی شادی میں قبلہ مصر الملک مجتہد لکھنؤ سے آئے تھے اور نکاح پڑھایا تھا۔ (حکیم لیاقت حسین)

### حکیم لیاقت حسین

مولانا امام مہاس کے مراد حیدر آباد کن تشریف لے گئے حکیم عبدالوہاب بچنا کے شاگرد تھے، علوم شرقیہ کے ماہر تھے نہایت قابل اور باخبر حکیم تھے ان کے علاج مشہور ہیں 1938ء میں روسپور میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی سید محمد اسحاق اور علی محمد سوز خواں جیسی ہستیاں چل بسیں لیکن حکیم صاحب نے ان کا علاج نہ کیا، میں بھی ہیضہ کا شکار ہو گیا حکیم صاحب نے میرا علاج بڑی محنت اور لگن سے کیا اور میں رو بہ صحت ہو گیا اور کئی اعلیٰ سرخس ان کے صحت یاب ہو گئے تھے، عرض کی تھیں سو فیصد کرتے تھے لیکن ان کے متعلق مفورہ مشہور ہے کہ خالق سے ملا چاہے تو لیاقت کی ردا کر "پہلے کہہ دو پچھلے پھر کہنا" میں رہا ہے۔

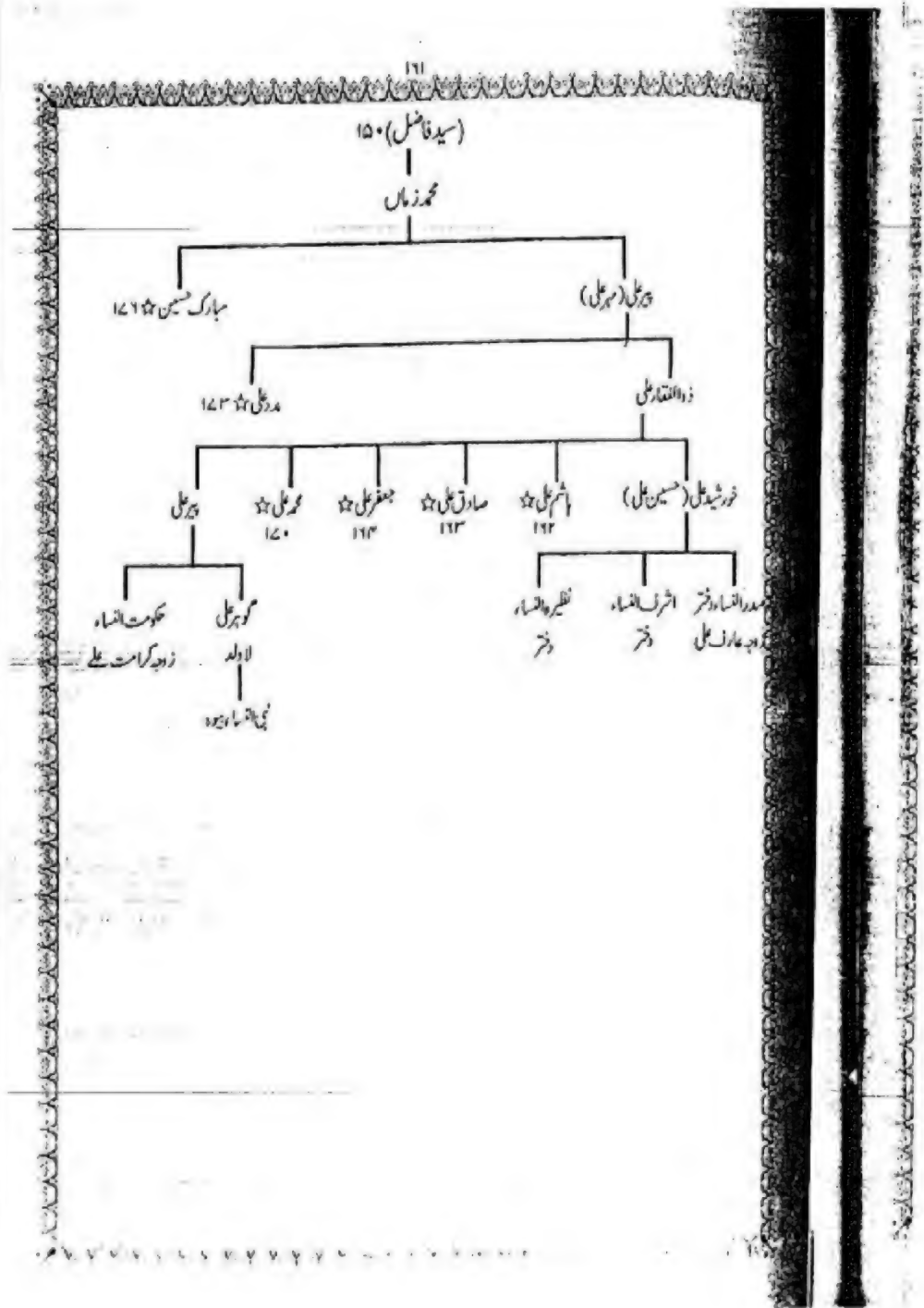
### مولانا محمد بسطین

مولانا امانت حسین کے صاحبزادے تھے، علوم شرقیہ اور علوم عربیہ کے ماہر تھے میٹرک بھی پاس تھے، میرے ساتھی تھے، پاکستان آ گئے تھے اور حویلی مرید شاہ کے ساتھ مکان حفاظت اعلیٰ تعلیم و تہذیب کرتے تھے، سادہ طبیعت سادہ لباس پہنا، دو چار وفد نماز بھی پڑھائی اپنی مجلس بھی پڑھتے تھے۔



خاندان جعفر علی

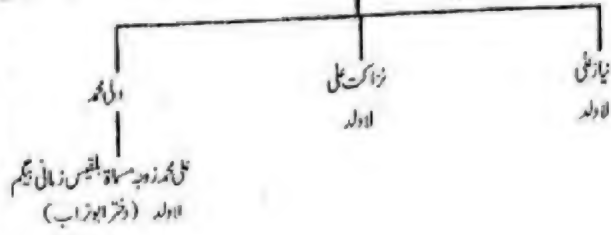




سید الحسن دہکا سید اعلیٰ دہلوی ہیں۔ 1951 میں سید ابوبکر کے پاس بھڑا لے چکے ہیں۔ اب وہ بکر چور ہیں۔ ان کی زندگی بھر کے سب سے بڑے شہوتیں جن میں 1950ء میں بھڑا لے کر ابوبکر دہلوی نے شہر میں رہنا پسند کیا۔

(صادق علی) ۱۶۱

عنایت علی



☆ صادق علی کی بیوی عزیز خانم علی سلطانپوری کی پھوپھی تھیں

☆ صادق علی کی دختر فہم اسرار بیگم علی کی بیوی تھیں۔

☆ صادق علی کی دختر مولیٰ سیدہ عزیز علی سلطانپوری کی بیوی تھیں۔

☆ عنایت علی کی دختر مسماۃ الفیس زماں بیگم علی سلطانپوری تھیں۔

☆ عنایت علی کی دختر حمیدہ بیگم قرب حسین کی زوجہ تھیں۔

☆ علی محمد رسولپوری صاحب ایس کے ساتھ وہاں کرتے تھے ایسے سوز و غم تھے کہ کچاس بے حال ہو جاتی تھی۔

☆ 1940ء میں ہیڈر سے انتقال کیا لاہور فوت ہوئے ان کی جائیداد پاکستان میں مسماۃ الفیس

زماں بیگم کو ملی جو انہوں نے سجدہ امام بارگاہ ابتراب کو وقف کر دی اور فقیر سجدہ کے لئے اسی ہزار روپے دیا

لاہور فوت ہوئیں۔



## امیر علی

نظیر علی ریاست بھرت پور کے راجہ کے مقرب تھے اور راجہ کی وفات کے بعد اسکی جائیداد کا جھگڑا پیدا ہوا اور راجہ کا لڑکا نابالغ تھا اور راجہ چھوٹا ہو گیا اور اسے ہند ریاست منڈ کرنا پڑا تھا نظیر علی نے واسراے ہند کو اپنی وکالت سے کابل کیا کابل کے نابالغ لڑکے کو جائیداد بنا دیا جائے واسراے نے منظور علی سے دی اور نظیر علی کو حکام حکومت ریاست چلانے کیلئے مشیر اور سرپرست ریاست مقرر کیا رانی نے اس مسئلہ میں ایک گاڑی بھر کر اشرفیوں کی ان کو دیں وہ لکھنؤ پہنچ گئے اور اسی رقم سے امیر علی نے شادادہ علی اور مسجد امام بارگاہ بطرز امام بارگاہ حسین آباد لکھنؤ تعمیر کیا اور پور (سویٹس خانہ) تعمیر کیا یہ عمارت یادگار زمانہ جس اور موضع ہو شک آب و سالم اور موضع مینہ کا کچھ حصہ 1857ء عیلام میں حاصل کیا۔ دہلی دوسرے حصے اور صدر دروازہ منقلش چتر کا تھا اور دوسری منزل بھی منقلش چتر کی تھی یہ دروازہ 1947ء کے بعد ہندوستانی نے ایک لاکھ میں فروخت کیا۔

مسجد امام بارگاہ 10-8 طرعیوں اور پانچوں بنیاد پر بنوائے گئے تھے مشرق میں امام بارگاہ پانچ چوٹ اور چاروں طرف تھا جس میں عزاداری ہوتی تھی اور اس کے سامنے ہال تھا جس میں مجلس محرم دارمیں ہوتی تھیں جس میں دہلی اور لکھنؤ کے مسووعا و شریف لاتے تھے ہال کے سامنے محکم تھا جس کے قریب میں مسجد امام اس کا محکم تھا کون تھا اور روضہ خانہ تھا محکم میں امیر علی کی قبریں تھیں محکم اسحاق بھی یہاں ہی دفن ہوئے 1947ء تک مسجد امام بارگاہ آباد رہا۔

تیسری بلڈنگ نوہرہ تھا جو راجہ پور کے گولہ جنوب مشرق میں برساتی لاوازی بنوائی گئی تھی یہ بھی ایک شادادہ اور خوبصورت عمارت تھی صدر دروازہ دو بڑی گیت لکھنؤ کی طرح اور کٹھارہ دوسرے جس کی چھت پر چوندہ پلٹا اور باری عمارت بنائی گئی تھی جنوب میں کٹھارہ دو بڑی محکم دار مکان تھا۔ اور تین اطراف میں کمرے اور برآمدے تھے نوہرہ کے محکم میں مشرق اور مغرب میں چاندروں کے لئے پختہ عمارت بنائی گئی تھی اور درمیان میں کونوں اور محوروں کے لئے چادہ کے لئے لگا دیاں، چاندروں کی کثرت تھی اس میں محمد اسحاق اور محمد اسماعیل آباد تھے۔

چوتھی بلڈنگ جو امیر علی نے بنوائی وہ نیکل بنانے کے عوض اور کونیں تھے یہ عمارتیں سو پور، سلطان پور، چنگڑ اور مینہ میں تھیں اور ہانسی حصار میں تھی یہ سب کارنامہ امیر علی نے سرانجام دیا اور نظیر علی بدستور راجہ کے سرپرست رہے۔

## امیر علی

امیر علی لکھنؤ تھے ان کی دو بڑی محکمیں تھیں جن میں سے پہلی بڑی محکمہ لکھنؤ کی تھی جس کا نام لکھنؤ کا امیر علی تھا۔ کان پور پر کھڑا ہو گئے۔



## محمد اسحاق

ایک نامور پرکشش شخصیت اور آن بان کے مرد تھے مگر سوانح کا شوق تھا، ابا ایسے کہ بھائی اختر عباس نے دو پور کوٹھی قبر شروع کی، جس پر حیات ملی مانع ہوئے اور ایک پہاڑوں تھا، جس کو دو دروازے بنایا کرتے تھے مقابلہ کیلئے بھیجا تاہم خبر ہو گئی تو فوراً بازار میں بیٹھے ہوئے پہاڑوں پر حملہ کر دیا، میں، احمد حسین دروازہ شکوہ (عمروسی) بھائی اختر اور محمد ذکی کی بیٹی کے لئے اور اس پہاڑوں کو حیات ملی کے مگر تک پہنچا دیا، واضح ہو کہ حیات ملی سے ان کا بہت قریب کا رشتہ تھا، چلی انسان تھے، عبدالوہاب مغلتر حسین اور محمد اسماعیل طوطی سے، شہنشاہ راجہ کی اور شکار پر بھی ساتھ جاتے تھے، فسانہ سالان کی طبیعت تھی، میر عباس کرکے مستحق تھے اور دروازہ شکوہ سارا خاندان کے ششماں پر ان کی صحبت کا زور، مگر سوار ایسے تھے کہ ان کی گھوڑی لکھائی میسے سے جو بھائی دو پور میں کھڑی تھی، گاڑیوں کو بھانگی ہوئی نو بہرہ پہنچی، جس پر یہ سوار تھے۔ مشتاق راقبال کی مسلمان کی رسم میں جب یہ دونوں بھائی دواہا بنے مگر کے دروازہ پر پہنچے تو گھوڑی نے پیچھے کھڑے ایک 15-16 سالہ جو جس محمد ہندی کے لڑکے کے سر پر لات لاری جس سے دھڑکیا۔ میر کے خبردار بھی تھے جس سے انہوں نے استغنی دے دیا اور بھائی حسن علی نے اپنی سالم جائیداد ہو شکوہ آباد میر عباس کے نام کر دی اور ان کو خبردار کی دلا دی، 1944ء میں حیات سے انتقال کیا۔

## حسن علی

میرے ۷۷ بہنوئی تھے انہوں نے بھی تھارے اور اپنی حویلی کے درمیان تھادی سر زمین پر بیٹھک بنوائی تھی، جس میں امام عرم میں لکھنؤ دھلی سے ملا، آ کر ظہر تے تھے اور میری والدہ اپنے ہاتھ سے ملا، کے لئے اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتی تھیں۔ خوش وضع اور چلی انسان تھے۔ یہ سارا خاندان ماہ جون 1947ء میں پول سے ہی شگری (ساہوال) کے چک نمبر 4 میں جہاں بھائی حسن علی کے سالے اے ایس آئی تھے جا کر آباد ہو گئے۔ اس خاندان نے ہندوؤں کا کوئی مکان نہ لایا، کرایا۔ پھر پورہ گیٹ کے باہر سید رمضان شاہ مگر دہری سے ایک مکان کرایہ پر حاصل کر کے اسی میں کھوت اختیار کر لی اسی حال میں محرم آ گیا تو اسی مکان میں عباس لڑا، شروع کر دیں۔

پھر ممتاز آباد میں ایک ہی ڈاک میں چلات لائے کر ان کا ذات قبر کیے اور اب تک اگلی اولاد اپنے آباد اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مجالس محرم، مجلس سید الشہداء، پر پا کرتے ہیں اور ملک کے نامور واعظین کو بلاتے ہیں، دستر دہراشی کے تھارہ میں میر عباس صاحب اور وہی عباس صاحب نے نو دھراں اور زہرہ محمد میں مذہبی جائیداد غیر مسلم لائے 15 مئی 1957ء کو حسن علی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ ان کی تمام اولاد اعلیٰ تعلیم یافتہ اور باشعور ہے سید عباس راہ پٹنڈی میں پروفیسر تھے مدت عباس ایم اے ایڈووکیٹ ہیں۔

۱۶  
- محمد اسماعیل کی ایک ہی صاحبزادی تھیں جو اقبال احمد کے گھر میں ہیں، محمد اسحاق کے  
مشتاق احمد اور اقبال احمد دلا کے اور ایک مشیرہ جو مہاسی کے گھر میں ہیں، یہ دونوں بھائی مرزا جبار علی شخصیت ہیں۔ اقبال احمد بہت  
خوش مزاج اور با ذوق تھے اور مشہور شعرا مانیس درویش، غالب، میر تقی میر دیگر شعرا کے اشعار زبانی یاد تھے اپنے اسرار پر مہل طبع بھی  
شکر کی نذر ہو گیا۔ امیر عباس، مظہر عباس، سید عباس، مہاسی عباس بھی اسی مرض میں جان بحق ہو گئے۔

### اظہر عباس

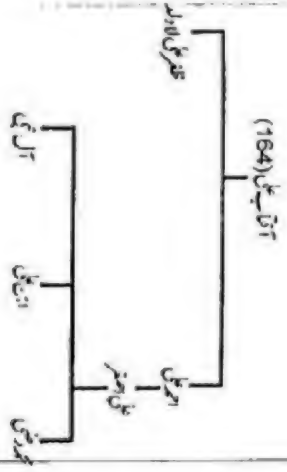
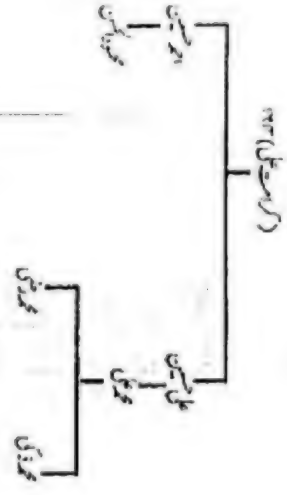
ایک اے تھے اور حصولِ اراضی اور آباد کاری میں سارے خاندان کی خدمت کی "بھری مظل میں خاموش بیٹھا دیتا گلن تھا کر  
اپنی دہی سکر اہٹ کے ساتھ خاموشی سے سب کی خوشیاں اور دکھوں کو اپنی جھولی میں بھرنا دیتا وہ سب کے لئے جبار دھرتی سے رزق  
اکام دہا اور خود مٹی کی زینت بن گیا، وہ ایسا سواہی تھا جس کی ساری زندگی باوقار مہاش کا علم اٹھاتے گزری اور فرزند بچاے ختم ہوئی  
وہ مٹاؤس کے دستوں اور تابیوں کے پینے کو گلاب سے مٹھ کر تار لعل کی سیوا کرتا، علامہ کی ناز برداری کرتا وہ مسین کا فقیر تھا وہ ہمارا بھائی  
تھا ہم سوتے وہ جاگتا"

سایہ گلن ہے پرچم مہاسی یہ اپنی نسل میں عالی حسب تھا  
کیا شرف۔ جو عباس اظہر حیرا یہ اپنی اصل میں عالی نسب تھا  
آج مسکن دہان اظہر حیرا اظہر مہاسی نقوی با ادب تھا "شربت مہاسی"

ابھرتی شام کے سائے میں چاند ڈوب گیا ابھی تو اسکی ضرورت تھی گھر کے آنگن میں  
ابھرتی صبح کی کرنوں میں کھو گیا ہے گلاب ابھی تو اسکی بہک تھی چمن کی رہائی  
مگر وہ آج بھی زندہ ہے روشنی کی طرح میر نگاہ میں اظہر ہے روشنی کی طرح "اقبال شدہ"  
اسکی زندگی کا ایک اور روشن پہلو ہے وہ بے شک چہرہ لیس میں تھا اپنے وقت کا بھابہ یونہی روش کا ہیست اعلیٰ، فٹ بال کا بے شک کھلاڑی

### اقبال

اقبال منہ تھا اپنی کثیر اراضی کے علاوہ محمد اسماعیل کی کثیر جائیداد بھی انہیں ملی۔ سید عباس نور جان ایم اے پی ایچ ڈی تھے  
پرویسر تھے اور پٹنڈی میں بالی پاس کے دارن علی اقبال ہو گیا جس دن مہاسی کا لہان میں انتقال ہوا سید عباس کا اور پٹنڈی میں بالی  
پاس آج پٹنڈی ہوا اور پٹنڈی کے دارن علی وہ اپنے نالقی مطلقیت سے نبٹا اور اس طرح ایک ہی دن میں اسی گھر کے سارے جنازے سامنے



سید آفتاب علی اور سید کریمت کی اولاد بھال انٹر عباس کی کوششوں سے قصبہ مزل مکان میں سیٹل ہوئی، میں علی ایمن علی اور ان کے بچوں کو لیکر قصبہ مزل پہنچا تھا، چار دیواری پر ٹکس مزل کے نشی نے سارے رکازات قصبہ کی چابیاں ہمارے سپرد کر دی تھیں۔

## جے اللہ دے

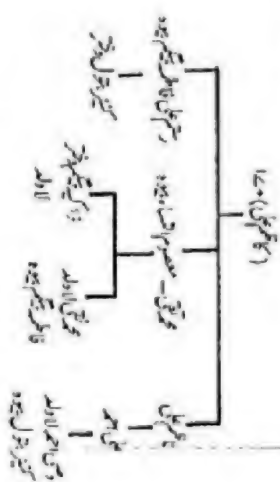
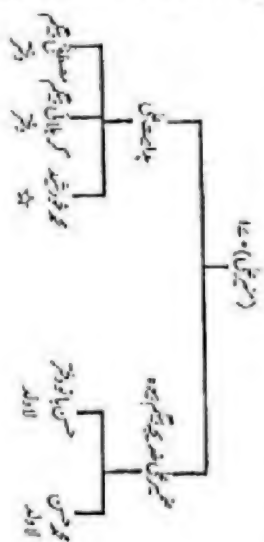
محمد ذکی نے محمد خورشیدی ہمشیر دے محبت کی شادی کی تھی، محمد خورشید اللہ نے مصطفیٰ بیگم اور کر بائی بیگم ان کی بیٹیاں تھیں، مصطفیٰ بیگم کے سطل سے سہدی سن چکے تھا جو خریف لکھن کا بیٹا تھا جس کو اپنے باپ کا ترکہ ملا وہ بھی نابالغ ہی فوت ہو گیا اس کے ترکہ پر مصطفیٰ بیگم نے محمد ذکی اور خاندان محمد علی کے مابین مقدمہ بازی شروع ہو گئی انتقال دراثت مصطفیٰ بیگم کے حق میں ہو گیا اسی اثنا میں میری نائی کے ترکہ پر خاندان بند علی سے مقدمہ بازی شروع ہو گئی تھی والد مرحوم انجی دی سی کشنر انبالہ کو رشوت دے آئے تھے میرے والد کے انتقال پر بھائی ظفر عباس بیرونی کے لئے انبالہ مجھے تو مصطفیٰ بیگم کا کس بھی فیصلہ کن مرحلہ میں تھا۔ والدہ کی کوشش بھی مصطفیٰ بیگم کے حق میں فیصلہ میں صرف ہو گئیں اور ہم ہار گئے اور مصطفیٰ بیگم جیت گئی اور پاکستان بن گیا یہ دونوں بیٹیاں اور محمد خورشید مزل بھی قصبہ مزل میں سیٹل ہوئے، کر بائی بیگم بھی والد فوت ہو گئی اور محمد خورشید بھی اور مصطفیٰ بیگم بھی فوت ہو گئیں جن کے سطل سے علی نقی ہے وہ اسی سارے ترکہ کا وارث ہو گیا اور بعد ازاں محمد رضی بھی فوت ہو گئے اور اسی لئے محمد خورشید اور مصطفیٰ بیگم اور محمد رضی اور محمد ذکی کے ترکہ کا تہوار علی نقی بن گیا، اسی کا ہم اس لئے رکھا گیا کہ اسکی پیدائش کے وقت علام علی نقی صاحب مجتہد لکھنؤ سو پورہ قشر لکھ لائے تھے محمد ذکی بڑے عابد اور کافی وقت دعاؤں میں گزارتے یہ شاید انہی کی دعاؤں کا ثمر تھا۔

## چاروں بستیاں کی پہلی ڈاکٹر

ابن علی کی صاحبزادی ہماری چاروں بستیاں میں پہلی ڈاکٹر ہیں، انشتر میڈیکل کالج مکان سے ایم بی بی ایس کیا، مدد رس کے صاحبزادے سے شادی ہوئی اور 1950ء میں انگریزوں کے سیٹل ہو گئے۔







☆ مصطفیٰ نجم نے ۱۹۹۹ء میں غازی پور کے ساتھ شادی کر لی جس پر چار سنین: غیر ویدہ یوں سے  
مقدمہ بازی ہوئی لیکن بیعت، والدہ ویدہ کی سہ ماہی کر کے مل گیا، یہ والد صاحب کی بہن باقی تھی۔  
☆ محمد فرید، والد تھے ان پر ہر وقت باہر سے ہمارا دروازہ بند تھا، یہ پاکستان میں آئے تھے اور  
قیصر، برلین میں فوت ہوئے ان کی جائیداد ان کی بیٹی کی اور کریم باقی سہ ماہی کے  
بعد ملتی وارث ہو گیا۔

☆ وہاں سنین کا لاٹھیا ہاں مزدور سنین کا نظیر سنین، انھوں نے سنین وزارت سنین کا سینیٹر  
جہاں ایوان انجمن ہاں کی دختر ان جہاں سنین کے چھوٹے سنین وہ، سنین پیر ان جہاں

☆ ۱۹۹۶ء میں کٹر بول چہ، دختر رحیم علی جہاں سنین کے کوٹہ میں آئیں ان  
کی شادی کر کے باہر لاہور ہوئے، یہ مقدمہ بازی ہوئی ان کو بیعت دختر رحیم علی  
جائیداد ملی، والد صاحب نے چار سنین کی دعا کی



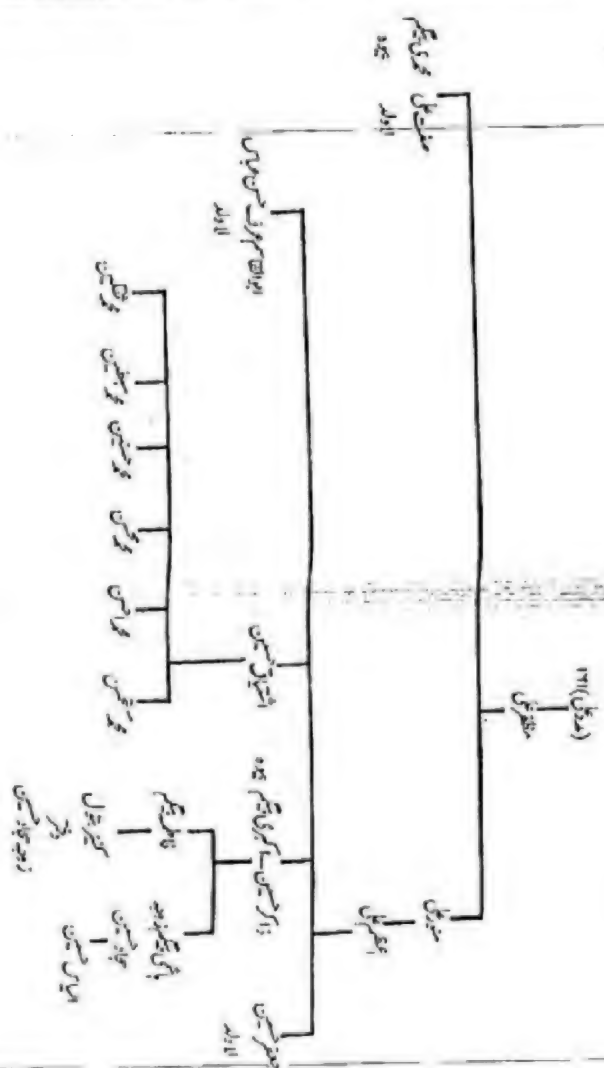
## مولانا محمد فاضل

1910ء میں راولپور میں پیدا ہوئے، مصوبہ کالج میرٹھ سے مولوی فاضل کی ڈگری حاصل کی "سند مولوی" ہم سے پوشیدہ قلمی نہایت سادہ سنجیدہ اور دشمن طبیعت کے مالک تھے۔ 1939ء میں جب مجھے ہندو سائیر کی خوش چاہ یہ گھر سے چھڑائی کڈا کر لائے مجھے کھلائی اور میں صحت یاب ہو گیا۔

مہجرات شہر میں سہل ہوئے، منظر آباد مکان میں پہلی دفتر مہاس نے اور اضی آلات کر لی محمد قاضی، محمد کمال، محمد رضا، محمد حیدر، مہراں ہیں، منقلہ خاتون دختر ہیں، سید محمد حیدر نے لاہور سے پی ایچ ڈی کی ڈگری کی اور امریکہ جاکر ریڈیکل میں ڈگری لی اور امریکہ میں سہل ہو گئے۔

مولانا فاضل سے میری خط و کتابت قلمی آخری وقت میں مجھے مہجرات سے خط لکھا جس میں موجودہ راولپور کے حالات اور اپنے چشم دیدہ واقعات لکھے ہیں۔ 11 مارچ 1981ء بروز بدھ مہجرات میں انتقال کیا ان کی بیوی مصطفیٰ بیگم بنت اکبر علی سلطانپوری اور دارا کی بیگم کی بیوی والدہ عالیہ بیگم پوروش علی چنگوڑی کی بیوی شہرہ بیگم، ان کی بیوی فدا بیگم چنگوڑی کے خاندان سے تھیں، نانی کا نام بیگم اللہ بیگم تھا اور نانا میوڑ علی چنگوڑی تھے۔





## لیفٹیننٹ کرنل مسکین

(انٹرویو: 1981-01-06) 14 نومبر 1913ء مطابق 19 ذی قعدہ 1331ھ دوسلوپور پیدا ہوئے والدہ بنت خاتون دختر دانش علی زیدی چکوز، نانالی صالحہ بیگم دختر عظیم شاہ خاندان مولانا علی نقوی سلطانپوری، رادی فضیلت السیما دختر آفتاب علی۔ ابتدائی تعلیم دوسلوپور چکوز، فریڈ آباد سے حاصل کی، 1932ء میں انیسویں کالج سے بی اے کیا کاشتکاری سے تعلق آکر 1934ء میں 11/14 پنجاب رجسٹ انڈیا آرمی میں بطور سپاہی بھرتی ہوئے بعد میں کمیشن مل گیا 10 ستمبر 1939ء میں جنگ عظیم دوم کے آغاز پر مصر کے محاذ پر دسمبر 1940ء تک جنگ میں شریک رہے، مصر، لیبیا، ماریکی، ٹیمریا، سوڈان، اسی بنائے شمالی لینڈ کے محاذ پر رہے، اسی دوران 1940ء میں والد صاحب کا انتقال ہو گیا، پھر ایران، آسام، برما کے محاذ پر چلے گئے اور بطور کمیشن کام سرانجام دیا، برما کے محاذ سے 1946ء میں واپس بریلی آ گئے اس وقت صحیح تھے۔

گزشتہ مئی نو دسمبر 1946ء میں ہی گورگنہ، دیو ات، پٹول، گڑھ، مکینو وغیرہ میں خدمات شروع ہو گئے تھے اور تقسیم ہند کا عمل شروع ہو گیا تھا، آپ نے پاکستان کو ترجیح دی، بحیثیت کپتان آپ کا تدارک راولپنڈی ہو گیا، بعد میں منجھوہ گئے اور پھر کرنل بن گئے اور 1963ء میں بحیثیت لیفٹیننٹ کرنل ریٹائر ہو گئے، جمعہ 9 شب 26 مئی 1407ھ مطابق 31 اکتوبر 1986ء مکان میں انتقال ہو گیا۔

## خدمات

1947ء میں بریلی سے پاکستان جاتے ہوئے پٹول آئے جہاں سادات دوسلوپور چکوز کر قیام پذیر تھے، سلطانپور سے ذہین الدین پٹول اہل سلطانپور کو نکالنے کے لئے آئے ہوئے تھے آپ اپنے کھنڈوں میں کوئٹہ سلطانپور پہنچے، اس وقت اہل سلطانپور راجہ امر مسین کی قلم بند حویلی میں محصور تھے سارے مرد عورتیں ان سے چٹ گئے دوسرے دن آئے کا وعدہ کر کے واپس پٹول پہنچے اور دوسرے دن اپنی رجسٹر کے کھنڈوں میں اور فوجی گاڑیاں لے کر سلطانپور آئے اور سارے سادات کو سوار کر لیا براستہ بدولی روانہ ہوئے راستہ بندوں نے راجہ مسین چور تو ذکر پائی سے سے بھر دیا بدولی جہاد اور کوشش سے عالم خوف اور وحشت سے نکال کر پٹول لے آئے۔

آپ کے بھراؤ جی احمد ان کے سرور آل احمد بعد اعلیٰ و عیال اور خود ان کے برادران اور اہل و عیال دہلی سے راولپنڈی بذریعہ سڑک پاکستان آ گئے۔ یہ ان کا کارنامہ ہے اور اہل سلطانپور ان کے ممنون احسان ہیں، انہوں نے مکان میں 3 سال ردا

۱۸ بجے کی کوئی اٹاٹ کرائی جس میں یہ خود اور برادران و باش پڑے ہیں، شاہ نال کو حراں میں غنچہ ارضی 18 سر بدالات کرائی جو بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ آباد کرائی۔

### اولادیں

حسین مستحسن میجر تھے والدہ کے انتقال کے بعد ویاہرت منت لے لی اور بہت کامیابی کے ساتھ امیری فارم و زرعی فارم چلا رہے ہیں۔ دوسرا اکا کاظم مستحسن فوج میں بریگیڈر ہے نہایت لائق فائق افسر ہے انکی ترقی کے بہت امکانات ہیں، تیسرا لڑکا قتی مستحسن پاکٹ ہے لڑکیاں بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ڈاکٹر ہیں۔

### اشتیاق حسین

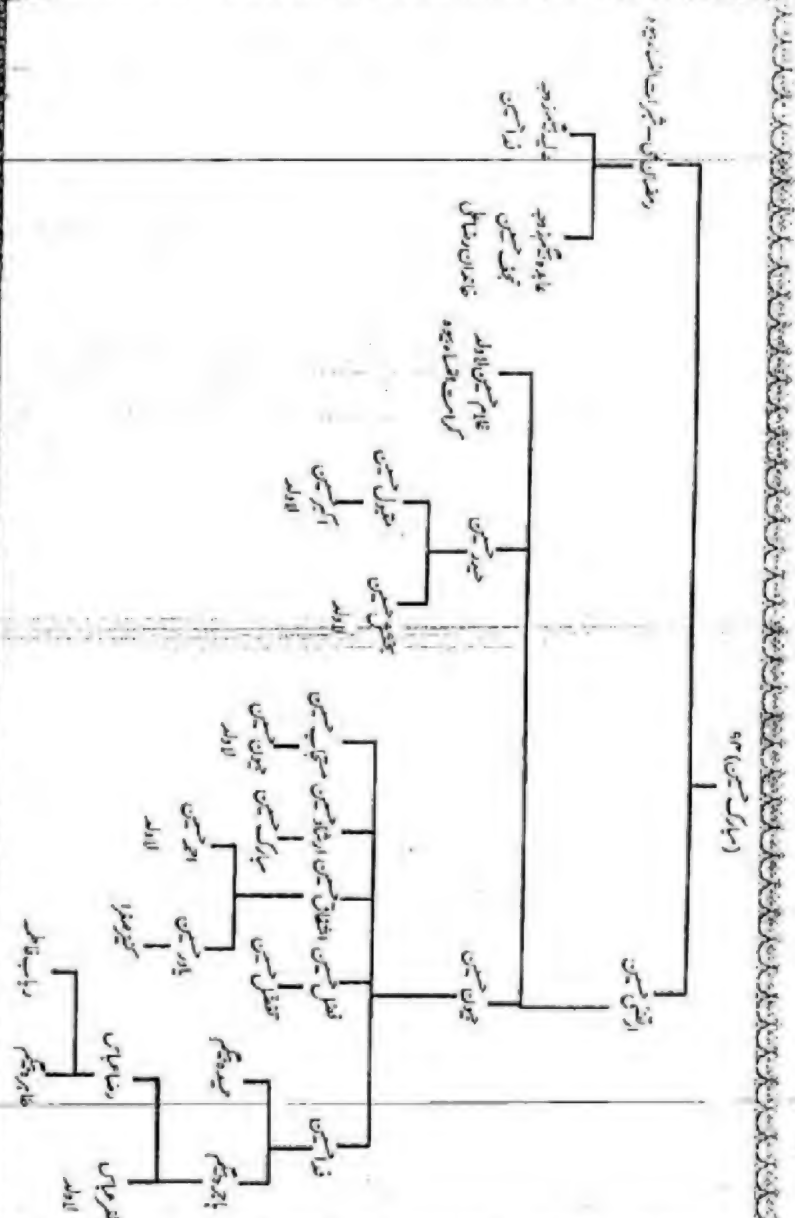
فرید آباد میں پڑاوی تھے، مرثیہ خوانی میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے خوشی کے گھر اور بنگلہ ہر جہاں چاروں بستوں کا اجتماع ہوتا تھا اور دیگر مسلم و غیر مسلم مجالس میں شریک ہوتے تھے مرثیہ خوانی کرتے تھے دہلی اور لکھنؤ کے مرثیہ خواں بھی ان کے فن کو تسلیم کرتے تھے۔

محمد اس روپور اور ملتان میں پر سوز آواز سے نوحہ خوانی کرتے محمد حسن بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر مرثیہ خوانی کرتے تھے، نیم امر و بولی ان کے طرز خطابت سے متاثر تھے۔

انہوں اس خاندان کو بھی شوگر ہوئی، محمد اس، محمد حسن، محمد حسین جیسے جواس سال کو جواس کو کھائی۔

اشتیاق حسین نے روپور میں حویلی تعمیر کرائی جو چند عاید تھی۔





## شجرہ نسب ظفر عباس، رضا عباس

سید مصین الدین کے سید چچا کے نواسہ علی کے سید علی کے دادا عبدالغفار علی دادا سید بیوں حسین سید علی حسین والدین یہ لوگ دراصل حادہ پور دیارے جہاں کے پار جو پہلے سلطان پور کی حدود میں تھا کے تھے۔ بعد 1857ء میں غالباً: والد عبدالغفار علی رسول پور آ گئے اور بیوں حسین کے دادا بنے۔ ظفر عباس زمیندار کی اور رضا عباس تجارت کرتے تھے۔ ظفر عباس دادا اور رضا عباس سید احمد حسین کے دادا تھے ان سے ایک لڑکی طاہرہ بیگم تھی جو طاہرہ حسین والدہ شمس الدین حسین سے شادی شدہ تھی دوسری لڑکی رباب کا طریق۔

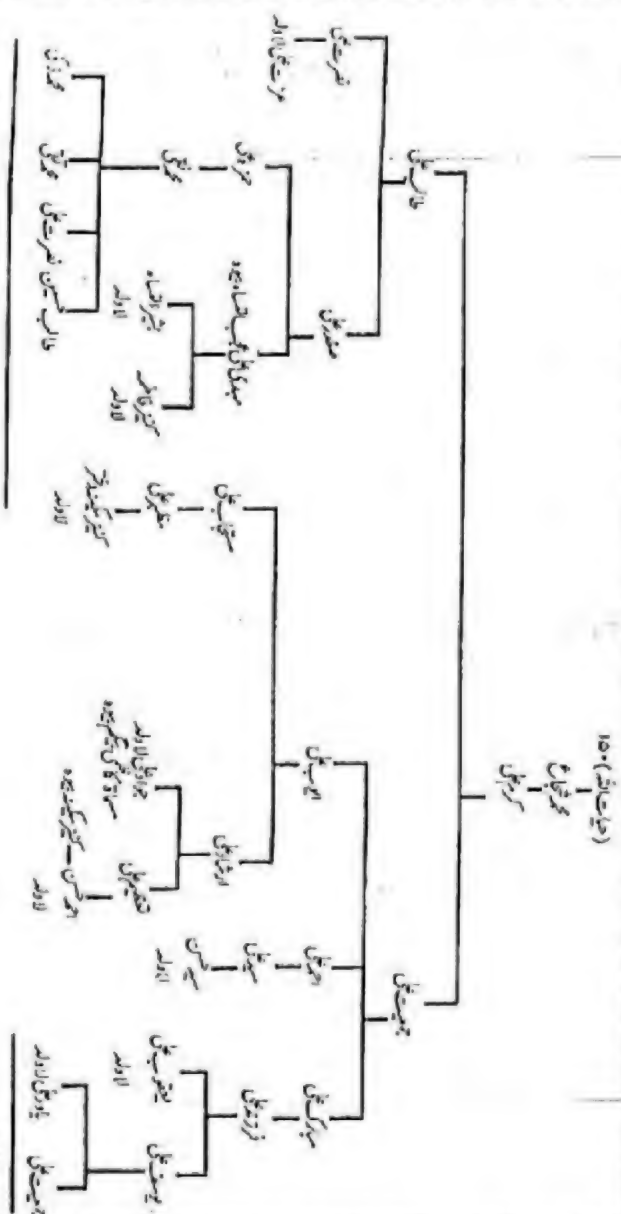
## پیتان تفضل حسین

گوالیار ریاستی فون میں پیتان تھے، اکثر گھڑوں پر رسول پور آتے تھے، ان کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ آگرہ میں تاشی نور اللہ شہزادی علیہ الرحمۃ کے حوالہ پر بڑا طویل و عریض پنڈال بنوایا تھا جو ہے کی چاروں اور گاڑوں اور ستونوں پر بنایا گیا تھا اسی میں ہی سہ روزہ عباس ہوتی تھیں جس میں ہندوستان کے ہندو ملا و شرکت کرتے تھے اور عباس پڑھتے تھے، یہاں 20/25 ہزار کا مجمع ہوتا تھا یہاں علی بلکہ جسر حسین جتہ علیہ الرحمۃ کی قبر ایک حجرہ میں بنائی گئی تھی جنازہ لکھنؤ سے آیا تھا جس میں بڑوں لوگوں نے لکھنؤ سے آکر و تک پیدل سفر کیا تھا، یہاں پیتان صاحب نے اپنی قبر بنوائی تھی اور اسے قسمت موت کراہی میں آئی۔

دوسرا کارنامہ یہ ہے کہ رسول پور میں سردار امام بادشاہ بنوایا تھا جس میں مصداق علی کی بیٹیک اور محسن بھی شامل کر لیا تھا، یہاں شاعر عباس جیلیم سید الشہد علیہ السلام ہوتی تھیں، جس کی روشنی پیتان صاحب ہوتے تھے۔

## سائیکل بندوق و کلاہتی

اس امام بادشاہ میں دفعہ دار احمد حسین نے رہائش اختیار کر لی تھی یہ گوالیار فون میں دفعہ دار تھے، رتنا رمنٹ کے بعد رسول پور میں آکر جم و اجہ و جمہاں سیکر شائع کوڑ گانوہ کے مقرر ہوئے اور اپنی سائیکل پر سارے شائع میں تحفظ پر بند و چمڈ کرتے ساتھ بندوق بھی ہوتی تھی۔ بندوق و سائیکل کی نہایت مدد و معاونی دیکھتے تھے میں اور سید محمد کوڑ ان کے ششی تھے جو ان کی کارگزاری مابانہ و پورٹ تیار کرتے تھے، پیتان تفضل حسین کی عدم موجودگی میں سبکی عباس کی روح رواں تھے۔ انہوں نے ایک فٹ اونٹنی کا بھتی کو ملازم رکھ لیا۔ فٹ اپنی کتاب میں رہتا اور کلاہتی ان کی خدمت کرتی۔ ان کے علاوہ کلاہتی کے ایک بچے سے بھی مراسم تھے۔ کلاہتی سے ایک لڑکی تھی، اپنے نہیں کسی کی تھی اور اب کہاں ہے۔



۱۹۴۷ء کا دورہ لہور میں شہید ہو گئے۔

## جمعیت علی، یاد علی

دلوں بھائی پابند موسم مسلاوت تھے جمعیت علی راولپور میں ذمہ دار کرتے تھے ان کا کھلا (تالاب) مشہور ہے، یاد علی ان سے ٹیکہ دنا چاہتی تھی وہ سے دکان کرتے تھے اور اسی میں ان کی رہائش تھی، ان کا بہنو محمد زاشہور ہے جسے وہ اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے تمام عمر شادی نہ کی۔

مورخ 30-05-1947 جب راولپور کے سادات نے ہجرت کی تو یہ دلوں بھائی شجاعت علی کے پاس جو جرنل ہیں کوارٹر دہلی میں فوج میں ملازم تھے آگے اور انہی کے ساتھ 18-09-47 کوراولپنڈی آگئے اور اپریل 677 رحمت پورہ میں رہائش اختیار کی، مداخلات کمرہ کاک، سپہیان، ڈھمک، کشمیر تحصیل راولپنڈی میں اراضیات حاصل کی جو نہایت قیمتی ہیں، اس کے علاوہ لی 768 سو اکن پورہ سٹیشن ڈائن میں 0371 اور چھاپی علاقہ میں 1302 H302 تعمیر کیے، شجاعت علی ہر جمعیت علی نے ریٹائرمنٹ کے بعد تجارت شروع کر دی، یاد علی لا ولوفت ہو گئے۔

## نذیر ابن سکینہ

دلوں بھائیوں کا راولپنڈی راولپور کے ساتھ جابہ بان تھا، اس لئے کثیر کینڈر مقرر علی بنو احمد حسین جب لا ولوفت ہوئی تو نذیر دار مسین کی بیٹھک میں مولانا حسین الحسن، صاحب مسین اور قاسم علی مولانا نذیر حسین نے منصوبہ بنایا کہ جمعیت علی، یاد علی کو ترک نہ کیا جائے، مولانا حسین اور نذیر حسین کی بھوپھی کاظمی بیگم بنوہ جوا علی تھی 1945ء میں فوت ہو گئی تو دلوں نے جائیداد کا تازہ کارا منصوبہ بنایا کہ طالب مسین جو کہ کینڈر کے شوہر تھے اور ان کی پہلی بیوی سے نذیر حسین لڑکا تھا کو کثیر کینڈر کا لڑکا ثابت کر کے تمام اراضیات ملا دی جائے چنانچہ کثیر کینڈر اور کاظمی بیگم کی جائیداد پر اسی پارٹی قاسم علی اور بھائی اختر عباس میں اور محمد ذکی، محمد منشی نے نذیر حسین کا قبضہ کر لیا، کیونکہ قاسم علی اور سارے لوگ ان کے دھرم خوردہ تھے، انتقال وراثت کینڈر کینڈر اور کاظمی بیگم جوا علی کی تھی نذیر حسین کے نام کر دی، مگر یہ فعل قبیح تھا لیکن ان کو سنسکمانے کے لئے یہ تہذیبہ اکیا گیا چنانچہ نذیر حسین کو یہاں زبردستی زمین ملائی ہو گئی۔

دوسری طرف کاظمی بیگم کے پاس جوا علی کی بیٹی کی بھی اراضی خانہ ان قفسر علی میں بھی تھی جو وہاں جائیداد میں بھائیوں کو ملتی تھی، مگر راولپور میں اس کا انتقال وراثت نہ ہو سکا، ہم نے پاکستان میں کلیم کیا اور موضع جنگل بھیج کر تحصیل ملتان میں زمین ۱۸۰ کرائی میں نذیر حسین نے بحیثیت ہر کینڈر مقدمہ بازی کی نذیر حسین کا کہنا تھا کہ مجھے شجاعت علی نے اہمارا، نذیر ہریم کوٹ سے دھارے حق میں فیصلہ ہو گیا۔

## اولاد حمزہ علی

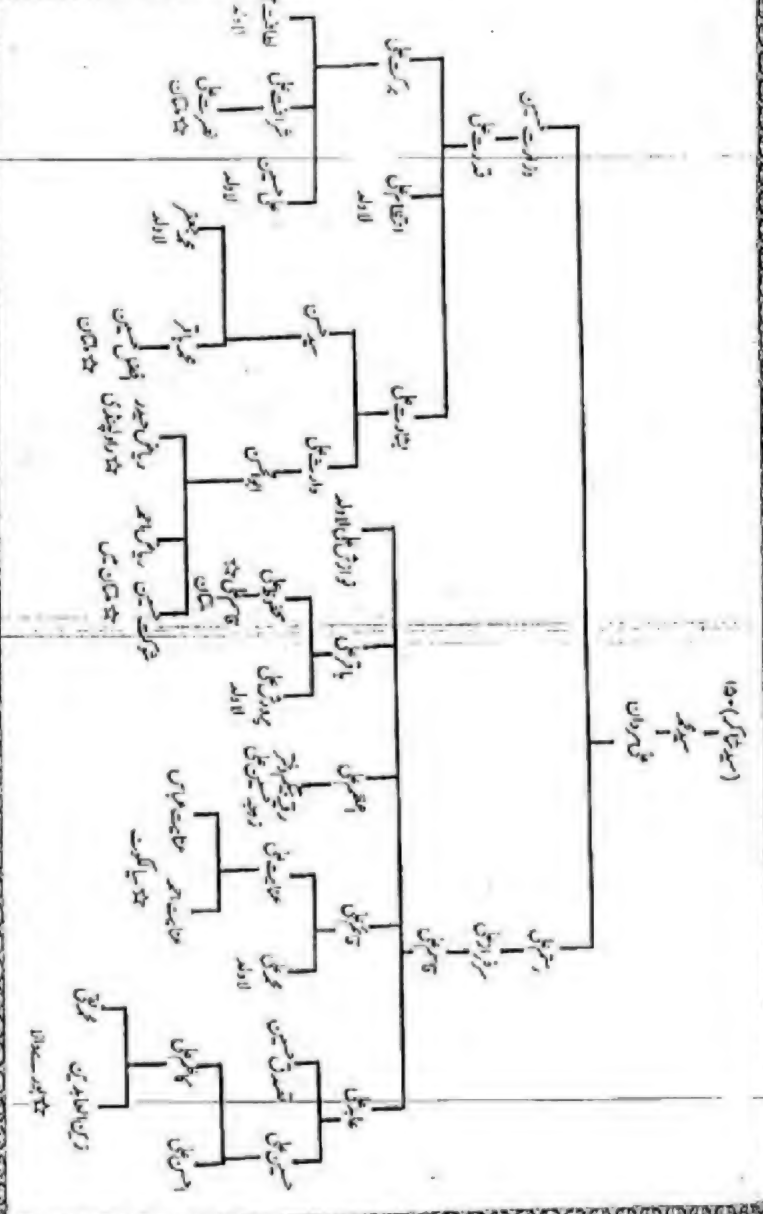
تحریک آزادی 1857ء میں غداروں کے الزام میں انگریزوں نے حمزہ علی کی جائیداد ضبط کر لی تھی لیکن ان کی جائیداد واپس لے لی گئی۔  
 دہلی پر حملہ ہوئی تھی ان کے والد پیر سید محمد تقی انتہائی مہارت گزرا، تہجد گزار تھے اپنی زمین خود کاشت کرتے تھے اکثر نواز میریں  
 عید گاہ میں علی میں پڑھایا کرتے تھے، نجف اشرف و مولویوں کے مراہز یارت کے لئے مجھے نجف سے واپسی پر بس کا ہڑ پوٹ گیا رات  
 کو مچی، دہلی میں تھا تھے کہ ایک ٹھوڑا گاڑی آگئی اسی میں سوار ہو کر کراچی پہنچے کراچی کے لئے مولویوں سے کرایہ لینے لگے  
 ٹھوڑا گاڑی نائب قلمی حضرت عباس علیہ السلام کے دروازہ پر تیار ہو گئے تو غفلت میں حضرت عباس نظر آئے اور فرمایا محمد تقی تمہارے مرشد  
 اور ہو گیا۔

1857ء تک رولپور سے روز عاشورہ جلوس سجاد علی کے یہاں ملنا پڑا، جاتا تھا لیکن حمزہ علی کو بشارت ہوئی کہ لوگوں کو  
 تکلیف ہوتی ہے تم اپنے ہاں شریعہ شرع کرو جب سے اس گمراہ نے میں 9 محرم کو نکلیں، عقد ہوئی شرع ہوئی جس میں سادات کی  
 چاروں بقیوں اور ملاقات کے مسلمان کثرت سے شریک ہوتے تھے اور بڑی عقیدت و احترام جلوس سے یہ مجلس ہوتی تھیں تحریک اہل  
 سیرت کا تقسیم ہونا تھا، مارے دوش میں یہاں والا سید محمد صاحب آبدار دہلی اور دیگر مال، لکھنؤ جو امام پارگ و امیر علی میں آتے تھے اور  
 یہاں ضرور مجلس پڑھتے تھے ہر شیعہ خوالی میں سید اشتیاق حسین بڑی کامیابی سے مجلس پڑھتے تھے ان کے بعد محمد حسن اور مولانا محمد حسین  
 بھی سر شیعہ خوانی کرتے تھے، ان کی تمام الامور و مسئلہ کی پابندی تھی، سید نصرت علی 1947-30-05 کو رولپور میں تیار ہو گئے عالم  
 و شراب میں مارے گاؤں میں بھاگے بھاگے پھرتے تھے یہ سکر میرے آنکھوں کا دیکھا ہے، سید عبدالوہاب کے مکان کے سامنے  
 انہیں زبردستی کچرا، حیدر عباس مار عبدالوہاب اور میں نے بہت سمجھایا کہ ساری سادات چارے ہے آپ تیار ہو جائیں گے اور مارے  
 چاہتے تھے کہ کسی کے ہاتھ نہ آئے اور بھاگ گئے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ پہلے اپنے گھر میں رہے پھر مسجد میں آ گئے اور بیٹا پڑ چکا کہ جان  
 چلی، مگر ان کی دعا کے جملوں میں جن میں ایک لکھ ہو گیا تھا، ونگل نام تھا، سید محمد شہید کر دیا۔

طالب حسین اور محمد تقی زوار اور عابد و زامد تھے بروقت زبان پر ذکر محمد و آل محمد علیہ السلام کرتے رہتے تھے اور واقعات کربلا  
 بیان کر دیتے تھے، یہ دونوں بھائی ملتان میں رہے محمد ذکی پولیس میں قنایہ اور تھے جو 1947ء میں شیخوپورہ میں تیار میں آ کر آباد ہو  
 گئے اور پھر ذکی ایس پی ہو کر پٹنڈ ہوئے ان کے صاحبزادے محمد مہدی بھی پولیس میں ذکی ایس پی ہیں۔



خاندان انتظام علی



### میر عابد علی

بہادر شاہ ظفر باہر دو حلیٰ نے اور نہ گل تھے، پتے نہیں، گھون میں ہی نہ ہوں۔

### سید شاکر

ان کا باغ قریب بارہ درہی سید شاکر تھا۔ ان کے بیٹے سید محمد سے سید الدا لے محمد شاہ خاندان رضاعی نے قبضہ کر لیا، دفتر سید محمد وہ سید الدا لے تھی، سید شاکر کی موبلی اور مال سہا ب بھی لے لیا، سید الدا لے کے انتقال کے بعد سید محمد شکوہ وغیرہ پر انکس آ کر قائم مکان سید الدا لے کا لوٹ لیا اور سید محمد شکوہ پر (جو۔ پی) پٹے مجھے وہاں پر گناہ قمر کے حامل ہو مجھے اپنی شکوہ پر ہی کہہ رہا ہے، پھر مجھے اور سہا "گھیر" "کوہرا لے مجھے۔ (سرمائے رضا)

### شوکت صاحب

اے کل پندہ شاعر تھے، حجابیت علیہ السلام میں کافی ذخیرہ چھوڑا ہے، صاحبزادے اکثر جہاں میں پڑتے ہیں۔

### ریاض احمد

ان کی تنظیم مولانا انت مسین کی صاحبزادی تھیں، ان کا نکاح قبا۔ ناصر الملک لکھنوی نے پڑھایا تھا۔ خاندان مولانا کا ان کا اثر تھا اور مذہبی جوش و خروش بہت زیادہ تھا مادی و ذرا اور محبت اہلیت علیہ السلام تھے ان کا ایک صاحبزادہ اہلی احمد زائل ہے۔

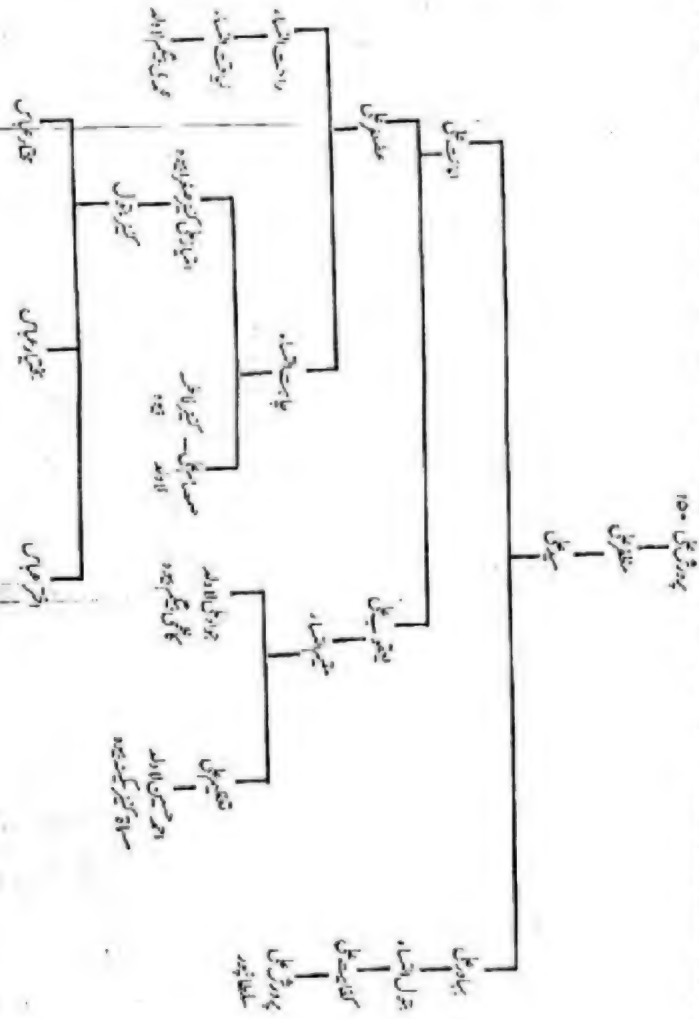
### ریاض حیدر

اہلی انعام حاصل کی فون میں بھرتی ہوئے اعلیٰ کی خریداری کا کام اور ان کی پڑتال کلی، غیر ملکی ان کے سر تھا، نہایت لائق، بالطلاق بہت دلی شخصیت ہیں اور اپنی بیوی میں سے بھی ہوئے۔

### عنایت احمد، عنایت عباس

عنایت عباس کی والدہ سیالکوٹ کی تھیں وہ پہلے ہی سیالکوٹ میں تھے، عنایت احمد کی والدہ دوسری تھیں چنانچہ سیالکوٹ میں 1947ء میں سیالکوٹ چلے گئے۔

خاندان غففر علی





## میر لمانت علی

راست کو لایہ میں لازم تھے مگر بڑی افواہیں میں رسالہ دار ہو گئے، جنگ کہا: منکرہ دیکھ مارے گئے۔ ان کی پوتی چاہت  
 انسا اور مصاحبہ علی خاندان مردان علی کی زوجہ تھی رامت انسا زوجہ اکرام علی پال تھیں، جن سے فضیلت انسا، دختر تھیں، جو منکور  
 عباس رسولپوری کی زوجہ تھیں ان سے محمد کی بیگم دختر تھیں، علی عباس رسولپوری سے بیانی تھیں، اور اولد فوت ہوئیں کثیر فاطمہ مصما  
 علی رسولپوری خاندان مردان علی کی زوجہ تھیں جو اولد فوت ہوئیں، کثیر منفراتہ پال علی رسولپوری خاندان مردان علی کی زوجہ تھیں جن سے  
 کثیر تول دختر تھیں، کثیر منفر 12-15-1935 کو فوت ہوئیں اور کثیر تول زوجہ منکور عباس تھیں جن سے اختر عباس، بختیار عباس  
 علاء عباس لائے تھے اور ربی فاطمہ زوجہ حسن علی رسولپوری دختر تھیں اور ایک اور دختر عزیز فاطمہ تھیں جو اسرار الدواب رسولپوری کی  
 بیوی تھیں، کثیر تول 02-06-1936 کو فوت ہوئیں۔

## محمد مہدی: (ہنگو روایت مولانا حسین)

محمد مہدی عرف: مڈی، کلو، فاضل تہذیب و لغوی اور محمد رفیع محمد رضا کے فرزند تھے، یہ حضرات غفر علی کے تلامذہ تھے، یہ لوگ  
 رسولپوری میں تیار پے ساتھ ہی ٹیچر و مکان میں رہتے تھے، چچا مڈی کا ایک جوان سال لا کا تھا جو مشتاق احمد اور انبال احمد کی مسلمانی کے  
 وقت ان کی ٹھوڑی کی لالت گئے سے مر گیا تھا ایک لڑکی باہی تھی۔

محمد رفیع روزی کا کام کرتے تھے، چچا کلا کا کام کرتا جو شیدہ میانی مکان میں ہے، فاضل تہذیب و لغوی میں تھے اور اب کرفش مگر  
 لاہور میں کتب خانہ کا کام کرتے ہیں۔ کثیر منفر امیری ہائی کی وفات 15-12-1935 ہ میری والدہ کثیر تول اور ان کی  
 وفات 02-06-1936 کے بعد ہمارے اور والدہ بندہ علی کے درمیان مقدمہ بازی ہوئی آخر یونہی لورڈ سے ہمارے حق میں فیصلہ  
 کیا، جو 1940ء اور لاہور میں بہ عنوان امیری علی وغیرہ نام اختر عباس شائع ہوا۔

الہ کا شان رضا زیدی الحنفی رسولپور

خاندان مردان علی

(سید رائے) ۱۵۰

یوسف علی

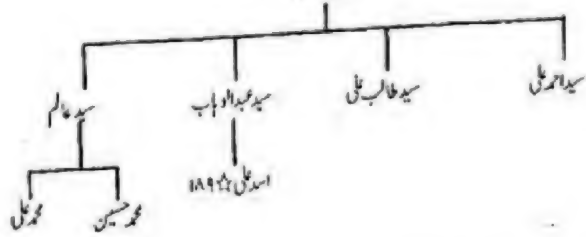
سید شہید

سید کاہر کا

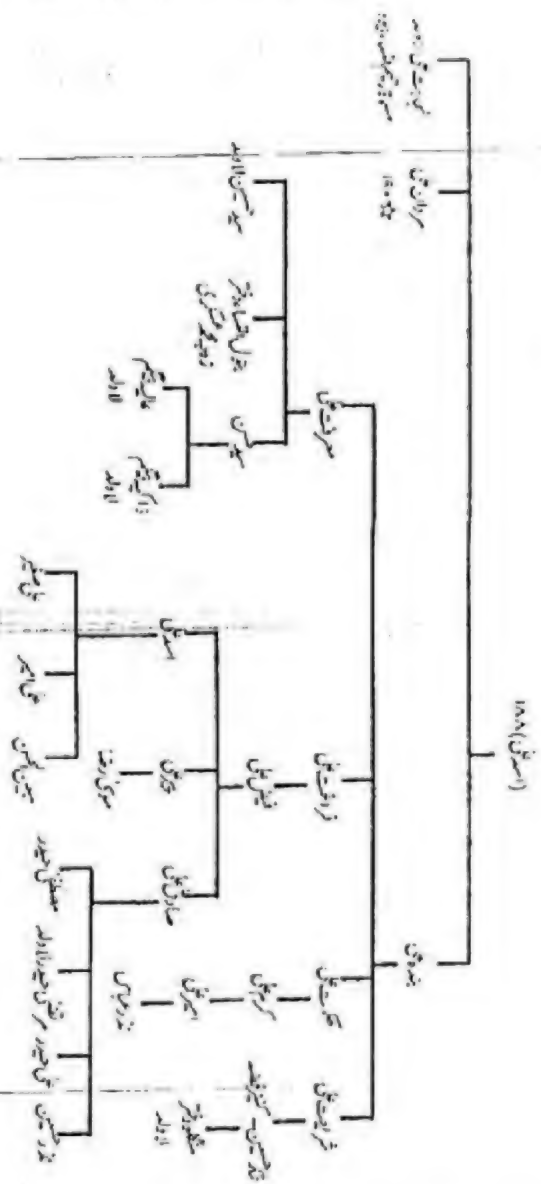
سید اجیری

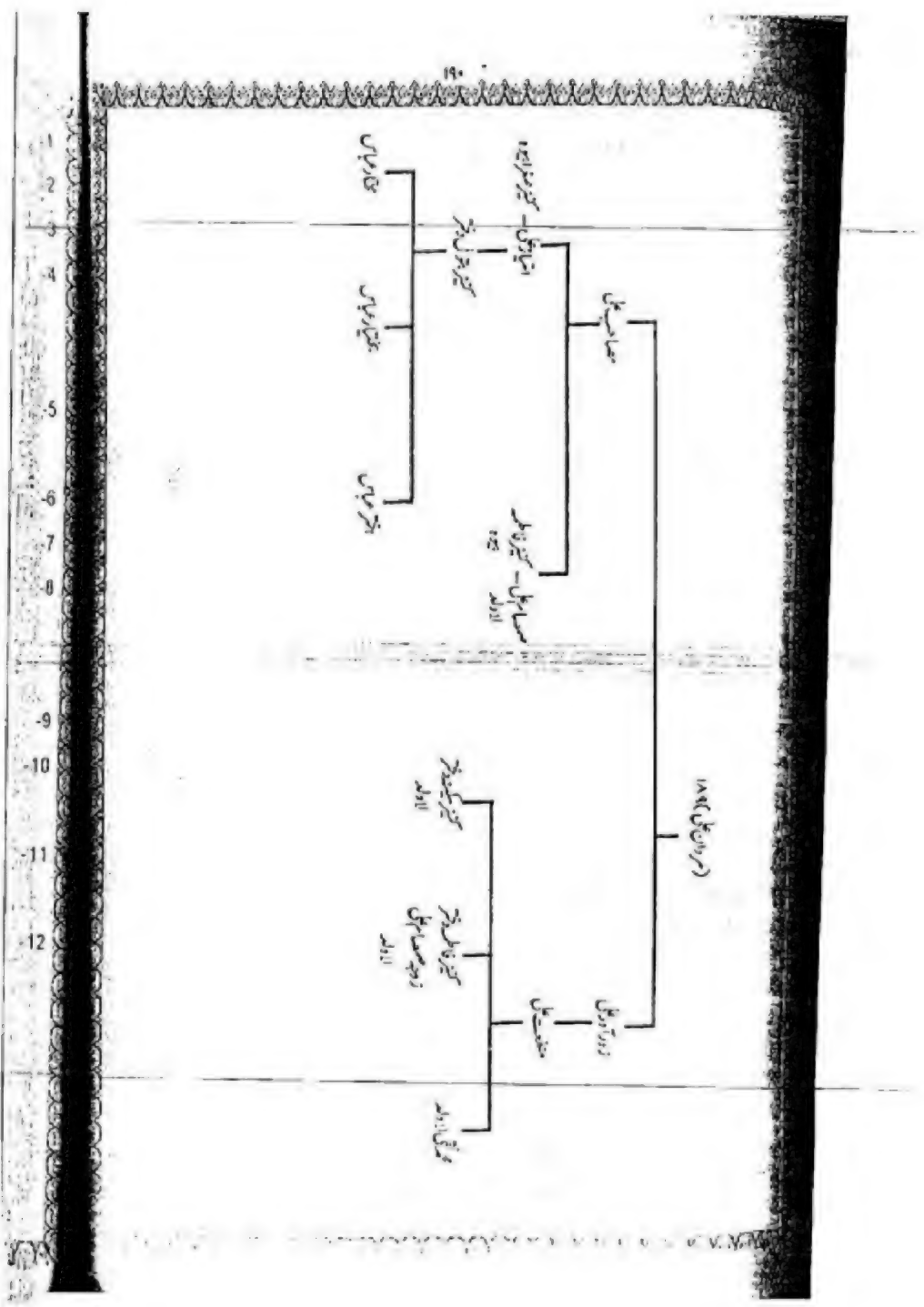
عاشق محمد

سید محمد شاہ



ماسوائے اسد علی و تمام اجداد سید احمد علی، طالب علی، محمد حسین، محمد علی، تحریک آزادی ۱۸۵۷ء میں ترک وطن کر کے لکھنؤ میں آباد ہو گئے تھے اور ان کی جائیداد اور سولہ پور پران کے اور اسد علی کی اولاد کے درمیان منقسم ہوا۔ ان کی کوٹنگ برنس گورنمنٹ نے ان کی تمام جائیداد ضبط کر لی تھی جو اسد علی نے اپنے نام بحال کر لی تھی، باقی کوٹ لاہور سے اسد علی کا سیلاب ہو گئی اور سید احمد علی و غیرہ محروم ہو گئے۔ محمد حسین کی نسل سے ایک لاکھ نوانو افسار حسین خاندان، ذوالفقار علی سے ستر و تین نو تیس دانی خاندان سے سکندر چیں جو سید رائے آباد سندھ میں محکمہ انکم ٹیکس میں ملازم ہیں (مولانا حسین)







عربی زبان میں لکھی ہوئی ہے۔ اس کی تصانیف میں سے کئی (اردو) زبان میں شائع ہوئی ہیں۔

- 1- مصائب علی کی روایت ہے کہ علیؑ نے اپنے ہم عمر (اردو) زبان میں لکھی ہیں۔
- 2- مصائب علی کی روایت ہے کہ علیؑ نے اپنے ہم عمر (اردو) زبان میں لکھی ہیں۔
- 3- مصائب علی کی روایت ہے کہ علیؑ نے اپنے ہم عمر (اردو) زبان میں لکھی ہیں۔
- 4- مصائب علی کی روایت ہے کہ علیؑ نے اپنے ہم عمر (اردو) زبان میں لکھی ہیں۔
- 5- مصائب علی کی روایت ہے کہ علیؑ نے اپنے ہم عمر (اردو) زبان میں لکھی ہیں۔
- 6- مصائب علی کی روایت ہے کہ علیؑ نے اپنے ہم عمر (اردو) زبان میں لکھی ہیں۔
- 7- مصائب علی کی روایت ہے کہ علیؑ نے اپنے ہم عمر (اردو) زبان میں لکھی ہیں۔
- 8- مصائب علی کی روایت ہے کہ علیؑ نے اپنے ہم عمر (اردو) زبان میں لکھی ہیں۔
- 9- مصائب علی کی روایت ہے کہ علیؑ نے اپنے ہم عمر (اردو) زبان میں لکھی ہیں۔
- 10- مصائب علی کی روایت ہے کہ علیؑ نے اپنے ہم عمر (اردو) زبان میں لکھی ہیں۔
- 11- مصائب علی کی روایت ہے کہ علیؑ نے اپنے ہم عمر (اردو) زبان میں لکھی ہیں۔
- 12- مصائب علی کی روایت ہے کہ علیؑ نے اپنے ہم عمر (اردو) زبان میں لکھی ہیں۔

اردو زبان میں لکھی ہوئی ہے۔ اس کی تصانیف میں سے کئی (اردو) زبان میں شائع ہوئی ہیں۔

## 1- اولاد حکمت علی

اولاد حکمت علی میں سرداری، شایستگی و انجیرنگ دلی اس نسل کی غولی ہے کہ ایک ہی لاکھا آج ہے نذر عباس لکان مگر آباد ہوئے ان کا صاحبزادہ امیر عباس ایما ہے یہ ایک ملک میں غیر تھے نذر عباس شاعری بھی کرتے تھے۔

## 2- اولاد صادق علی

اولاد صادق علی پہلے گجرات پھر دہلی آباد چلے گئے وہاں سے لکان آ گئے تھے اور سب سے الگ دلیوے لکان کے ساتھ چلے گئے تاکہ ان کے شمال میں لکان ہو جائے تھا مولانا نذر حسین مرثیہ لکھتے تھے اور علی حیدر سوز خوانی کرتے تھے نذر حسین مرثیہ سے کراچی اپنے پسر کے پاس چلے گئے تھے اور وہاں علی فوت ہوئے علی حیدر لکان میں فوت ہوئے۔

## 3- پیر علی

پیر علی رسول پور میں پھر تھے انہوں نے بھی شعر و سب ترنیم دیا تھا جو خاص میں نے نقل کیا تھا میں بھی ان کا شاگرد ہوں ان کی مفت یہ ہے کہ گریس کی چھٹی میں وہ ایک کلاس کو اپنے گھر باقاعدہ چڑھاتے تھے ان کا بھی ایک لاکھ سو سیڑھا ہے جو کراچی چلے گئے۔

## 4- اولاد اسد علی

مولانا حسین الحسن پولیس میں ملازم تھے یہ سب گجرات آ گئے تھے اور علی امیر علی مغیر لکان میں مولانا نذر حسین کے ساتھ رہے مولانا حسین گجرات میں ہی رہے وہاں کے چودھریوں میں مقبول تھے ہمارے ساتھ مقدمہ بازی میں انہوں نے ہی جی جی کی لکان کی اولاد نے بہت ترقی کی شیعہ مجرلی کام اکاؤنٹ سو فیڈر فرینک کالج گجرات ہیں علی طبرانی ایس سی ہیں انہیں میں تجارت کرتے ہیں جہاں ذاتی دکان اور سکنات ہیں کالی آدمی ہے اور میں بھی ایک بلڈنگ فریڈی ہے بل روڈ پر سید محمد میٹرک ہیں یوسف حسین انصاری ایس سی ہیں جن کی سسٹم لکھنؤ میں لکھنؤ کر کے ہیں ذرا دکانوں اور چاندی دکانوں کے ہیں۔

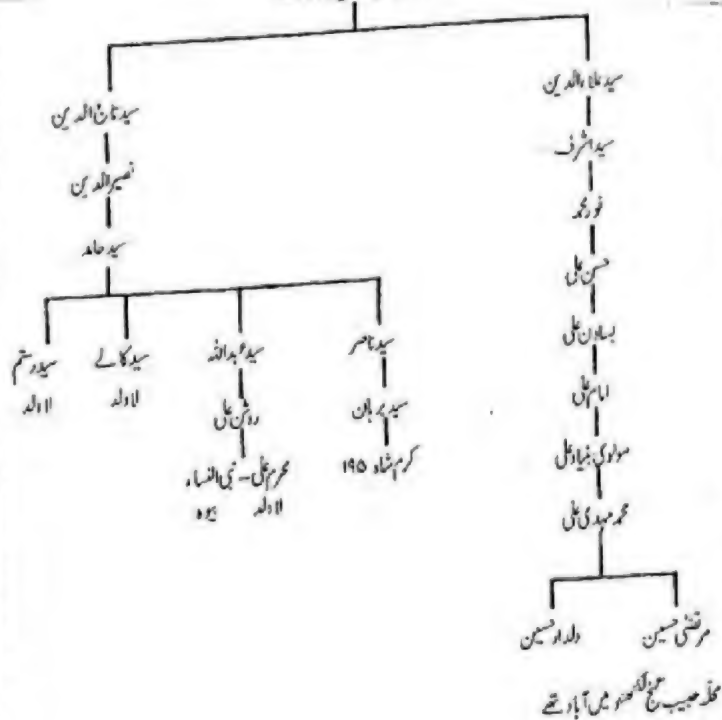
مولانا حسین جس طرح آل اولاد سے ہے مگر وہ اس کے برعکس ان کی اولاد مال کی تکالیف میں مہر کے سلا میں ملکی دکان سے بہت ترقی کی نذر عباس کی بیٹی وہاں کے گھر میں تھیں مولانا اولاد دلی فریڈی اور باقی سب وہاں کے ہیں مولانا اولاد اور مولانا

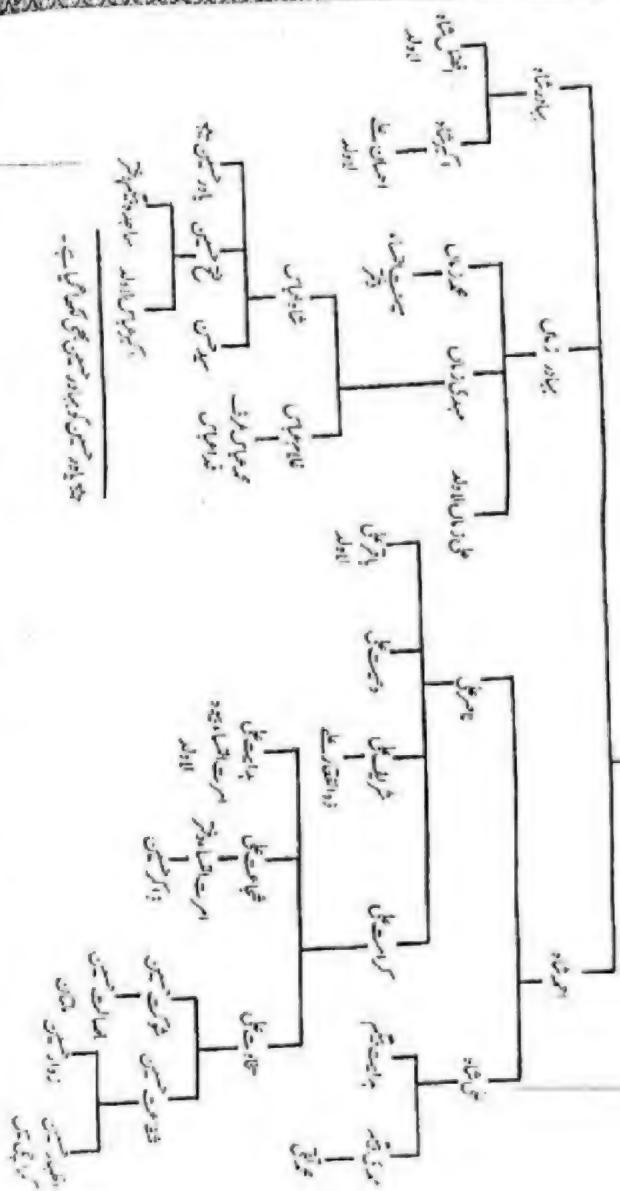
میں اور ان کی مجلس قرآن ہے۔

اور ان میں سے وہی اور وہی نہیں ہے میری میں کثیر قول صرف ایک دختر امتیازی اور ہم جن کے اور وہ نہیں ہائی

اور بندہ علی نے 1913 سے کثیر کا طرح کی وفات کے بعد ہم سے مقدمہ بازی جاری رکھی جو 1945 تک جاری رہی  
اور میں ہمیں شمشاد مسین ہیرا کی کرتے تھے پھر والد صاحب نے 1939 تک تازنگی بیرونی کی اور زبردستی تیار کی ان کی  
کے بعد والد کے مرنے پر میں نے ان کی تیار کی بیرونی مقدمہ کی 1945 میں بچہ بچہ کے بعد میں نے ایک بحث ہوائے  
کے کئی گھنٹے میں پر انہوں نے مجھے بہت داد دی جس روز ہائی کورٹ میں بحث ہوئی اس کی رات کو ملک صاحب نے کہا کہ مجھے  
کئی گھنٹے ہے تارے پاس صرف ۱۰۳۰ روپے تھا جب ہم ان کی کوئی پر پیچھے فراموشی نے مہار ملان اپنے فحشی کو طلب کیا اور کہا کہ اس  
ہاں نے مجھے ۱۰۳۰ روپے دیا ہے یہ وہاں سے پر بیٹھے فقیروں کو تقسیم کرو چنانچہ مقدمہ تارے حق میں فیصلہ ہو گیا اور تارے ساتھ محمد کی  
کئی قاسم علی بھی دوسرے کے دلی سلم ہوئی میں یتیم تھے اور کافی کثیر صغیر کی سالم ہائیہ اور تارے حق میں ہو گئی یہ کہیں 1946 آئی  
یادداشت اور سلسلہ نمبر 10 پر چھوڑا گیا۔

خاندان محرم علی





میر مہدی زماں

٢٤٤

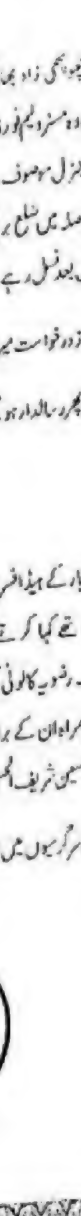

۱۔ میں کراچی  
آئی 8 فروری  
کار یا ض حیدر  
میں مکان محلہ

۱۹۴۷ء پاکستان  
۱۹۵۷ء پاکستان  
۱۹۶۷ء پاکستان  
۱۹۷۷ء پاکستان  
۱۹۸۷ء پاکستان  
۱۹۹۷ء پاکستان  
۲۰۰۷ء پاکستان  
۲۰۱۷ء پاکستان

وصال اللہ اور بھائی  
 کے پاس سدا  
 کھا جنگ آزد  
 ہر من دیئے  
 پرورش مل جا  
 میں سے تھے  
 رست تھے قیام  
 18 رمضان  
 سین سیٹل ہو  
 میں سیٹل ہو

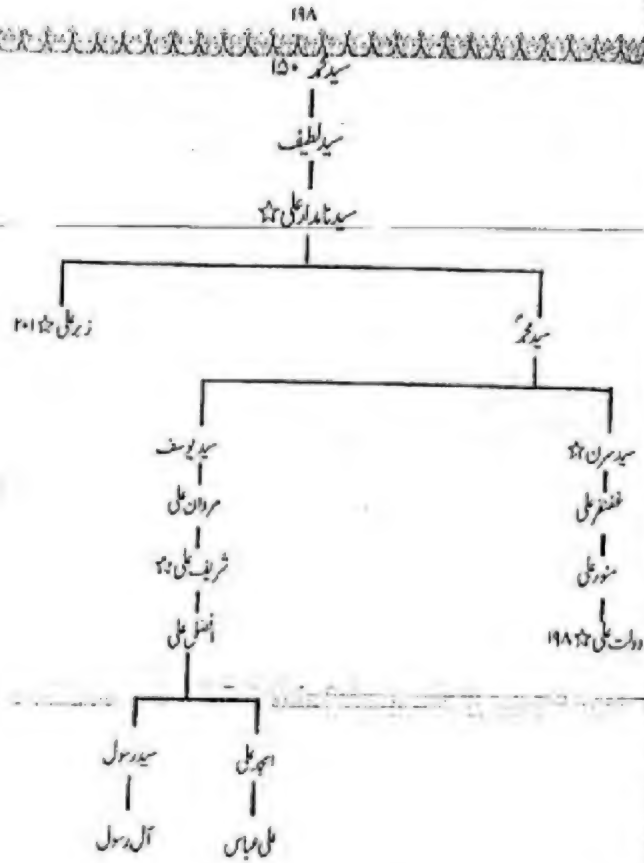
۱۰۰

کی ہے انگریزوں نے اپنی کشتیوں اور  
 سے عہد و رسالت  
 کی ہیں جن میں  
 راسخا علی وغیرہ  
 کے مہاجرین کو  
 تھے بے قاعدہ  
 کے کشتیوں  
 کو اپنی میں  
 اور خود زوار  
 کی سلطانہ  
 تھیں تھیں  
 ہاں





خاندان جمعیت علی



- ☆ نادر علی کا نام یاد رکھ لیجیے۔
- ☆ زیر علی کا نام یاد رکھ لیجیے۔
- ☆ سید حسن کا نام یاد رکھ لیجیے۔
- ☆ غفر علی کا نام یاد رکھ لیجیے۔
- ☆ شریف علی کا نام یاد رکھ لیجیے۔



- 1- علی عباس د آل رسول مکتان میں بسٹل ہوئے آل رسول کہ یہ فکر حاصل ہے کہ ان کا عقد قبلہ و کعبہ ناصر حسین مجتہد لکھنؤ نے ہر او دختر مولانا کانت حسین چھایا قبلہ ناصر مکتان اور امانت حسین خاں زاد بھائی تھے علی عباس کی کنیت "سید لیا" مشہور تھی یہ آل حسن سلطان پوری کے بھائی تھے۔
- 2- محمد یحییٰ ولد پاری علی مکتان میں بسٹل ہوئے یہ منظر عباس سلطان پوری کے خسر تھے محمد عباس حیدر آباد سندھ میں بسٹل ہوئے۔ ان کا بڑا صاحبزادہ جرنی میں بسٹل ہو گیا اور جرن دو شیرہ سے شادی کر لی وہاں علی فوت ہو گئے۔ انٹر حسین و باری شہر میں بوجہ ملازمت بسٹل ہوئے بڑے نیک اور سماجی شخصیت تھے ان کا لڑکا بھی و باری شہر میں ہے۔
- 3- منظور عباس۔ منصور عباس کی اولاد کا دور میں بسٹل ہو گئی۔

### شوکت حسین

شاعر اہلیت اور غزل مرثیے ممتاز آباد مکتان میں بسٹل ہوئے سید منظر ناصر عباس سید مرثیہ اولاد ازینہ ہے اولاد دختر کی بھی ہے میر تقی میر کی سی شاعری کرتے ہیں ان کے بھائی ریاض احمد محب اہلیت زوردار اور حاجی تھے۔ ان کی اولاد شہید الحسن، عقیل احمد، نہال احمد اور علی احمد آئے اولاد پوری ہے۔ ان کے تیسرے بھائی ریاض حیدر پٹنری میں بطور سولین ملازم تھے راولپنڈی میں بسٹل ہوئے۔ سید حسن وارث، حسین وارث، احمد بچا دادا اور پوری ہے۔





یہ خاندان رسول پور میں "مکمل" نامی ہوئی میں رہائش پذیر تھا۔ میوڑی بڑی بلی چوڑی تھی جس کے لاہر مناظر مسین کی رہائش تھی، شرفی سمت "بندن" رہتے تھے۔ یہ کل نوٹ چھوٹ کا ٹکڑا تھا کہتے ہیں رام پور، سو پور کا تہہ بچہ ہندو مکمل تھا اور منورہ عمارت تھی جس میں خاندان کے دیگر افراد رہتے تھے۔

مناظر مسین کا انتقال رسول پور میں ہی ہو گیا تھا۔ ان کے منظر مسین لاہور اور منورہ مسین مظفر گڑھ شہر میں تھے دونوں کا انتقال ہو گیا۔





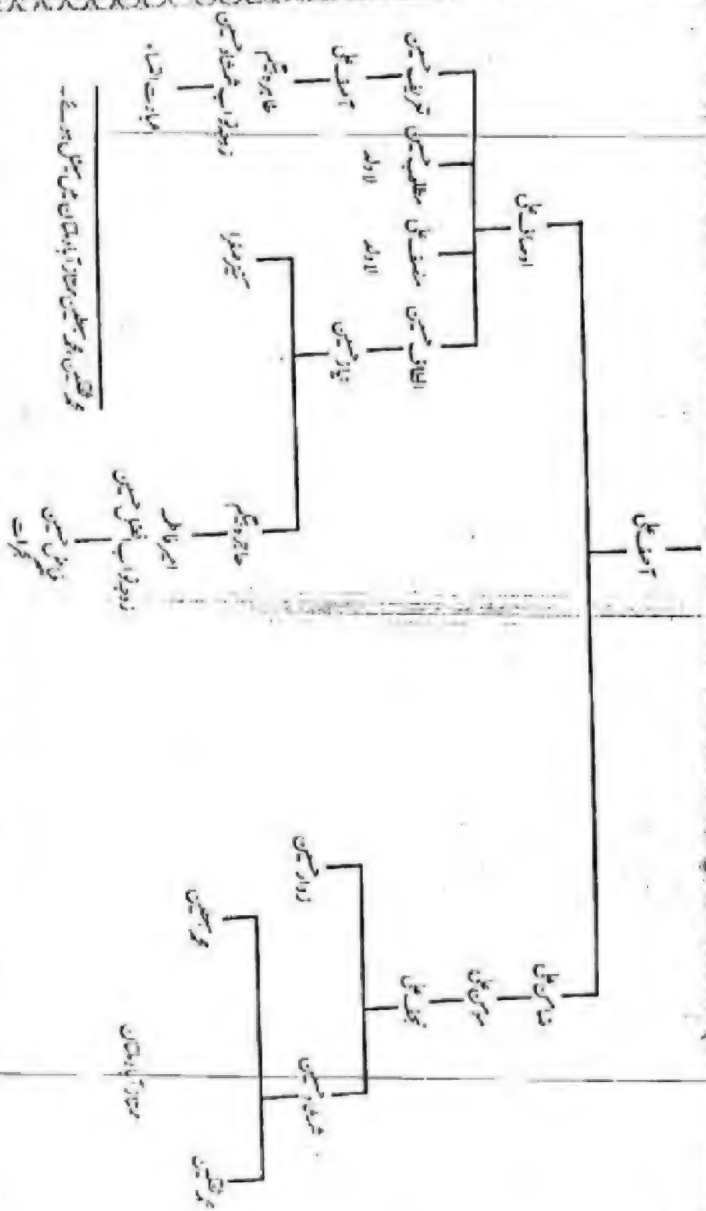
خاندان جمال

نکته اول  
نکته دوم

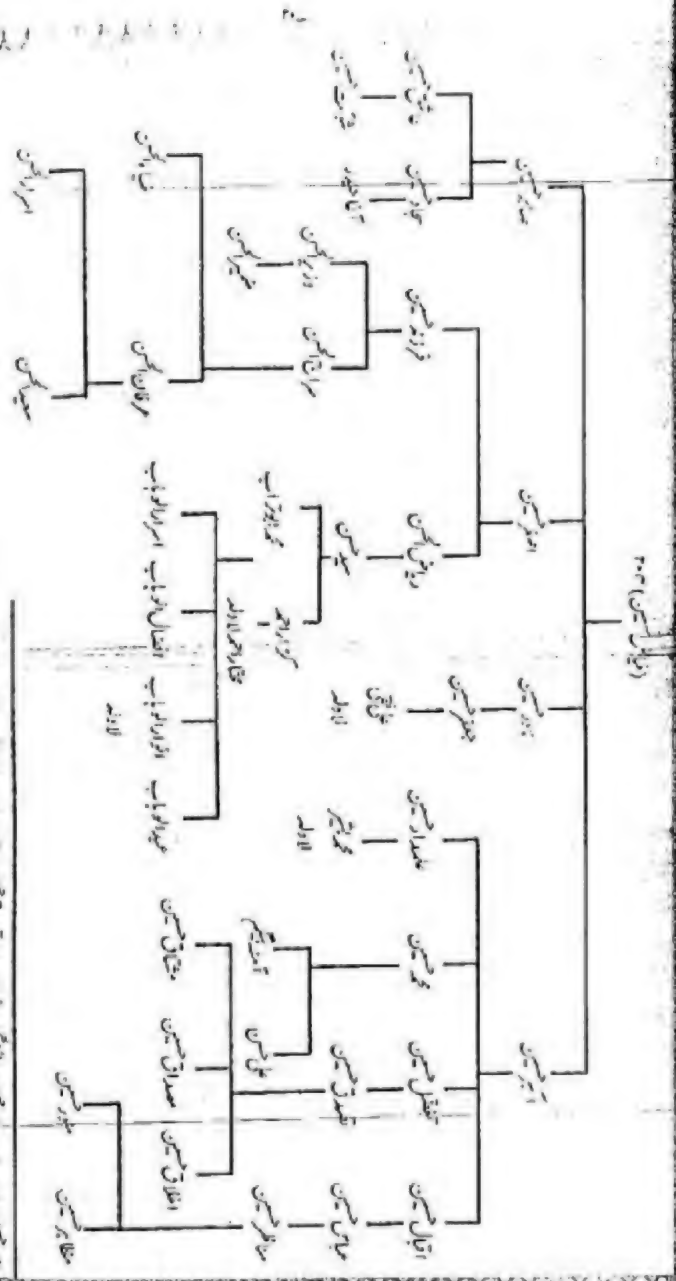
نکته سوم



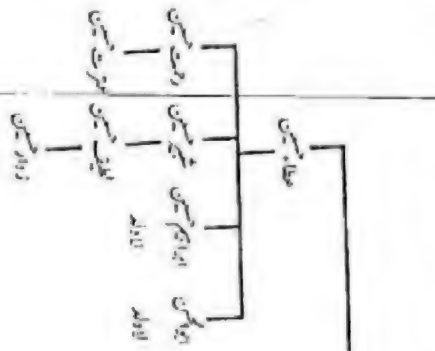




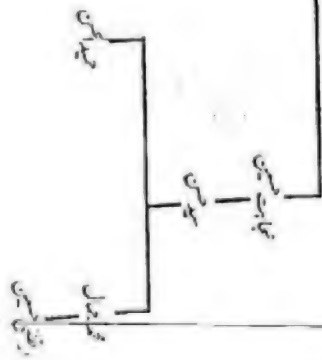
مجموعه کتابت خطی در دسترس است و در این مجموعه کتابت خطی در دسترس است و در این مجموعه کتابت خطی در دسترس است



این کتابت خطی در دسترس است و در این مجموعه کتابت خطی در دسترس است و در این مجموعه کتابت خطی در دسترس است

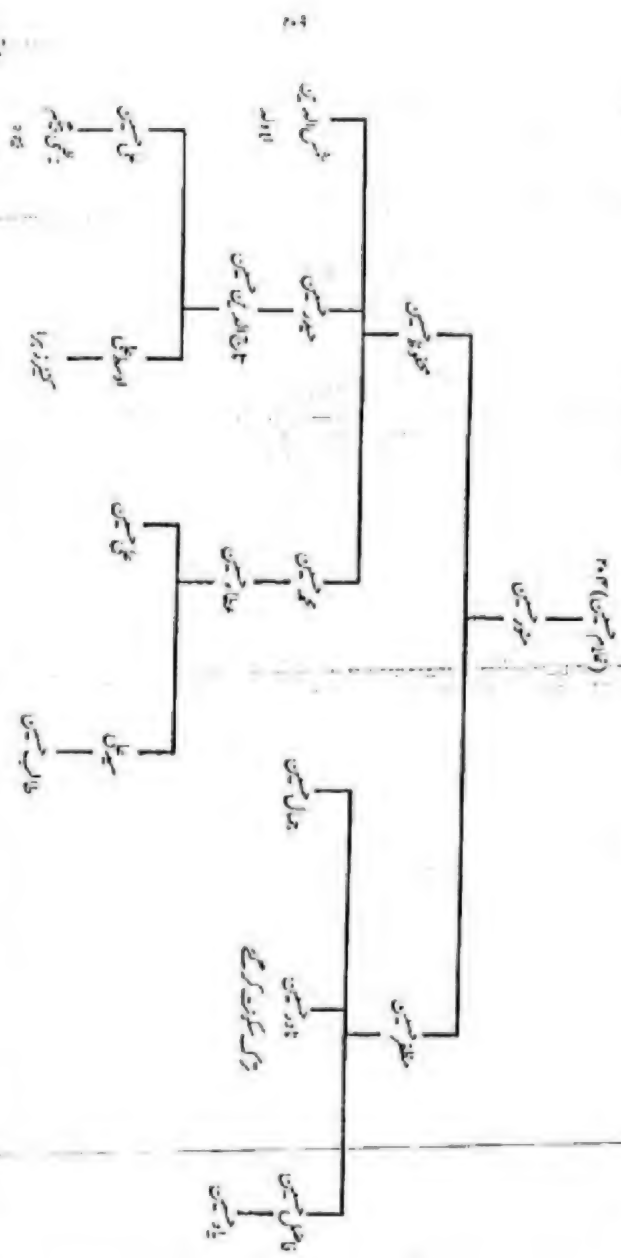


رسول خدا (ﷺ)

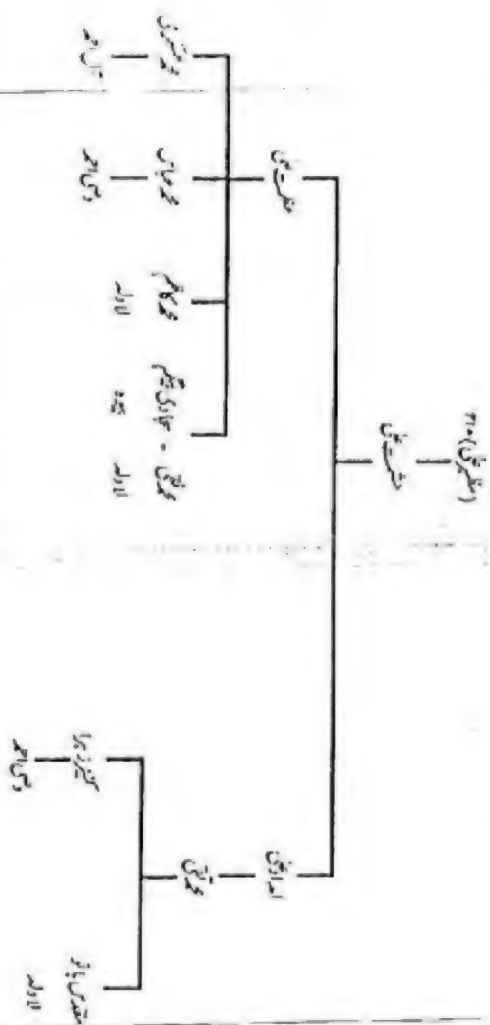


رسول خدا (ﷺ) کی بی بی خاتون کا نام ہے۔









وہی احمد و آل احمد 1947ء میں بسملہ ملازمت اٹا بھیگے تھے۔

## تذکرہء جمال

## سید محی الدین

سید محی الدین اور ان کے صاحبزادے سید ابوالقاسم سرکار مرہٹ میں حاکم "بڑو گڑھ" تھے سید محی الدین نے سو پلوں میں ایک گڑھی دو دیگر عمارتیں گلہ سرائے دیا دواغات تعمیر کرائے۔ جو سو پلوں کے جانب غرب گندے نالے کے ساتھ ساتھ اور تالاب کے جنوب میں واقع تھے سید انجیل سرکار مرہٹ میں عالم علاقہ کو الیاء تھے اور سید نجف علی حزی و کولسر ریاست مہرت پور میں عامل اور سید علی حسین "لال لوٹ" ریاست بے پور میں عامل تھے۔

1802ء میں میر حسن علی اور ان کے بھائی میر امانت علی نے جنرل بلک کے مرہاہ بہ عہدہ رسالہ اری رہ کر مرہٹ گروہی، بھر گروہی اور نجف خان گروہی فرخ کی اور اس زمانہ میں کیا۔ جنگ میں بہادرانہ دلیرانہ طور پر خدمات سرانجام دیں سید امانت علی جنگ دڑو گمانہ میں مارے گئے ان کی قبر "چٹوڑ گڑھ" ریاست اورے پور کے مشہور قلعہ میں ہے اس صلہ میں چھ دیہات سیکری، مہولی، ہریکلہ، ہریکلہ، کلہاکا، حاجرہ، سین حیات، بہمنیچ پندروہزار روپے مالانہ جاگیر عطا ہوئی۔ میر حسن علی جنگ مہرت پور کو الیاء اور جنگ کابل میں شریک ہوئے بعد وفات میر حسن علی جاگیر میں حیات ضبط ہوئی اور تمام خاندان کی بخش تقرر ہوئی ایام شہدہ 1257ھ میں مسزولیم واپسی کشتہ گز گانوہ نے بہت نام ہوئی سید پرورش علی کو بلایا وہ مد ملازمین و عزیزان پیچھے ان ایام میں یہ ضلع خود سر ہو گیا تھا ہر گاؤں کے آدمی خود سر حاکم بن کر دوسرے دیہات سے ہر روز جنگ و جدال کرتے تھے چنانچہ ضلع میں امن، امان اور مصلحتی معاملہ سرکار و تقسیم اشتہارات میں واپسی کشتہ کے ساتھ رکھ کر خدمات سرانجام دیں مئی سے نومبر 1857 تک ہوازل، پلہل، جنگ پہاڑی دہلی اور کرنال و جنگ جہاں پور ضلع صدارت گز گانوہ بلب گڑھ و جھروا جنگ ہارنول میں کاربائے نمایاں سرانجام دیے اس صلہ میں میر پرورش علی کے لیے ضلع گزشتہ چھ دیہات مذکورہ و دوبارہ جاگیر عطا کرنے کی سفارش کی لیکن صرف موضع سیکری تحصیل بلب گڑھ برائے ردام منظور ہوا۔ میر پرورش علی دربار گورنر جنرل و نصیحت گورنر جنرل میں شامل ہوتے رہے سید ابوالقاسم سرکار مرہٹ میں عالم تھے اور سید انجیل علی عامل پگڑہ سرکار مرہٹ تھے۔

## زوجگان خاندان ابوتراب

زویہ سید ابوتراب مسماۃ سیدہ فاطمہ "آفتاب سیدہ" متعلقہ گورگاہ زویہ سیدہ کامیاب وفات الشہداء دختر سید محمد چاوش سید محمد شاہ  
سیدہ اہلی تیس۔ زویہ سید علی حسین دختر سید ابوالفضل زویہ سید علی حسین ابوالفضل دختر ابوالفضل زویہ سید علی حسین ابوالفضل دختر ابوالفضل  
علی زویہ ثانی فیاضی دختر سید طالب علی بولی (چائے شائع مظہر عمر) زویہ سیدہ امیر حسین پسر علی حسین مسماۃ شرف الشہداء دختر غلام علی زویہ  
سیدہ اہلی حسین امیر سید کامیاب مسماۃ کریمہ الشہداء دختر سید طالب علی زویہ سید ابوالفضل پسر سید ابوتراب رقیہ بی بی خاندان حسین الدین زویہ  
سیدہ طالب علی صبح دولت محمد ہادی علی کی زویہ جعفر حسین بن ہار حسین کی دختر تھیں۔ "مقتل رضا"

## حسن علی

حسن علی سرکار مرہٹہ میں ملازم تھے بعد میں انگریزی فوج میں رسالدار ہو گئے 1905ء میں رسالدار کی حیثیت سے جنگ  
مہرت پور و گوالیار میں کاروائی کیا اس سرانجام ہوئے۔

## سید ابوالفضل

سید ابوالفضل سیدہ انجب علی سرکار مرہٹہ گوالیار میں عالم پرگنہ تھے۔ (از میر انتظام علی نقوی رضا)

## جعفر حسین

جعفر حسین دہلی میں انجینئر پولیس تھے قیام پاکستان پر 1947ء میں سرگودھا آ گئے تھے ممتاز آباد ملتان میں آباد ہوئے ان  
کے بڑے صاحبزادے پرویسر سید اقبال عباس صاحب تعلیم، صاحب فہم، ادوار شاعران مزاج دیکھتے ہیں ترقی کرتے کرتے پرنسپل  
ماتنس کالج ملتان ہو گئے، ان کی شادی مولانا لکھنوی حسن زیدی کی لڑکی سے ہوئی۔

## صابر حسین

1913ء میں پیدا ہوئے ڈاکٹر حسین علیہ السلام تھے، 1947ء میں عالم انتشار میں روپور میں خدمات سرانجام دیں

مکرات محلہ قلعہ میں آباد ہوئے ان کی والدہ بزرگوار بیگم دختر وارث علی کمالیہ کی تھیں، اور زوجہ فقیرہ خاتون دختر امین علی اور ہمشیرہ عبادت النساء دہسراج الحسن گوڑہ انوالہ ہیں۔

### فیاض حسین

فیاض حسین کے والد افضل حسین ۱۹۰۵ء ولید میں پیدا ہوئے ۱۹۴۷ء میں مکرات شہر میں صاحب زمین وغیرہ کے ساتھ رہائش اختیار کی، فیاض حسین نے اپنے مکان علی میں متعدد کائنات تعمیر کیں اور وہ اب بازار کی شکل اختیار کر چکی ہیں۔ اور لائی آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ مکرات اور راولپنڈی کے سرکل میں مذہبی لیڈر اور سیاست دان ہیں حاجی اور زوار ہیں۔ افضل حسین چار بیٹوں کے شہر ہیں ۱۔ رئیس خاتون سید علی، ۲۔ ذاکر بیگم دختر سولہ امانت حسین، ۳۔ ساجد و بیگم دختر حیدر عباس، ۴۔ شاہد و بیگم دختر حیدر عباس۔ میر فیاض حسین دیر محمد علی ریاست بیگم شہر وادائی پرگنہ سر دیر، جہلم، علی گڑھ، میں صوبہ اور نائب صوبہ تھے۔ ان کے ۵ نامیر طالب حسین جولی والے تھے۔ سید طالب حسین اور میر فیاض حسین ہم نسل تھے۔

### نادر حسین

ریاست جوہر میں ملازم تھے ۱۹۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں سے ہتکات کے اثرات میں گورگانہ ہانچا علی سرائے اور مسجد چائنی دی گئی۔ وزیر الحسن ریاست بے پور میں سب انسپکٹر پولیس تھے۔ اور سران الحسن ریاست ٹوبہ میں اعلیٰ عہدہ دار تھے۔

### عبدالوہاب اور اولاد البوترا ب

یہ ۱۹۴۷ء میں چول میں بسلسلہ ملازمت رہائش پذیر تھے اپنے خسر محمد عباس جولوی کے حوالہ پر ریاست آگرہ احمد آباد حیدر آباد سندھ میں آ گئے اور وہاں سے قلعہ شاہ نگر وادائے نسر ۴۸۸۸ شہر میں منتقل ہو گئے۔ ان کا انتقال اپنے بڑے صاحبزادے علی ساجد کے پاس کراچی میں ہو گیا۔ ان کے دوسرے فرزند مشت عباس ایم اے کراچی میں لکچرار تھے بعد ازاں کینیڈا چلے گئے اور نو روزہ میں ملازمت کر لی۔ اور وہیں کسی انگریز عورت سے شادی کر لی جس سے وہاں کے پیدا ہوئے بیوی چودڑ کر چلی گئی اور ایک لڑکا اپنے ساتھ لے گئی۔ اور ان سے لافش ہو گئی اب شاہ بے کاشہوں نے کسی ایرانی مسلم سے شادی کر لی ہے، بہت اچھا اور نیک انسان ہے۔

اسراہ و اب لیا شہر سی ملک میں میرے کاشہ فیو میں ملی گڑھ میں قدموں کے بوتل میں رہتے تھے۔ پاکستان میں آنے



کے بعد سرے آف پاکستان میں ملازمت کی اور سارے مشرقی پاکستان کے ڈائریکٹر ہو کر چائٹرز ہوئے ان کے بھائی افضل الوباب اور یہاں میں سیشن ہو گئے۔

سید محمد عباس موسوی خسر عبد الوباب اور ان کی بیوی چول میں ان کے ساتھ رہتے تھے۔ بلائے چلی اور دیگر انسان تھے۔ قاضیان چول سے بھی تعلقات تھے۔ بمسلسلہ مقدمہ جائیداد سو پور 1940 میں تھانہ کی ادا کی اور فنانس کسٹرونیاب لاہور، ممبر لاہور آف روجنٹ کے پاس کسٹرونیابالہ نے کیس ریفرنس کے ساتھ لاہور بھیجا یہ ممبر موسوی صاحب کا دوست تھا۔ اور مظفرنگر میں ذی بی و باقلا لاہور گئے اور کیس ہمارے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ جو 1940 لاہور لاہور ٹرانسٹر میں طبع ہوا "امبرٹل پراسٹریٹس ممبر لاہور"۔

اول اولاد اجڑا اب ٹکڑا شاہ ہنگر اندرون لاہور گیت مکان میں سیشن ہوئی بعد ازاں موضع طرف دائرہ میں زمین ملاٹ ہوئی اور افضل الوباب نے مکان تعمیر کیا اور سب نے بعد آچانی یہاں رہائش اختیار کی آپاچی کی دولت سے مسجد امام بارگاہ اجڑا اب تعمیر ہوا زمین افضل الوباب نے دی اور کچھ زمین اسرار الوباب نے بھی دی۔

### مدح کا چھٹو

اجڑا اب کا نام تھا جو ان کے باغ کی ایک بھال کرتا تھا ان کا لاکھڑی بڑی تھا جو دلی میں ملازم تھا۔

### اولاد تصدق حسین

تصدق حسین نے سو پور میں جانب جنوب ایک شاندار حویلی چوندہ تعمیر کی چھٹی باب بھی موجود ہے۔

ان کی پہلی بیوی سے اخلاق حسین، محمدان حسین تھے جو اسی حویلی میں 1947 تک رہے دوسری بیوی سے مشتاق حسین تھے جن کی پرورش دلی میں ہوئی اور وہیں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ مسجد چورہ میں دینی تعلیم حاصل کی جس کا اثر ان پر طاری رہا۔

1947 میں بحیثیت انجینئر کو پریوس سائنس کی امتحان رہے اور ساڈا تجارت بھی کرتے رہے اور کافی سرمایہ کما یا انہوں نے بی بی ترغیب دی کہ بھانہ رام کاٹن فیکٹری بنیام میں حاصل کی جائے چنانچہ 7% لاکھ روپے میں انہوں نے حاصل کر لی جس میں دامارا مارا خانہ ان اور امیر عباس وغیرہ کا مارا خانہ ان اور یہ خود جو 50/51 حصہ دار تھے لیکن یہ دو تین سال خود ہی چلاتے رہے اور کسی نے دیکھی نہ لی اس لئے وہ فیکٹری نہ بنا ہو گی، جنم یاد گوہر مسکن حویلی مرید شاہ بھٹان کے صدر بھی رہے اور بہت اچھا انتظام کرتے رہے نہاد کی بھی رضا کاروں کی ٹیم اس خدمت میں رہتی 11 ستمبر 1420 مطابق 16 مئی 2000 انتقال کیا۔

## شہباز خان

ہادی علی جاگیردار کے تلامذہ تھے۔ ان کے ارتقائی خان اور ہدایت علی دہلوی کے تھے جو روپور میں نواب ظفر باب حسین کے برابر مکان میں رہتے تھے 1947 میں مٹان شہر منگڑ محلہ میں واپس اختیار کی، ارتقائی خان کے ایک لڑکی "اللہ رکھی" تھی جو ابراہام حسین موہڑی سے شادی شدہ تھی۔ اس کا ایک لڑکا کرار حسین ہے جو کراچی میں ہے۔ ہدایت علی کی کوئی اولاد نہیں ہے تو م سے بچھان تھے۔

خاندان اسد علی کے تلامذہ شاہ علی کی دختر ارتقائی خان کی زوجہ تھیں اس وجہ سے خاندان اسد علی 1947 تک شادی بیاہ میں بھات و بھائی کرتے تھے خاندان اسد علی کے دوسرے تلامذہ ریاست علی نے ایک جشن کے ساتھ شادی کی تھی راجہ رافعت علی نے انہیں نکال دیا تھا یہ موضع سیولی چا گیا تھا۔ (راوی مولانا حسین الحسن)

## میر فیاض حسین

ان کی شادی میراجب علی کی دختر سے ہوئی تھی دوسری شادی سید طالب علی دہلوی کی لڑکی سے ہوئی "بیگم شہرہ" کی فون میں موبیدار تھے۔

میر و فرح حسین کی شادی دختر سید حسن زہان سلطانپور سے ہوئی اکبر حسین کی زوجہ سید حسن علی جاگیردار روپور کی دختر حسین صاحبہ حسین کی زوجہ بیگم مرزا محمد مہدی کی دختر تھیں۔

جعفر حسین کی بیوی میر مراد علی ولد اسد علی کی لڑکی تھی۔ جنگ آزادی 1857 میں بااقتدار پٹنہ پا کر شہید ہوئے۔

میر فیاض الحسن کی زوجہ میر منظور علی دہلوی کی دختر تھیں جن سے سید حسن پر پیدا ہوا سید حسن کی شادی میراجب علی سلطانپور کی دختر سے ہوئی۔ یہ خاندان دختر کلاں گوا گوا تھے، نائب کو قتل دیواڑی مقرر ہوئے پھر ریاست ٹوبہ میں ناظم عدالت دیوالی مقرر ہوئے۔

## سید سخاوت حسین

روپور میں چھوٹے حویلی تعمیر کی تھی۔ بڑے معروف اور قابل المیتر تھے۔ دیوانے بنتا "روڑکی" کے مقام پر بہت بڑا ہاسٹن روٹ لے چلی جانا تھا جسکی شہرت اور طرز تعمیر کی اگر بڑ بہت تعریف کرتے تھے۔ اس میں ایک خاص بات یہ تھی کہ جب بارش

وہی تھی تو قید ہی جگہ سے جیل کے اوپر سے پانی نکل کر وہاں میں گرنا قابض کا سراغ دیکھ کر یہ انجیتر بھی نہ نکل سکے۔ جی اہ بھی  
موجود ہے۔

رضا حسین

یہ موجب سادات کے گناہ تھے اور اولاد فوت ہوئے انہوں نے سرمایہ رضا کے نام سے سادات مہوات، چنگوڑ، سلطانیہ، راولپور، مہربان، بھجور، غیرہ کا شجرہ نسب لکھا کر نشر کیا تھا۔ 1901 سے 1906 بہت کوشش و محنت سے جمع کیا تھا راولپور، سلطانپور اور مہربان کا شجرہ اور مضافات میں نے انہی سے نقل کئے ہیں۔ میں نے بھائی عبدالوہاب سے کہا کہ باختمین جوانان کے مکانات کے ہیں یہ ذخیرہ اور گادو کر اچھی سے یہ ذخیرہ میرے پاس لائے اور یہ 15/16 سال میرے پاس رہا بھائی عبدالوہاب کو میں نے واپس کر دیا وہ کر اچھی لے گئے اور اپنے پہرے علی ساجد کے پاس چھوڑ آئے اور یہ سید علی اختر مہربانی کے پاس لکھن میں ہے۔ ان دنوں اور اقل پریشاں سے میں نے کثیر استفادہ کیا، میں نے جتنے مقالے لکھے ہیں وہاں ذخیرہ سے ہیں۔ تاریخ سادات مہوات بعض مہربانی مجھ کو علی وطنی، مولانا علی نقی کا مقالہ حالات شاہ یوسف گردیز وغیرہ انہی سے نقل کئے ہیں۔ خدا انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

انگ کمانڈر ریحان حسین

دہلی میں آپ کی بھینس اور کینڈر ہیرا ذوق ملندہ حسین ہوئی پتہ جس انہوں نے گودایا ہوا تھا دہلی سے لہا سے کیا اور  
 شمس المیرنوس میں بھرتی ہو گئے۔ اور 35 سال ملازمت کی۔ 1947 میں بطور ونگ کمانڈر کراچی میں تھانہ ہوا کراچی میں بیورو کی  
 خدمت کورس کیا آئیڈیک انٹرکشن کورس امریکہ سے کیا 1944 سے 1946 تک جاپان اور سنگا پور میں پوسٹنگ دہلی  
 1947 میں کانپور اہل ہوتے ہوئے پاکستان آئے۔ 1949 میں کیشن ملا 1973 میں بحیثیت ونگ کمانڈر 9 سال بدو کر بطور  
 جرنیل انکو کیشن مقرر ہوئے 1949 میں لاہور میں بطور سائیکو جسٹ مقرر ہوئے انیرنوس میں انٹلیجنس امریکہ کورس مکے اور لیس  
 میں ہرے اور لیس آئیڈیک کو منظم کیا۔ 1947 میں شاہد دہلی میں 46 عورتوں کی جان بچائی جاپان میں جب زلزلہ یا ترقیوں  
 23-12-1979 کو چائنا ہوئے کراچی میں آباد ہوئے۔

والله اعلم بخلقنا وبتسلوات مسكين الجيتره مشير كبريز برادره جده مسكين سوني قبا اور كبريز عزاديه آل احمد  
الحق محمد بيگم زاده احمد مسكين رسول پوری، حاله زوجه محرقه ایچی کیکر خانوم بنت آغا محمود سلطان وملکی رهاس است الفاطمه رسول الله

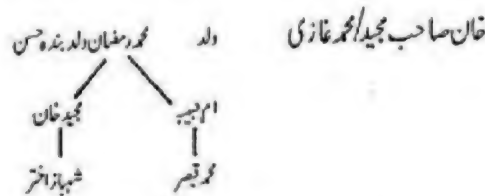
حسین آزاد کے خاندان سے تھیں۔

## اولادیں

مہتر حسین ایوان گل انجیتر و ملائٹ یٹینٹ، غیر منسب ایم بی بی ایس ڈاکٹر، وفات حسین بی ایس سی آر ی میں ہیں، اختر حسین کینڈا ایئر فورس میں انجیتر، ہافٹر عباس مول انجیتر، عارف عباس مکینکل انجیتر، دریمان حسین میرے کا اس فیادر ہے ہیں، رسول پور میں ساتھ ساتھ کھیتے رہے ہیں۔

## غلام حسین

غلام حسین نے آخری عمر میں موضع سیہ لہ کی بلوچ سے شادی کی تھی جس سے ایک لڑکی تھی ان کی پہلی بیوی جو لکھنؤ کی تھیں ایک لڑکا اور راضیہ بیگم لڑکی تھیں۔ لڑکا اور لڑکی دونوں بہت خوبصورت تھے لڑکا جوں سال 1940 میں انتقال ہو گیا راضیہ بیگم کوئی بی بی ہو گئی تھی ان سے حیدر حسن نے شادی کر لی حیدر حسن ر فرار تھے اسی مرد و آقا سے اپنی بیوی کو بیماری سے نجات دلائی۔ حیدر حسن 1947 میں بمبائے آ گئے اور کچھ عرصہ در کر ٹاؤن 1950 میں پہلے ان کا صاحبزادہ انگلینڈ چلا گیا اور پھر حیدر حسن بھی مواصلات انگلینڈ چلے گئے۔ اور بالآخر میں سسٹل ہو گئے۔ ان کے صاحبزادے کی شادی ان کی بیٹی کی صاحبزادی فاطمہ سے ہوئی جو ڈاکٹر ہیں یہ بھی بالآخر چلی گئی ہیں اور ان کے صاحبزادے نے وہاں معاشی اور سیاسی طور پر بہت ترقی کی اور پھر کھلیہ کنسل بن گئے۔



”ہماری اصل سیالکوٹ ہے محمد رمضان در سال فوج میں ملازم تھے۔ در سال در حرکت علی موہنوی کے امرا و آپس کی ناچاقی کی وجہ سے موہنوی میں آ کر آباد ہو گئے۔ رمضان کا موہنوی آ کر انتقال ہو گیا میری مشیرہ کی شادی محمد غازی سے ہوئی اس لئے در سال پور میں آ کر آباد ہو گئے ہم قریب پاش پشاور ہیں میری شادی فاطمہ بلوچ دیم پور سے ہوئی“۔ (خان صاحب

مجید 15-10-1983)

سید علی، والدہ طالب حسین، افضل حسین بیگم کے بطن سے تھے اور یہ بھرتی ہو کر تھیں، عائشہ بیگم۔

### محمد غازی

محمد عسکری ذریہ، اسماعیل خان میں فرخ میں ملازم تھے۔ وہ اپنے ساتھ دو لڑکے محمد غازی و بشیر احمد جو کم سن تھے، سولہ سال کے تھے محمد غازی کو جسم اللہ بیگم زوجہ محمد قلی نے پرورش کیا اور بشیر احمد کو مقدس بانو نے پالا محمد غازی کی شادی سوبہ میں "نہیسا" دختر رمضان سے ہوئی۔ بشیر احمد کے دو لڑکے ہیں۔ خان صاحب مجید سوبہ کے تھے ان کے والد کا نام رمضان تھا ان کی بیٹی رام نہیسا محمد غازی کی زوجہ تھیں۔ اس سوبہ سے ان کو آباد کر لیا تھا۔

محمد غازی کے والد احمد پور کے تھے (ہدایت سید موسیٰ احمد)

یہ خاندان محلہ شاہ منگر قریب حویلی مرید شاہ بزرگیت مکان 1947 میں آباد ہوا محمد قیس کی شادی شہناز اختر دختر صاحب مجید سے ہوئی۔

وہی احمد کے تین لڑکے ہیں مشتاق احمد جو ASI پولیس تھے، اشتیاق احمد لی اے جوائنٹ رجسٹرار کوامپو تھے لاہور میں سبزل روڈ، شہید سہدی ایم ایس سی نیجر پانچ لکھ تک ہیں اور ازاد بیگم زوجہ امیر عباس، فائزہ بیگم زوجہ محمد مستحسن، کشور سلطان زوجہ مسلمان عباس، مار جنت بیگم زوجہ مظہر حسین، خورشید بیگم زوجہ مہدی حسین، دلہ محمد کی دختر ان ہیں۔

آل احمد کا پہلی بیوی سے ایک لڑکا وقار احمد جو عسکری فرخ میں ملازم ہے اور ایک لڑکی ہاشمی بیگم جو مشتاق احمد کی زوجہ ہیں۔ آل احمد صاحب میرے استاد تھے اور بڑے نفیس طبیعت اور نفیس لباس کے تھے۔

## نسب سادات سلطان پور



## سلطان پور

### وجہ تسمیہ

زمانہ مہاراجت میں سلطان پور کا نام "رتن پور" تھا اور ایک ہندو برہمن راجہ کی ملکیت تھا۔ یہ ایک بہت بڑی ریاست تھی۔  
 دریائے جمنا اس وقت اضلاع بلند شہر علی گڑھ میں کافی دور تھا۔ عہد غور میں اسی علاقہ کا نام "برن" تھا اور اس کے حدود میں حادہ پور، کھٹک،  
 ٹیکری، جھنجھ، باز کا، مہملی آباد، بنبر پور، الخیض پور، فاضل پور، محبت علی پور اور بلند شہر علی گڑھ کے اضلاع کا کافی حصہ اس ریاست میں  
 شامل تھا۔ یہ ریاست قطب الدین ایک نے اپنے داماد شمس الدین علی گڑھ کو عطا کی تھی اور 627ھ میں انش نے اپنے داماد شمس الدین  
 گروہ کی کوسے دی۔ عہد شاہ ہمایوں میں انش میں سید سلطان، امیر اباد شاہ وہاں شکار کے لیے آئے تھے اور پائے جنا کے کنارے  
 سید مسعود الدین انزل الدین نقوی انشادری سے ملاقات ہوئی جو امراء اہل و عیال یہاں مقیم تھے، اس زمانہ میں دریائے جمنا علی دلی سے  
 آہ روشت کے لیے بذریعہ کشتی استعمال ہوتی تھی، چنانچہ یہاں ہی سید سلطان کا مقبرہ سید مسعود کی دختر سے ہوا۔ سید مسعود دہلی شہر نماز عجمی  
 گزارتے تھے چنانچہ وہاں ہی مقیم رہے اور سید سلطان امراء اباد شاہ دہلی روانہ ہو گئے۔ 659ھ میں سید سلطان نے اپنے نام پر اس جگہ  
 کا نام "سلطان میراں پور" رکھا جس کے سن تاریخی 659ھ کو کثرت استعمال سے "میراں" کا لفظ مخفف ہو گیا اور سلطان پور نام  
 شہرت پا گیا۔

### محل وقوع

ضلع گڑگنوںہ، پنجاب کا سرحدی ضلع تھا اور سلطان پور دریائے جمنا کے کنارے جانب غرب سرسبز و شاداب علاقہ میں اپنے  
 قدرتی مناظر کے ساتھ آباد تھا۔ مشرق میں دریائے جمنا اور پٹی کے اضلاع بلند شہر علی گڑھ، مغرب میں موضع بڑی دلی، شمال میں موضع  
 ریم گار، جنوب میں موضع ٹیکری و مہملی آباد تحصیل پولو واقع ہیں۔ سڑک اعظم دلی آگرہ سے بمقام پٹال براستہ سڑک حسن پور و پنجہ  
 پور گزرے ہوئی۔ آبادی 10% میں جانب شرق، قما، حسن پور، تحصیل پولو کشتری، اپنا، تقسیم بند 15 اگست 1947ء کو شرقی پنجاب  
 ہندوستان میں شامل ہو گیا۔

1857ء سے 1947ء تک اس کا رقبہ سکر کراٹھس کو نیلے رنگ پر چرب 99 لاکھ چار ہشتاد ہزار آبادی تھا۔ یہی حدیں  
محمود علی، عہد مظفریہ 1857ء تک اس کے حدود میں "بران" کا علاقہ شامل تھا اور یوں نوہویہ لاکھ اگر ہمیں تھا، یہ علاقہ سورج محل جات  
والہ ہجرت پوری کرکشی اور ملاد کے سبب سلطان پور کے حدود سے مواضعات تک کو خارج ہو گئے اور موضع رجم پور اور جاندھ جیسے سرزمین  
علی کی ملکیت تھے حدود سے نکل گئے اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ سلطان پور اور ملاد پور اور سہیلہ کی حدود 1833ء جبکہ ابتدائی  
سرزمین ہوا ایک ہی تھیں اور سوائے سادات کے ان کا کوئی اور مالک نہ تھا۔ مگر ماسکٹر، انشیت جو بائیس مواضعات پر مشتمل تھی بھی جو  
سلطان پور کے جنوب میں واقع تھی چکڑو تک سادات کی ملکیت تھی، لیکن سادات سورج محل کی گردی اور تحریک آزادی 1957ء اور ملاد  
سلطنت کے خاتمہ کے بعد منتشر ہو گئے اور ان کے مواضعات دوسروں کی ملکیت میں چلے گئے۔ کھنک جو انگریز انشیت کا ہیڈ کوارٹر تھا  
"نپ" کہا جاتا ہے دریائے جمن کے جنوب میں دریائے جمن کے کنارے واقع تھا، یہاں عین دریا کے کنارے پانی میں "سراج اللہ عین  
ذریعہ" جو شاہ رومی کے نام سے مشہور ہیں سزاوار اور مسجد بھی اور یہاں سیر گاؤں کی بھی تھی۔

قدیم آبادی

آثار قدیمہ اور مستند اسناد سے معلوم ہوا ہے کہ یہ موضع چھوٹی تھا اور آگرے کے درمیان گڑگاؤ اور غوث آباد شاہ پور  
مستقر و امیر سید محسن الدین محمود بنی، سید غلام الدین، سید بدر الدین تاج الدین اور سید سلطان اس چھوٹی کے سربراہ تھے۔ سات سو  
و اسی و اسی ایک شخص جن کے دروازوں پر شانِ امارت سے نیاقتی نو بہت کچھ تھی۔ 748ھ مطابق 1347ء بمقام شاد پور فیضانِ عالم بنی  
برنی کے ہر اہل ملک مقبول خان کی سرکوبی کے لیے غفلت آباد علی سے یہاں آکر مقیم ہوا۔

سید شادانہ بخاریہ وندہ منصب دار جو قراخان کی طرف سے بچال کے وزیر تھے سید تاج الدین عرف سید بڑے قاضی شادانہ  
سید عبداللہ خاں اہل اکبری میں صوبہ دار ملتان، مہمد ہمایوں میں صوبہ دار لاہور تھے اور اس کے علاوہ مشاہیر سلطنت اسلامیہ میں  
خدمات سر انجام دے رہے تھے یہ سجدان کا مسکن تھی۔ جویم پور اور اسی کے اطراف مشرق و جنوب میں قدیم آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ  
سلطان پورا ایک بڑی چھائی اور شہر تھا۔ (خانوادہ تاریخ کوثر کا ملود، کیفیت شجرہ نسب 1877ء، تاریخ فرشتہ کیفیت خاندان امیر گل)



# یا حجتہ القائمؑ ادرکنی

روضہ مبارک سید السادات  
السید علاؤ الدین رسولدار رحمۃ اللہ  
زیدی الحسینی مدینۃ السادات اورچ شریف



سخی السید مروت حسین زیدی صاحب الحسینی رسولدار  
مکتبہ سادات زیدی رسولداران نہٹور

اس کتاب کی PDF کاپی برائے ایصالِ ثواب بزرگان

خاندان سادات زیدی رسولداران نہٹور تیار کی گئی ہے

السید کا شان رضا زیدی الحسینی رسولدار

سجادہ نشین

آستانہ عالیہ حضرت قبلہ سید ریاست حسین زیدی الحسینی رسولدار

03007579114 نمبر

محله علی پور پاکپتن شریف



## 1947ء کی آبادی

شرق میں حویلی نارعلی جاگیر دار سید ارکانی عرصہ سے ایران ہو کر کھنڈرات بن گئی تھی جس نے بچپن میں یہاں عباس حویلی دیکھی تھیں۔ وہی مل اور دو عورتوں کو بھی دیکھا تھا ایک علی والاں اور کرورہ کیا تھا یہ لوگ دراصل "سج دولت" کی اولاد تھے اصل ان کی چچوڑ تھا تاہم کہ ملن کر گئے تھے۔

جنوب شرق میں حویلی کرلی پرورش ملی و حمایت ملی میں نے اچھی حالت میں دیکھی تھی اور آباد دیکھی تھی اور سب قریب پر مشتمل حدود احاطہ صدر دروازہ پختہ بھرائی بلند روئوں حویلی چند پختہ اور روئوں حویلیوں کے اندر والاں میں پتھر کا استعمال اور کمرہ جات تھے لیکن ان کی اولاد نے جاہر باد کوئی پتھر اور قیمتی لادنی سامان فروخت کر کے کما گئے اخیر میں صرف سید نواز شملی یہاں تھے ان کے فوت ہونے پر ان کے برادر ان کے ہاتھوں ہانکل ہی بنا ہو گئی۔ یہاں ایک چھوٹی مسجد بھی تھی سید احمد حسین و قربان حسین کی حویلی بھی کھنڈرات بن گئی تھی وہ کرے اور والاں میں نے دیکھے تھے جن میں احمد حسین اور حسین بوٹی اور لڑکی رانی تھی اسی حویلی کے سامنے ایک چھوٹی بلندی تھی جس کے نیچے دو کانات بنی ہوئی تھیں اور سرت حالت میں تھیں مگر کوئی پرندہ بھی یہاں نہ تھا، مولوی علی گئی شاہ کی حویلی عباسی لادرات کے جنوب شرق میں تھی وہ کوٹھے اور والاں اور گیا تھا اسی میں سید زین الدین اور ان کی پالیہ باب قاطع تھے۔

جنوب غرب میں میرزا علی کی حویلی جو طویل و عریض صدر دروازے، چوندہ پختہ کچھری جس میں عباس حویلی تھیں اس کے علاوہ کھاد حسین، حسن عباس رہتے تھے خاص حویلی عالیخان چوندہ پختہ و ایران پڑی تھی۔ آل حسن نے طیکہ و مکان بنایا تھا جس میں وہ آباد تھے اور سب خاندان باہر تھا۔ آل حسن کا صاحبزادہ اپنی مسرال مل گڑھ 47 سے پہلے چلا گیا تھا غرب میں سید علی سید کی حویلی کی بنا ہو گئی تھی جس میں صرف ایک کمرے والاں ہی باقی بچا تھا یہاں بھی میں نے بچپن میں عباس دیکھی تھی۔ سید میرزا ہو گئی تھی سید لوگ گوالیار چلے گئے تھے۔ شمال مغرب میں حویلی امیر علی تھی بڑی کٹھا اور جس کے سامنے دائیں کچھری اور بائیں مسجد تھی چنانچہ سید عبداللہ خان اور ان کی اولاد کا مسکن تھا صرف بھائی سید جمال اور ان کی بیوی آپا کٹھم تیار ہو گئے تھے اور اسی شاندار چوندہ پختہ آل میں سید روافراہ تھے، اٹھایا خاندان باہر تھا وسط میں سید احمد حسین کی حویلی تھی، اپنی بناوت کے اعتبار سے عالیخان و منزلہ چوندہ لڑکھاں ان کی اولاد میں سن شادی تھا تھے آخر میں جملہ مہارات جن کا ذکر ہوا تھا حفاظت کے لیے مئی 1947ء میں اسی حویلی میں ہو گئے تھے اور یہاں ہی سے کرلی مستحقین کو سو پوری نے انہیں نکالا اور چول پکایا۔

ہیں۔

مذکورہ افراد کے علاوہ جو انفرادی طور پر موجود تھے۔ سید جمال، کلثوم فاطمہ ماہر امین، منیر ہاشمی، نور احمد حسین، ان کی بیوی ریاض فاطمہ، ایک لڑکی تولد زین الدین ان کی اولاد ہے کہ اب فاطمہ، احمد حسین، ان کی بیوی "سکینا یحییٰ" اور حسن اور ان کے قریبی رشتے مالیک لڑکی ان کے چچا جعفر عباس کی بیوی، اشجار حسین کی بیوی ستارہ اور ایک لڑکی، حسن عباس ان کی والدہ اور ان کی کاشتہ ہے جس اور ان کی لڑکی بس یہی افراد مرات سلطان پور کے بقایات الصالحات تھے جو ابراہیم حسین کی حوالی میں جمع ہو گئے تھے۔ ان کا معطر علی، آل حسن، مامون حسن، احسن ذماں محمد شکر کی طرف سید، خالد (جو اسکا نذر اگر حسین صدر رابطہ یا کاغزین) اسرار امیر حسین، اسماعیل حامد مریم بنیان کے بچے بھی ابراہیم حسین کی حوالی میں جمع ہو گئے تھے۔ (راوی حسن شاہ، وزیر الدین)

1945ء میں سلطان پور میں اشتیال اراضی ہوا تھا، خاندان احسان علی سے چچا سید احمد بزرگ بانی روکھے تھے، میں بہادر خاندان اور اعلیٰ میں ذہین و فہیم انسان تھے، بہادر پور میں سب ان پکڑ پوکڑے تھے، دروازہ ہو کر یہاں آ گئے تھے انہوں نے گھبرائی اور میں جہاں ملکہ اشتیال رہتا تھا سلطان پور کا شجرہ کشتوار چواری نے میر پر بھاد باور رو یافت کیا کہ کس طرح اراضی تقسیم کی جائے۔ میر عباس نے چچا سید احمد سے کہا کہ یہ دیکھئے کہ باغ امیر علی ہے، یہ سید سلطان کا نژاد ہے، باغ میں امیر علی اور مستجاب علی کی قبریں ہیں اور عبداللہ خاں کا مقبرہ ہے، یہاں سے لے کر اوحد ڈال لی تک خاندان احسان علی کی اراضیات انتظمی ہو سکتی ہیں چنانچہ چچا سید احمد ان کے بہکانے میں آ گئے اور سارے خاندان کا ایک پلاٹ انوالیا جو شجر اور قبر مرزہ و غیرتہ یکم تھا اور اپنے خاندان کی گہری اور کاشت اراضی میں دیکھیں اس کے نتیجہ میں خاندان احسان علی بڑے خسارہ میں رہا اور یہاں پاکستان میں دوسری و تمام اراضی میں بڑا اشتیال اراضی ملے۔ 1945ء میں ان تقسیم اس کے علاوہ کھار کاٹو جو بلکہ یعنی 1565 ایکڑ رقبہ بودہ جائے جہاں کے نرالی کنارے پر تھا تھے اس خاندان

صدرِ مجلس میں مجاہد کے درخت تھے۔ جب 1945ء سے ہند میں سیاسی سرگرمیاں اور مذہبی اشتعال و عروج پر تھا سادات نے ضرور کیا کہ اسی بخیر امنیات پر قوم کو آباد کیا جائے چنانچہ پانچ ابر علی کے غریب میں تقریباً 15 گھرانے میں کے آباد کیے گئے تھے تا کہ ہندوؤں سے کچھ بچاؤ ہو سکے۔ چنانچہ مئی 1947ء میں جب سارے سادات ابراہیمین کی حویلی میں اکٹھے ہو گئے تو یہاں کوٹھی خورشید آباد بنی اللہ بن نے انہیں بھی اسی حویلی میں بلایا۔

### حسن عباس و سجاد حسین کا قتل

سید آل حسن نے کچھ روز گوروں کو فروخت کیا تھا حسن عباس نے ان کے خلاف دھرمی شیع کیا تھا اور گوروں کو اس کی بیرونی کے لیے جاتے رہتے تھے یہ بھی 1946ء کی بات ہے چنانچہ مئی 1947ء میں گوروں کو اس سے واپسی پر روپوش آئے تھے اور اس طرح اسی کیلئے بھائی اختر عباس سے صلح مشورہ کیا تھا چنانچہ بنی اللہ بن کا بیان ہے کہ میں نے "پورن برہمن" کو روک دیکر روپوش بھیجا تھا کہ یہاں نہ آؤ (حسن عباس کو) لیکن انہوں نے (حسن عباس نے) بدولی کے گوروں سے ملاقات کی اور دن بارہ بجے سلطانپور پہنچے میں نے انہیں امنیت کی کہ یہاں کیوں آئے ہو تو انہوں نے کہا کہ میں یہاں سے درجیم پور کے راستہ "نواب نگہ جات" ذیلدار کے پاس چائٹ جاؤں گا اور ان کی امداد اور حمایت حاصل کروں گا کہ تم لوگوں کا تحفظ ہو سکے تو میں نے منع کیا کہ یہ وقت مناسب نہیں ہے، اتارے پادوں پر تلے ہندوؤں کی دھمازیں (تھے) سو جڑ ہیں۔ اسی اثناء میں میں آگئے اور کہا اوارے جانور بھوکے مر رہے ہیں اور بھوسہ نہیں ہے، بھوسہ ہندوؤں کے پاس ہے، اسلئے بھوسہ کا انتظام کرو میں نے (پیار بنی اللہ بن) سلام رام بنواری کو کہا لیکن اس نے مجھے بھیج دیا اور میں نے بھوسہ بھروا دیا لیکن کسی ہندو نے کچھ نہ کہا، گاؤں واپس آگئے مسجد ابر علی کے نیچے دو گھوڑی تیار ملیں حسن عباس اور پورن برہمن (جو حسن عباس بنی اللہ بن، اختر عباس کی پارٹی میں ہا کر تھا) اور ایک میں درجیم پور جانے کے لئے آگئے کہ درجیم پور پر حملہ ہوتا ہے اور میں (حسن عباس) نواب نگہ جات کو منع کروں گا کہ درجیم پور پر حملہ نہ ہونے دے، چنانچہ گھوڑوں پر سوار ہو کر درجیم پور پہنچے اور پیغام دیکر کے بعد پانی پیا اور اسی گاؤں واپس آیا، درجیم پور میں منع کیا کہ یہاں سے نہ جائیں، چنانچہ حسن عباس، پورن برہمن کے ساتھ بھوسہ چلے جب وہ دروازہ کے پاس پہنچے (درجیم پور میں داخلہ کے لئے پرانے زمانے کا خانگنی دروازہ تھا) تو سلطانپور سے پانچ گز سوار جو پہلے سے ان کے قوتب میں تھے پہنچ گئے جو نئی دروازہ سے باہر نکلے جہاں ایک چاب تھا تو سواروں نے انہیں گھیر لیا، پورن برہمن چونکہ ہندو تھا، سے مجبور دیا اور میں بھاگ گیا، حسن عباس کو بھانوں سے زخمی کر دیا اور دھوڑنی سے گر گئے،



ہندو گجروں نے انہیں سروں کے بوسہ میں پھینک کر آگ لگا دی۔ گجروں میں محمدی گور کا بھائی، جمعیہ شہری، گلوکار، شاعر تھے۔ آل حسن نے ان گجروں کو اپنی گودری دی تھی۔ (مشہور ہے کہ یہ گجروں ہی تھے جن کو آل حسن نے زمین چکی تھی اور حسن عباس نے ان کے خلاف گور کا نوہ میں دعویٰ شفع کیا تھا)

اس سے پہلے میں ذین اللہ بن حسن عباس، عباد مسین اور ان کی والدہ کے پاس گیا تھا اور کہا کہ ایک جگہ ہو جائیں، جس کے لئے اہل مسین کی حویلی مناسب ہے لیکن انہوں نے انکار کیا اور جب حالات دگرگوں دیکھتے تو حویلی میں آگئے، میوؤں نے کہا ہم اپنے وطن جانا چاہتے ہیں، میں نے منع کیا لیکن وہ بھی نہ مانے میں ان کو پہنچانے پر دل تک گیا، مظہر علی (یہ سلطانپور کے تھے بلکہ آل حسن سے ان کا کچھ تعلق تھا اور ان کی حویلی کی ایک دکان میں کاروبار کرتے تھے) کا لہجہ دین ہندوؤں کے دیہات میں تھا ان سے راسم جی لال نے کہا تم آ جاؤ ہم بننا پار (دریا پار) کرادیں گے ماسی نے ان سے کہا کہ فریج آگئی ہے اب کوئی خطر نہیں اپنا سامان لے لو، جب راسم جی لال کے گاؤں "چلی" دریا پار پہنچے تو انہوں نے کہا کہ اب سلطانپور رہیں نہ جاؤ بلکہ ٹہل (ایک قصبہ پوہلی جو ضلع جالندھر میں دریا کے کنارے پر واقع ہے) چلے جاؤ لیکن وہ مظہر علی واپس ہوئے جب دریا کے کنارے پہنچے تو بہت ہندو قمارچیوں نے ان پر حملہ کر دیا جس میں مظہر علی کے اہل و عیال، عباد مسین اور ان کی والدہ، حسن عباس کا مسین دھنسل لاکا، حسن عباس کی مدخل بیوی ہر بہادر پور کی تھی مارے گئے اور حسن عباس کی لڑکی "اکبری" اور عباد مسین کی بیوی "ستارا" کو ہندوؤں نے اغوا کر لیا جن کو علی گڑھ میں قیامت ایک سید سب انسپکٹر پولیس نے برآمد کر لیا جہاں سے وہ بہادر پور شہر آگئیں۔ (راوی ذین اللہ بن حسن شاد، آل حسن)

حسن عباس، عباد مسین کی بکنی، زردی جائیداد کی وارث تھا حسن عباس کی لڑکی "اکبری" تھی لیکن وہ بیادوں میں ان کے ماسوں محمد عباس ولد انکار علی (جو پہلے علی بہادر میں تھے) اور سید آل حسن جو میانوالی میں تھے شامل ہو گئے، اکبری میرے پاس آئی تھی کہ میری مدد کی جائے میں نے وعدہ کیا لیکن وہ انتقال کر گئیں ان کی سہادی جائیداد ان کے ماسوں محمد عباس کو مل گئی۔ بخیرا ماسوں

ہجرت 30-05-1947

اہل مسین کی حویلی سے ذین اللہ بن آل حسن، احمد مسین رات کو نکلے اور کھار (دریا کے کنارے) سے ہوتے ہوئے جٹا پار کی اور عالم، خضر، اور خوف اور خوف میں "سولہوا باگپور" پہنچے، علی گڑھ سے ہوتے ہوئے دہلی آئے، آل حسن بیان ہے کہ اسی شب چند تھیں لال (خیرا ماسوں انسٹی پیٹوچ پور) ہمارے جانے کے بعد آجاتا کہ ہم سب کو ہمارے

کل مس شاہ روٹی چنے اور زین الدین اور احمد مسین چل آئے جہاں انھیں روپوڑا میں مسجد اور باب اور چاہت میں کے مکانات، غلطیوں جو گریہ پر ہندوؤں سے گریہ پر لے گئے تھے، تم تھے، پہلی اختر عباس نے روپوڑا سے کل گاڑیاں بھیجیں لیکن یہ گاڑیاں اہل بڑی گزروں نے واپس کر دیں۔

بریلی سے کرل مسین روپوڑی اپنی فوج کے صراہو چلی آکر دروازے سے کانوائے لے کر چل آئے، کانوائے میں سکھ فوجی بھی تھے، چپ میں ساٹھ پورے، اپنا تعارف کرنا تو اہل مسین کی حویلی کا تھہ بند دروازہ کھلا اور محصورین نے پچھا ناہل کر بہت روئے ہم سے کہا "میں اور فوجی لے کر آتا ہوں" تین فوجی چھوڑ کر واپس ہونے لگے سکھ فوجیوں نے حفاظت سے انکار کر دیا تو چل جا کر کسی دن بڑی گاڑی اور فوج لے کر آئے ہم سب سوار ہو گئے جب تھاپ پر پہنچے "تو گھاسی گز" کے فوجیوں پر سب ہندو متھے جنہوں نے کہا "لے گیا مسین" اور رونے لگے، جب بڑی کے قریب پہنچے تو ہندوؤں نے راجپوتوں پر توڑ دیا اور راستہ میں پانی بھر گیا اور ہماری گاڑی پانی میں پھنس گئی جسے ہندوؤں نے پاروں طرف سے گھیر لیا، لیکن کرل مسین کے پاس سکھ آدمی تھی اور مسلح تھی اس لئے لگی گئے اور حفاظت روپوڑا سکول کے پاس گاڑی روٹی، ہونٹن، قمار ساری سادات اور مایا نکل بھی تھی، شاہ کو چل پہنچے سب مایا جو مسلمان تھی قصابی فقیر وغیرہ باغ امیر ملی کی طرف ہندوؤں نے نقل کر دی۔

(دراوی زین الدین 1970-06-30 مکانات، سید آل مسین مایا والی 1972-04-22)

مس شاہ گراہی 1970-12-28)

"چل تھان میں ایک سید سکندر" اے ایس آئی دہلی کے تھے جن سے پہلی اختر عباس کے مراسم تھے، اہل ساٹھ پورہ اسوائے اولاد اہل دہلی واپس اور اولاد اہل صفر روپوڑی کو لیکر دہلی اپنے مکان پر لے آئے اور بڑی خاطر دہلی کی، جہاں سے ہم "ہندوستان" کے محقر ول باغ میں آ گئے اور وہاں سے پرانے قلعہ دہلی میں آ گئے، پھر "کیاقت نہرو" مایا کے وقت 4 دن اور 5 رات میں براستہ امرتسر فوج کی نگرانی میں لاہور آ گئے اور پھر مکانات پہاڑی ہم نے "حویلی سرے شاہ" میں کیا۔

بھتیجا عباس

السلامه کا شان رضا زید کا الحنفی رسولگار

سادات نقوی الگردیزی

سلطان پور

سید معین الدین

سید اشرف

سید احمد

سید علی

سید محمد علی

FFA

سید شاہنواز

سید ناصر

سید فیض اللہ

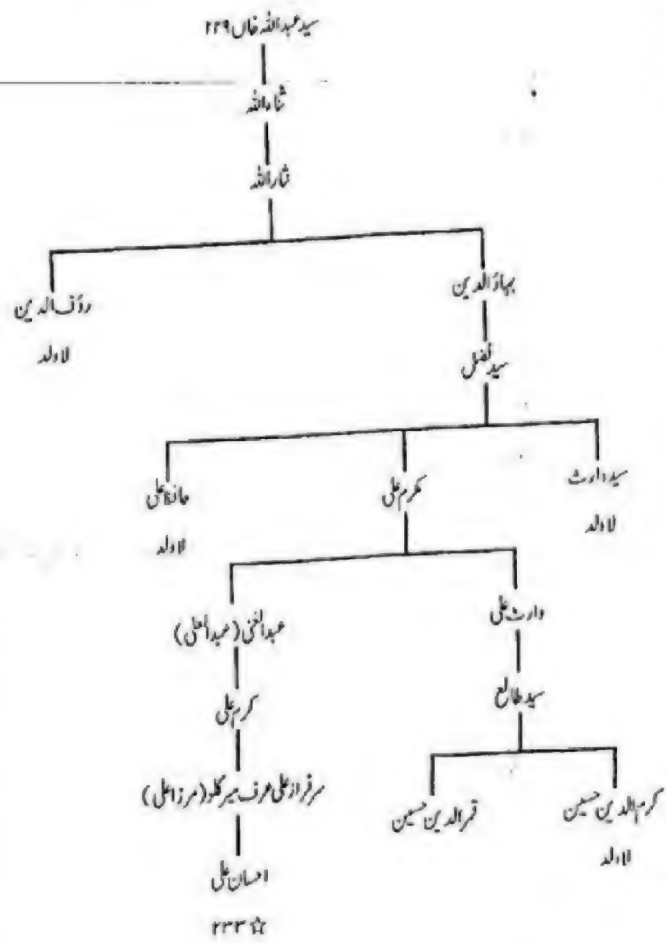
سید فرحان اللہ

سید عبداللہ خان ۲۳۱

مرتبہ نشی پیر علی رسول پور، نقل رضا

## تذکرہ اجداد

سید صاحب اللہ بن ابن سید یارے کے جرنیال کوٹھی بارداڑ اور جہت پانپہارہ بان ڈولائی ہیں ان کے بیٹے سید سلطان میراں آباد  
 کنہ موضع سلطان پور اور سب مشہور صلت سولہ بیگم سادات اور اہل ان کے سات تھارہ بندہ کہ شان عبادت سے جن کے اور اہل پو  
 شاقی کو بہت تھی اس موضع میں ہے اور سلاطین اسلام میں اراکین و حیدرین سلطنت ہند میں شمار ہو کر بہ صاحب اہل ممتاز ہے۔  
 چنانچہ سادات گردیزی سلطان پور سے سید شاہنواز منصب دار کر سوہ پٹال میں سوہ (گورنر) سلطان قرآء خان 1296ء کی طرف  
 سے تھے اور علو مرتبت سے جنازہ ان کا بھگت سے سلطان پور لاکر چلاو سید مسعود میں دفن ہوئے۔ جس کے باعث سے موم قہر خانقاہ  
 مسجد و تھار خانہ و مسافر خانہ اب تک موجود ہے۔ اور میرہ ان کے سید عبداللہ خاں کے عہد سلطنت تھیں (1530/1556) دہلی  
 حاکم سوہ لاہور و ملتان تھے اور تھیں بادشاہ کا وقت معیت ساتھ دے کر ایمان پہنچایا اور وہاں سے ہجرت حاصل کر کے ہند میں  
 سلطنت پہنچائی اور بادشاہ سے خاں کا خطاب پایا۔ ان سید عبداللہ خاں کی عبادت کہ جن کا مقبرہ مدہ پٹال ہے جسکی مرمت اب از سر نو سید  
 امیر علی پوتے ان کے تھے آبادی گاؤں سے جانب شمال چاہات و مسجد و حلیات متعدد سلطان پور میں بڑی شان و عہد عبادت کے  
 حال قائم ہیں اور مذکور ہے کہ کسی دشمن نے یہاں کھر کو لکھ بھیجا کہ خاں سید عبداللہ مرگے جنازہ ملتان سے آتا ہے، انہوں نے اپنے  
 اجتماع سے بنا و مقبرہ کی شرار کی، چند مدت میں یہ سید عبداللہ خاں زندہ آئے و مقبرہ سے مکان تک قہان ہائے زرق و گلاب  
 چھائے گئے اس کے اوپر سے سواری ڈوسر رخ تھدی کرنے ہوئے داخل کل سرا ہوئے اور پچاس ہزار روپے کوپ معطر نذران بھیجا اور  
 ایک جہاز واسطے سواری جا دیان دربار ان بندہ گاؤں وقف کیا۔  
 "ماخوذ تاریخ گزگاہ و دھرم پتر آف انڈیا"





ان کی (مہمان خانہ) اور میں سید میراٹھی خاں نے "کاہرہ اور چنادر" متحدہ نواب مندر نجف سے تھے ان کے خروج کے سبب ایذا رسائی دینے سے بہت سے سادات سلطان پور چارم (یو۔ پی) کو چلے گئے بعض واپس آئے اور اکثر وہاں آباد ہیں اور سید عبدالغنی خان پندر نجف و احمد خاں گلشن میں کارناماں کر کے تھے۔ ان کے پسر سید کریم علی نواب سعادت علی خاں کے ساتھ نواب نجف خاں کی سرکار میں آئے اور حسب استدعائیں کے نواب نجف خاں نے بلاخر انہی ان دیہات شریف سادات کا کہ جو "سورنہل" اور پھر اس کے قریب میں آیا تھا کیا اور یہ کریم علی حاکم دیہات وغیرہ سید روشن علی بھائی چٹاڑا کو حاکم مقرر کیا۔ (اور پائے) جتنا دنگا اور سبانی علاقہ (استر) فرمایا۔ مشہور ہے کہ کوئی بی باندی اسی خاندان کی موسم برسات میں کھڑاؤں ملاؤ تھی جس خاندان کے سید زلفی عرف میر کلہم زور سالداد پانچ صد سوار سرکار نجف خاں میں رہے۔

ایام تحریک آزادی ہند اکثر سادات سلطان پور پھڑ کر چلے گئے اور زمینداری اور اعلیٰ ضابطہ کر لی مئی۔ سید امیر علی نے 1868ء میں سالم سلطان پور اور مہٹھی آباد اپنے مائیں میر احمد علی کی معرفت نظام میں حاصل کر لے اور بعد ازاں بااقتدار مسلح قندار میں کو منتقل کر دیے۔ لیکن مہٹھی آباد کا 2/3 حصہ نام امیر علی، جمال علی، امید علی بدستور ہمارے 1947ء تک اس موضع کی ان کی اولاد ہی مالک رہی۔

"ماخوذ از تاریخ گڑگاہو"



"ان کے تیسرے (مردانہ) گئے، ابھی انھوں نے دیکھا کہ میں اس کے قہقہے سے تھکا ہوا تھا، ایک سال کے بعد قہقہہ دینا شروع کر دیا۔ مگر وہ ستر ہوئے اللہ تعالیٰ کو، آکر سے حسن کارکردگی پر مستعد ہے۔ یہ میری اس شائع میں کارکردگی کی بات ہے، یہ نہیں بلکہ میرا دل قہقہہ اور سہاگہ (1877) پر گرتا ہے، یہ تو وہ تیسرا دن تھا، میرا دل پھر پھر کر دیکھتا ہے کہ میں اس کے دل کو کھڑا کر رہا ہوں۔

سید جمال علی سید امیر علی زین الدین سلطان پور سے ملے آباد پرگز میں منتخب ہیں چنانچہ امیر علی شائع کے دستخط کیے گئے ہیں، سید مستجاب علی اس شائع کے حاضر مقرر ہوئے، یہ خاندان سید امیر علی و امیر علی کا اس موضع میں اعلیٰ لیاقت کا ہے 1868ء میں انھوں نے اور ان کے ماسوں سید امیر علی زین الدین نے باوجود یکہ دروست سلطان پور کے مالک و قاضی تھے، اپنی تنگ بینی سے مدت وید کے بعد بدلتی اپنی برادری میں کام تک کا فائدہ سرکار میں اور نہ تھا، احمد زین الدین و امیر علی ان کو خوشی خاطر دے دیا، یہ اس میں پرگز میں نادرات سے تو عام میں آیا ہے بدیں وہ یادگار ہے۔

"ماخوذ تاریخی گورنر نوٹر پرف آف انڈیا"

### حویلی احسان علی

کتبہ ذابہ دروازہ اندرونی (حویلی) بر تختہ چوہلی بر چھوٹ باہمی مہارت کندہ است "در محمد اکبر بادشاہ نازی 12 رجب 1213 ھ بدست علی سید فیاض حسین رضوی است، 12 رجب 1213 ھ بر دروازہ اندرونی کندہ است" دروازہ بیرونی (حویلی) یعنی صدر دروازہ باہمی مہارت بر تختہ چوہلی بر چھوٹ کندہ است 11 "شعبہ اثنی عشری 1223 ہجری در محمد اکبر بادشاہ نازی دہلی" در اندرونی 1805ء میں تیار ہوا۔

"حالات خاندان امیر علی نقل رضا"

یہ حویلی اندرونی طور پر تین سالانہ اور تین کمرہ جات پر مشتمل تھی چونکہ تختہ اندر پر کی دروازوں اور دروازوں پر مشتمل تھی تاہم حویلی میں حویلی و طویل تھی جس پر دوسری منزل تھی۔ شمال میں کیمت، مشرق میں کشادہ مکن اور اس کے بعد صدر دروازہ جو اس قسم کا تھا جسے مکان کا ہر کیمت، یہ بھی طویل و عریض و بیرونی قسم کا تھا مکن چلی دائیں بائیں اعلیٰ منزل دروازہ تھا جنوب میں صدر دروازہ کے اندر وادار شریف انکس کی چونکہ تختہ سالانہ اور کمرہ جات پر مشتمل حویلی اندرونی حویلی کی پشت پر جانب جنوب وادار کی تھی کی طویل و عریض حویلی تھی اس کے کونہ جنوب مغرب میں کھڑی کے اندر شریفوں کا خزانہ تھا جو کسی نے نہ چھینا۔

اس حویلی کے باہر صدر دروازہ کے بیرون جنوب میں کھجری تھی یہ بھی ایک سالانہ وسیع کمرہ پر مشتمل تھی اس میں خزانہ وادار کی بھی حویلی تھی اور مکن کے شمال میں وسیع و عریض مسجد تھی جس میں پانی کا حوض بھی تھا مشرق میں چونکہ تختہ کنواں تھا مکن کے مشرق اور شمال میں وضو کے لیے چونکہ تختہ ودفن چوڑا اور چنانچہ تھی میرا خیال ہے کہ یہ ساری روایات و کتب پر عید حویلی تھی۔

میں نے اس حویلی کو ٹٹاؤ آباد کیا ہے، بزرگوں کی مجلسیں، جوانوں کی رنجینیاں تو لوہاؤں کی گھنٹیاں، بچوں کی چٹل پٹل، مگر افسوس 1947ء میں حالت یہ تھی کہ کھائی سید جمال تھا اپنی والدہ بیوی کے ساتھ انھیں لے کر رات بھر لے گئے پھر اپنے اور بزرگوں کی آبرور کئے، عقیقہ شخصیت خاندان احسان علی کا حسن ہے۔

### قدرت کا اختتام

یہ واقعہ 1946ء میں گڑھ مفسر کے سلسلہ میں ہندو مسلم فساد کے بعد جہاں ایک مسلمان لڑکی اغوا کرنے کے بعد ہوا میری موجودگی میں ہوا۔

ایک قدر آوار اور بھاری بھر کم نظیر آیا جو سید عبد اللہ خاں خانہ کی مسجد پر چڑھ گیا اور کھڑو سے تلووار گنبد جو نے سر پر اور چونے سے بٹے ہوئے تھے چلا کر ڈوبے اور جس مسجد میں چھٹا گیا پھر وہ مکانوں کی چھتوں کو پھٹا کتا ہوا ہر مسجد پر گیا اور سبکی لعل کیا اور غالب ہو گیا اور پچا زید اللہ یحییٰ کی بدلتی بھی اس پر اثر نہ کر سکی۔ پھر وہ پور میں بھی میں نے اس لٹو کا یہ لعل دیکھا ہر مسجد کے کھڑے اور گنبد کی طرح شہید کر دیے۔

### ازدواجی رشتہ

اسان علی کی زوجہ کریمہ النساء دختر سید دہلی پل سید اور علی تھیں جو مسماۃ کفایت النساء زوجہ حسن ذراں سلطانپوری کے سلطان سے تھیں دہلی علی کی زوجہ عظیم النساء دختر نام علی پل کی تھیں، اجڑا بیگم دختر سے سید و بیگم زوجہ آل احمد رسولپوری تھیں جس سے امی بیگم زوجہ سلطان احمد والدہ امی احمد رسولپوری دختر تھیں، دوسری دختر میر جمال علی عالیہ بیگم زوجہ کرمل پرورش علی تھیں جن سے اکبری بیگم زوجہ سید محمد خرم تھیں جن سے سید احمد پسر اور ان سے کلثوم فاطمہ دختر تھیں جو سید جمال کی والدہ بیوی تھیں۔

عابدہ بیگم دختر جمال علی سے دوسری لڑکی امیری بیگم زوجہ شریف الحسن تھیں جو والدہ فوت ہوئیں مامی علی کی زوجہ احمد النساء دختر کفایت علی تھیں جن سے شریف الحسن، سید محمد اور قریب بیگم عرف امی اور صدیقہ بیگم عرف مندی دختر ان تھیں۔ امیر علی کی زوجہ ظہور النساء "پراسا" کی تھیں ان کی ایک بہن جمیعت النساء زوجہ بنار ت علی بھی تھیں، یہ دونوں رضاعی رسولپوری کی خالہ کی بیٹیاں تھیں جو شیعہ پور لکھنؤ کی تھیں۔

امیر علی کی بیٹی کنیر کبری زوجہ سید حسن رسولپوری تھیں جس سے کرار احمد لڑکا اور والدہ ان سے اقبال احمد والدہ عابدہ بیگم اور والدہ فوت ہوئی

دوسری بیٹی عباسی بیگم زوجہ شریف الحسن تھیں جن سے رقیہ بیگم زوجہ محمد حسن اور ان سے سید جمال اور باب فاطمہ دختر زوجہ زین الدین کوئے جو والدہ فوت ہوئے۔ تیسری بیٹی امیر علی، عابدہ بیگم زوجہ حسین پل کی تھیں جن سے کبیر فاطمہ زوجہ علی عباس تھیں اور ان سے ظفر عباس، مظہر عباس اور عابدہ بیگم دختر زوجہ ظہیر الحسن والدہ۔ عابدہ بیگم زوجہ امیری بیٹی کنیر منورہ زوجہ عابدہ علی رسولپوری تھیں جن سے صرف کنیر بتول دختر زوجہ مظہر عباس اور ان سے دیاض فاطمہ زوجہ حسین علی رسولپوری، دختر عباس، بختیار عباس، مظہر عباس اور عزیز علیہ زوجہ اسرار اللہ اب رسولپوری والدہ ہوئی۔ امیر علی کی چوتھی بیٹی عظیم النساء زوجہ طالب حسین تھیں جن سے مطلوب حسین سلطانپوری اور ان سے جاوید حسین اور ان سے زاہد حسین ہیں۔

رابع الحسن کی زوجہ حیدری بیگم سے ظہیر الحسن تھے جو والدہ فوت ہوئے اور وزیر الحسن پسر اور رقیہ بیگم زوجہ محمد حسن والدہ سید جمال اور طہیہ کنیرہ زوجہ مظہر عباس جن سے مظہر عباس اور تیسری زوجہ شفاوت حسین رسولپوری جن سے اصالت حسین پسر ہیں، چوتھی لڑکی زوجہ کوازش علی سے نیاز بیگم دختر زوجہ حسن رضا ہیں جن سے حسن علی پسر ہیں اور پانچویں دختر حاجہ بیگم زوجہ سید احمد جن سے کلثوم فاطمہ دختر زوجہ جمال تھیں۔

شریف الحسن پولیس میں ڈپٹی ہر شذنت تھے ان کے بڑے صاحبزادے ظہیر الحسن بڑے کھلی، قوی تھے، عابدہ بیگم دختر علی عباس سے تیار شادی ہوئی، دہلی میں جب میری والدہ فوت ہوئی تھیں یہ بھی بیمار ہو گئے اور دہلی ہی میں طاعون کراہا مگر جانبر نہ ہو سکے اور ان کے دو بچے ہو گئے، دوسرے صاحبزادے وزیر الحسن تھے یہ بھی اجیر میں پولیس میں ملازم تھے ان کی شادی کنیر فاطمہ حسین پسر میں ہوئی، ان

کی برات میں چالیس آٹھ تھیں۔ جن سے غلام السید بن جو الینڈ ایئر لائن کے مشین پیلر ہیں اور وہ میں مقیم ہیں۔ ان کے نقلی، غور، شیدہ عباس، نقلی، شیدہ رادوہ سلیم اختر و فرمیں پیران ہیں اور فیروزہ خان و خانم زب خانہ عباس اور زائرہ خانم و وہ مظاہر حسین شہید اختران ہیں۔

فخر خاندان اختر نقی

مقام سے ایم اے عارف ایل بی کیا۔ کچھ امداد کالٹ کی پھر رسول جے منتخب ہو گئے پھر اپنی کارگزارائی اور محنت سے ترقی کر کے شیخ رسول جے اور  
ڈاکٹر کٹ اینڈ شیخ کے عہدہ پر اپنی کارکن کے جے متروہ ہوئے پھر بحیثیت سائبر وزارت قانون اور ۱۱ میں تقرر ہوئی اور وہاں  
سے 2003ء میں برائے ہو گئے۔ یہی فیروز خانوں ڈاکٹر جے اور شیخہ وکرہ جائزہ ہوئی۔ ان کے دو صاحبزادے (انکھو جے۔

شہید قوم

مفتل حیدر بنگ میں آفسر تھے، مفتلہ مغربیہ پاکستان کے لیٹننٹ ڈیوڈن کے صدر تھے، اب شہر اوصاف کے بیکر تھے، وحدت اسلام کے علمبردار 27 جون 2002ء، جمعرات 9 بجے شب کو دہشت گردوں نے شہید کر دیا۔

محسن خاندان، سید جمال

[illegible]

اختر عباس

روسلو پور میں پیدا کئے ہوا قائد مسیحین تھے کہ ان کا تاریخی نام اختر مسیحین تھا۔ 1334ھ میں پیدا ہوئے۔ ان دورانی کے  
 1414 لے تھے۔ روسلو پور میں ابتدائی تعلیم حاصل کی اور پھر والدہ صاحبہ نے شہرہ منہ - کالج میں محمود آباد میں ان کے قابل اندو مسیحین

اور حسین الحسن بھی زیر تعلیم تھے لیکن ہمسایہ حالات کے پیش نظر انہیں آگے تھے، محمد اکی اور درخت محمد رضی اور سونہ کے عزیز الحسن اور  
چکڑ کے ذرا حسین کی پارٹی میں رہے اور پھر حسن عباسی سلطان پوری کی بہادر پور سے آمد پر ان کو بھی اسی پارٹی میں شامل کر لیا تھا، والدہ  
ہائی اور والد کی وفات کے بعد بعض اراضیات کا مقدمہ ان کا مقدمہ بن گیا، علاقہ میں اسی پارٹی کا ذکر ملتا تھا، 1946ء سے  
1947ء تک سادات اور سولہ اور سلطان پور کو ہندوؤں سے محفوظ کرنے میں ان کا سب سے زیادہ حصہ ہے، اور 1946ء کے  
اگست میں مسلم لیگ کی کامیابی میں ان کا زبردست حصہ ہے۔ 1935ء مانی کی نویدگی کے بعد اور 1939ء میں والد کے مرنے کے  
بعد میں حسن مصائب کا سامنا کرنا پڑا، بی بی مراد کی اور حوصلہ سے اس کا مقابلہ کیا۔

عزیزوں اور شہداء اور دوستوں اور برادری کی آباد کاری کے لیے 1947-48ء میں مٹان میں زبردست خدمات سر انجام دیں،  
مٹان اور برادری کو جو اراضیات مٹان کے مضافات میں تھیں وہ سب ان کی جدوجہد کا نتیجہ ہے اور تمام اب ان پر شاد آباد ہیں۔ میر  
چشمی اور قربانی لکھی کہ دوسرا لکھنؤ میں، مکان 11 لاکھ کراہے ہیں مگر خوش نہیں پیتے، غور فرم کر تے ہیں مگر ساتھیوں کا ایک حصہ بھی خرچ  
نہیں کرا تے، تین تین اور اراضیات سے محروم ہو گئے۔

قوی اور مذہبی اتحاد کے لیے ان کی کوششیں یادگار ہیں، مٹان میں مختلف جگہ کے سادات آئے اور ان کی آباد کاری اور مذہبی اور انجمنی کے  
لیے بجٹی کی ضرورت تھی اس سلسلے میں ان کی جدوجہد بے مثال ہے، متعدد بار سادات مومنین کے اجلاس منعقد کرائے اور انجمن یا دیگر  
مستی کی بنیاد رکھائی، سید محمد رضی شاہ گردیزی اور اشفاق حسین گردیزی کے تعاون سے مولیٰ مرید شاہ کی جگہ حاصل کی اور اپنی زمینیں  
کر مسجد تعمیر کرائی، مسجد میں چند مصلیٰ کر کے کچھ حاصل ہوا اور کچھ نہ ہوا، یہ انجمن کے دوسرے صدور تھے۔

گھر بنا کر بیٹیاں اور کام کے گواہی اور سہ سے شکر کا شکر ہو گئے تھے، 28 جون 1981ء کو تین حسین والے مقدمہ کے لیے پریمر کورٹ  
میں لاہور جانا پڑا اور وہیں لاہور کے ہونے کو انہوں نے بہت کوششیں اور بھاگ دوڑ کی مگر کچھ پتہ نہ چلا۔

عمودہ بیگم اختر محمد امجد اب زوجہ ہیں۔ یوسف اختر بگڑا عباسی، کلب عباسی، جعفر عباسی، ذکی حسین، علی حسین، سعید حسین پسران ہیں۔  
الحیدر و بیگم زوجہ فرحت عباسی، فخرین طاہرہ زوجہ علی علی، ناہیدہ اختر زوجہ اقرار حسین، ولدہ رضی احمد، جیم اور طاہرہ دختران ہیں مکان  
نمبر 1305 وارا نمبر 14 اندرون بوڑھٹ سیٹل ہوئے۔

نقیار عباسی 15 فروری 1927ء کو سولہ میں پیدا ہوئے۔ 1948ء مٹان میں ساجدہ خانم و دختر شہاب الدین احمد سے شادی  
ہوئی، محمد باقر، الطاف باقر، رفعت باقر، حسین باقر، اسد باقر، نبی باقر پسران ہیں مکان نمبر 1305 وارا نمبر 4 مکان شیر میں سیٹل  
ہوئے، پھر 1965ء میں موضع طرف دائرہ کے چاہو بڑوالہ پر اپنی 11 لاکھ شدہ زمین پر مکانات بنوائے اور وہیں سیٹل ہو گئے۔ مختار

عباسی بھی سولہ میں پیدا ہوئے 1948ء میں فیروزہ خانم بنت وزیر الحسن سے شادی ہوئی، عرفان حیدر، رضوان حیدر، عمران حیدر  
پسران ہیں اور شہیمہ طاہرہ زوجہ کاظم، انوارہ خانم زوجہ محمد باقر، طاہرہ دختران زوجہ محمد ناصر باقر ان ہیں۔ یہ بھی موضع طرف دائرہ چاہو  
11 لاکھ والہ پر 11 لاکھ شدہ زمین میں مکانات بنا کر سیٹل ہوئے، انہوں نے انجمن نے اب سلطان کے علاقہ میں 2-2 سڑکیں بنائیں اور  
پولی منت و جدوجہد سے کاشت کا سامنا کرنا پڑا، فصل خوار سے بچنے کا طریقہ۔



خاندان مرزا علی

۲۳۳  
 (سید محمد زین) ۲۳۲

سید محمد علی

سید میر (محمد بن)

علاء الدین

سید زاهد

سید زید

سید ابراهیم

سید فضل

سید محمد (پارچه)

جمال الدین

سید علی

سید محمد

شهاب الدین

سید حسن

سید علی

سید علاء الدین

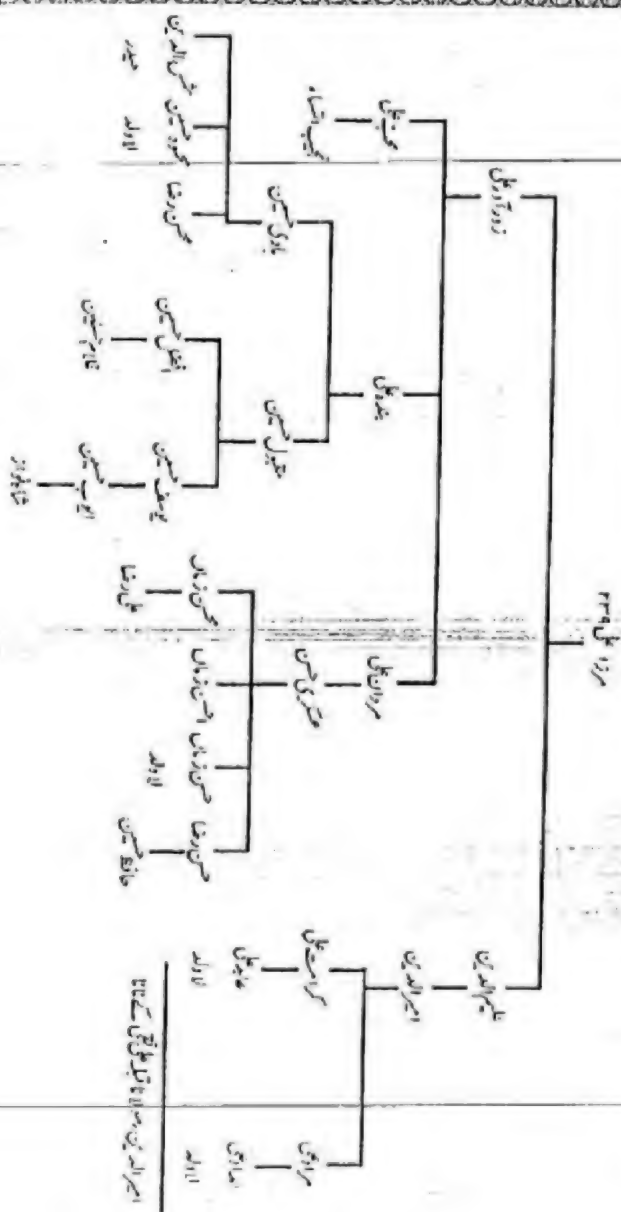
سید علی اکبر

سید علی

محمد

۲۳۲

۲۳۳



## احسن زماں

1947ء میں دہلی میں تھے جب ہمارا قاتل جون 1947ء میں ہمارا قاتل پہنچا تو ہمیں شیر سے بچنے کا آٹا کر دیتے تھے کیونکہ دہلی میں مذہم ناپید تھی۔ 51-52 روپیہ کی سیرماتھا جس کی میں ہمیں لاکر دیتے تھے۔ لیکن شہرگردہ میں آگے تھے ان کے چکی پوری سید و بیگم دختر شہاب الدین سے شیر میں اور اقبال فاطمہ دختر تمیں انہوں نے دوسری شادی فتح النساء دختر جعفر حسین رسولپوری سے یہاں مکان کی جی جن سے آخر میں اور لڑکے ہیں۔

## محسن رضا

گوالیار میں ملازم تھے، بڑے باطن اور محبت کے انسان تھے، 1947ء میں ہستی دائرہ ملک میں سیٹل ہوئے یہاں اور شریف الحسن کے داماد تھے جن سے حسن علی واحد پسر ہیں، دوسری شادی محمد غازی رسولپوری کی دختر عسکری بیگم سے کی جن سے شہید رضا پسر ہیں، عسک الدین حیدر نایک ڈراور ہے پاک بہادر انسان تھے۔ یہ بیٹی انجمن ملک کے قریب ایک مندر میں سیٹل ہوئے، ان کے شہم حیدر، منیر حیدر، محسن فاطمہ، انیس فاطمہ، نفیس فاطمہ دختر ان ہیں۔ تمام مسنین کی اولاد اور وہ خود ممتاز آباد ملک میں سیٹل ہوئے۔ شاہ رضا، قمر رضا، اکبر مہدی، حامد رضا، حسن خاتون، علیس فاطمہ، کنیر فاطمہ، کوثر فاطمہ، نورین فاطمہ اولاد ہے۔

## شاہ نواز

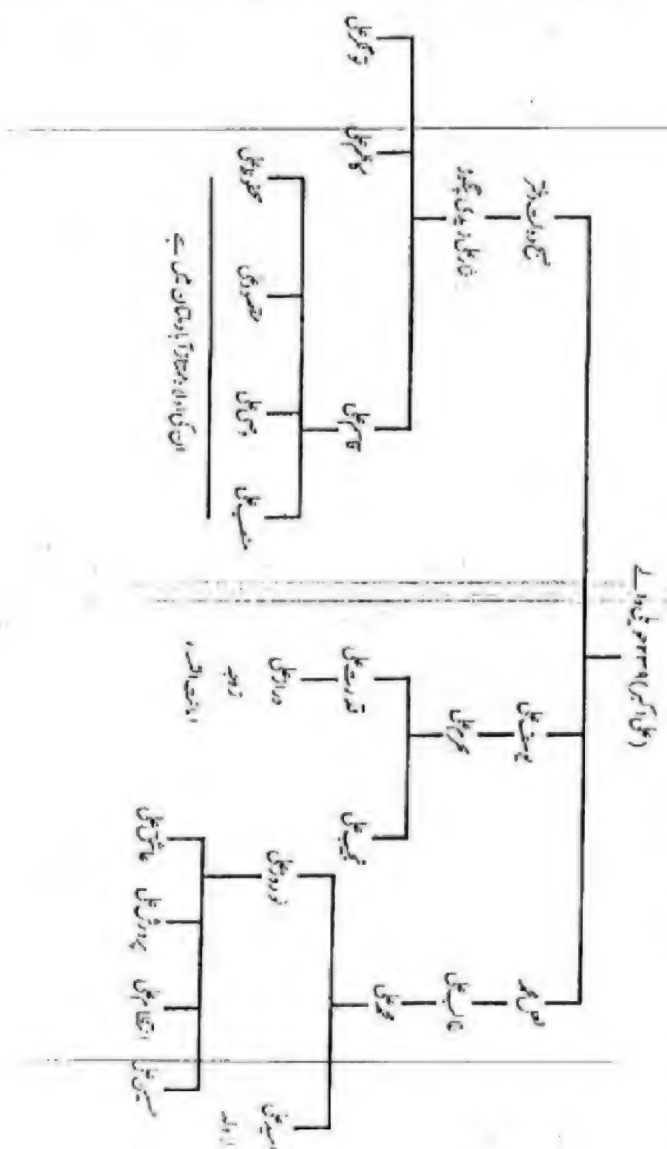
شاہ نواز کا خاندان رسولپوری شہر بیگم دختر عسکری حسن اور زامہ بیگم زوجہ امیر حسن 1947ء میں سلطان پور میں تھا، پھر سب کے ساتھ امیر حسین کی حویلی میں آکھتے ہوئے پھر سب کے ساتھ محمد عسکری کی کوشش سے پلہ آگے اور کپ میں پناہ حاصل کی اور وہاں سے دہلی مسوری گیت کالج میں اور قریب بارغ میں مسلمان کے مکان میں رہا، پاش اختیار کی، جب قریب بارغ میں آگ لگ گئی تو کھو شادی کے ساتھ کپ میں جو مسلم ٹیک نے قائم کیا تھا ہے، پھر مسلم ٹیک کی کارکن نور العباد نے شیر پور قریب پہلی بھیت اپنی کوٹھی میں ٹھہرایا، 40 ماہ ٹھہر کر نور العباد کے رشتہ داروں نے رام پور میں اپنی کوٹھی میں ٹھہرایا پھر مہم کا زمانہ تھا، نواب رام پور کے دروغ نے اپنے مکان میں ٹھہرایا، 6 سال تک رہے پھر کراہیہ مکان لے کر قریب کیا، سید محمد عابدی کا جو رام پور کے مقامی تھے کے صاحبزادے علی محمد سے فیہم فاطمہ کا رشتہ ہو گیا جس سے سید محمد عرف اقبال، زرینہ صدیقہ خاتون، عابدہ خاتون، سہر حسن خاتون اولاد ہے۔

رام پور سے پہلے شاہ نواز دہلی آئے یہاں اس نے راتوں میں لکھتے پڑھتے کا کام کیا اور دوسری روز دہلی میں رہا، پاش اختیار کی،

جس کے والدین نے اس کی شادی کر دی تھی۔ اس کی شادی کر دی تھی۔ اس کی شادی کر دی تھی۔  
 بعد ازاں والدہ دور شیم دہلی آ گئے اور اس پر دہلی میں بڑا کافی میں ایک سرکاری خلیہ کو کھست سے رہ گئے۔

شاہ نواز نے ایک ہندو خلیہ عمید عرف دینا سے دہلی میں شادی کی جس سے سید محمد نواز اور سید احمد نواز ہیں۔ شاہ نواز دہلی  
 میں اپنا رسالہ لکھتے ہیں۔

کثیر ناظر کا اندر دیا مکتب 17 02-1992

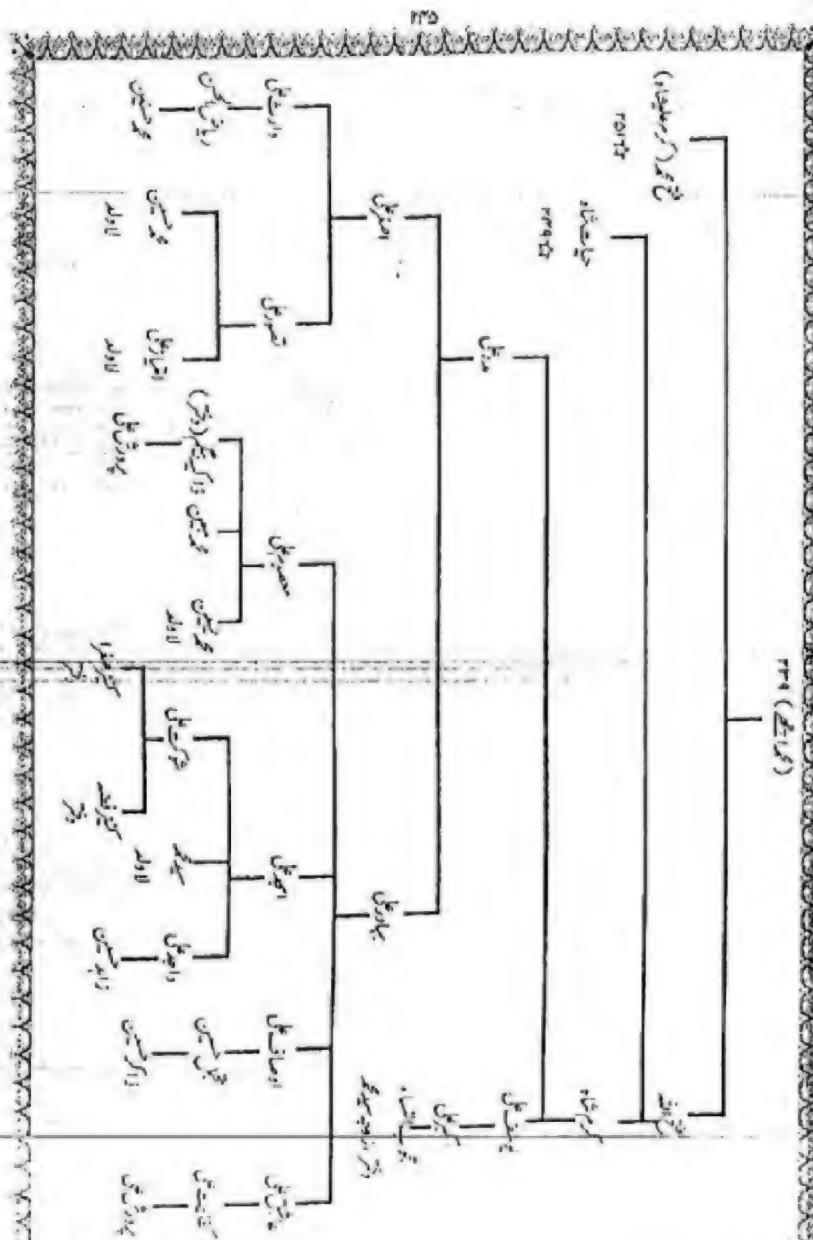




یہ تمام ممالک پر کے گوشہ شرق میں آباد قوموں میں نے بچپن میں ان کی کوئی دشمنی نہ رہا ہے۔ یہاں پر کسی کوئی نہیں  
اور کوئی کافی حد تک بدعت کی طرف۔

سلطان پر سے کثیر تعداد میں سادات بولی۔ سی پی انڈیا میں سہ ۱۸۵۷ء کے تہذیب میں منتشر ہو گئے تھے اور ان میں سے  
ساتھ ٹارٹل نے بھی بنام میں سلطان پر کا کچھ حصہ حاصل کر لیا تھا، چنانچہ بولی کے شرق میں ایک کافی علاقہ تھا، اسی میں سید آل حسن  
نے ہندوؤں سے مل کر ہندوؤں کو اپنا تھا، جس میں سلطان پر کے گورنر کے بھائی اور بھائی گاتے تھے، اس پر کافی بھگڑا بھی ہوا تھا لیکن یہ  
مندر برقرار رہا۔

☆ اولاد مل محمد اور یوسف علی کے متعلق مجھے معلومات میسر نہ آئیں اگر ان کی اولاد میں کوئی ہو تو وہ اس شجرہ میں خود  
اضافہ کرے۔



## پرورش علی

کلاہٹ علی والدہ ذیل النساء سو پورہ خاندان لائبرٹ علی سے جس میں علی کی زوجہ ایک بیگم مصومہ علی کی دختر تھیں جس سے صرف ایک ہی اولاد پرورش ملی تھی اور ذاکہ بیگم عرف راوی ذکی بھر نہیں اور محمد حسین کی بیٹی تھیں۔ سو پورہ کی صاحبیت سے سو پورہ میں بتول النساء کی ذمہ داری پر مکان یا پارک گاہ بنا کر اس ماہ سے خاندان نے رہائش اختیار کر لی تھی۔ مستقل طور پر راوی ذکی تنہا یہاں رہتی تھیں اور ان کے بھائی اور پرورش علی سرٹھ میں ایک ہندو محل پر شاد کے پاس رہتے تھے اور انکی زمینوں اور کاروبار کی دیکھ بھال کرتے تھے صرف ایام عہدہ و جہلم میں سو پورہ آتے اور بڑے ملکہ و عقیقت سے عزاداری کرتے تھے اور دونوں بھائی "عہدہ و جہلم" کے لقب سے پادریے جاتے تھے۔ پتہ نہیں کیا کہ دونوں بھائیوں کے گھر میں سہیل پر شاد کی لڑکیاں آگئیں۔ محمد حسین کے گھر میں بڑی لڑکی تھی وہ اپنے ساتھ ایک لڑکا بھی لائی تھی۔ لیکن ان کے خلف سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ یہاں نہ ہوئی بلکہ محمد حسین کی اولاد سہیل پر شاد کی لڑکی سے موجود ہے۔ پاکستان میں آنے کے بعد ایک مرتبہ میں اور علی عباس دونوں بھائی سعید اللہ بن احمد سلطانہ زوی اسرہال لاہور کے دفتر میں گئے تو وہاں ان کی سیٹ کے برابر ایک صاحب بیٹھے تھے۔ میں تعارف کے لیے ان سے مخاطب ہوا تو انہوں نے کہا کہ میرا نام فتویٰ ہے اور میں سعید صاحب کا بھائی ہوں اور محمد حسین کا لڑکا ہوں میں حیرانی ہوئی اور کہا کہ ہم بھی سعید صاحب کے بھائی ہیں اور محمد حسین سے بھی واقف ہیں ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ بھائی سعید کے آنے پر انہوں نے میں تجلیہ میں بتایا کہ یہ محمد حسین کی بیٹی جو سہیل پر شاد کی لڑکی سے کلین سے پہلے ہندو خاندان کے خلف سے ہیں۔ یہ لوگ لاہور میں ایک مندر میں رہتے تھے اور راوی ذکی خلف شاد گرج میں بھائی سعید و فیروز کے گھر میں رہتی تھیں۔ ایام عہدہ و جہلم میں لاہور سے آئے تھے اور بڑی عقیدت مندی اور غلوں کے ساتھ عزاداری کرتے تھے۔ جب مکان میں آباد کاری کے لیے انہیں کاسلا شرواع ہوا تو پرورش علی نے حسین آغاہی کے محل میں ایک بہت ہی بڑی سنگین عمارت لائٹ کر لی اور پھر ماہ سے اس میں آباد ہو گئے۔

پرورش علی نے سو پورہ میں غلوں پر لکسن کی انگوٹھی بیٹی سے شادی کی تھی جس کو پرورش علی دو چار دن بعد ہی چھوڑ کر سرٹھ چلے گئے تھے اور وہ مصومہ علی رہی۔ مکان آکر انہوں نے جلی بیگم جو بازار میں حرم گیت مکان کی نوخیز علی تھی رسم و رواج کا اتنا اندہ شادی کر لی۔ نکاح مولا باہتین مرحوم اور مولا باہتلی احمد نے اس کے مکان پر ہی پڑھایا۔ چچا و بھائی آلہ کی بھی شریک نکاح تھے جس سے اولاد نہ ہوئی اور ایک ناکھ لڑکی محمد موجود ہے۔

مکان سے باز کر بہت جلد بیگم لاہور میں رہائش اختیار کر لی اور صرف ایام عہدہ و جہلم میں مکان باہتلی والدہ کے پاس آتے تھے لاہور میں پرورش علی کی عمر بیس کے باعث جانی بیگم دوسرے گھر چلی گئیں اور ان کی اولاد کی سال ۱۱ ہورہہ ۲۰۰۲ء میں سریک سدھار گئے۔

فائدہ خاندان حرا علی کے دیگر حسین زادہ حسین کراچی میں پیش ہو گئے اور ان کی اولاد ہیں ہے۔ شوکت علی بکر علی پور شہلی کے داماد تھے۔ لوگ گواہیاں دیں تھے اور بھائی سعید الدین بھی ان کے پاس تھے۔ کٹر فاضل بھائی سعید کی بیوی تھیں جن سے صرف عزیز الحسن لگا ہے۔ بھائی سعید الدین سے دوسری شادی سعید و دیگر دختر سعید الدین اس خان بہادر عبدالرشید بھٹی سے کی جن سے ایک لڑکی انوار مریدہ سید و قاضی ہے اور شادیان میں مقیم ہیں۔ پاکستان میں 1948ء میں نائب قومیہ اور پھر مال افسر ساہیوالہ اور اور اور اور اور دیکر کرنل رہی کراچی کو چلے گئے۔

عام مسنین نے پہلی شادی کینیز مہارے کی جن کے اسل سے سلیم مسنین، مشتاق مسنین اور علی قلی لودلو فریڈ ہے اور ڈاکٹر  
لورڈ وفاقون نے جب انکی بیٹی ونگل اور ڈاکٹر پرینڈیہ رائے مسنین دختران ہیں، دوسری شادی کوثر بیگم بنت سجاد مسنین سے  
کی جن سے سلیم مسنین، علی مسنین، ربیع مسنین اور ناصر و رضا پیران ہیں اور ایک لڑکی اور مسنین نامکدھ ہے مختار و نعلبان میں دہلی

ان کے دادا اکرم شاہ کی بیوی کا حکم علی خاں و ذوالفقار علی روپور کی دختر حمیدہ سے لے کر دو بیویاں آباد ہو گئے تھے۔  
 لاکھو مسین مکان کی زمین میں سے ۵۰ سہا سہا علی نے دی تھی۔ ۵۰ سہا سہا علی اور چار بیویاں انکس کو میں نے بچپن سے دیکھا تھا یہ  
 نہایت پاکیزہ، ہستی، پرہیزگار اور بڑے مومن لوگ تھے، خود کھانا پکاتے تھے، کوئی عورت نہ تھی۔ 1945ء میں جب ہمارا مقدمہ  
 دہلی کی کورٹ میں تھا چار بیویاں انکس نے مجھے سو رقم کاٹل جو بڑا کیا تھا جس کو میں نے مسجد امیر علی میں شروع کیا تھا ابھی چند ہی  
 ہوئے تھے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور میرے بہنوئی اسرار اللہ اب وہ یہ کھان دہلی میں ساخیل پر سوار جا رہے ہیں  
 یہی بندھیں اور بازار میں ملاو کا ایک بم فیر تھا پھر ساخیل اور اسرار صاحب صاحب ہو گئے اور جاو مسجد دہلی کی پشت پر چاروڑی  
 ایک لاکھوں کی تعداد میں لوگ جمع تھے میں تھا وہاں جا کر بیٹھ گیا اور لوگوں کے ساتھ زور زور سے رانے لگا کہیں سے تقریر کی آواز  
 تھی۔ اب جو میں نے سنا تھا کہ دیکھا ہوا امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی بیوی تصور تھی سر پر سیاہ عمار اور جسم پر عمار اور زانو  
 شریف فرماتے۔ دونوں زانووں پر ذوالفقار ہے میں نے عرض کیا ہوا یہ جو ہندوستان میں ہو رہا ہے اس کا کیا ہے؟ فرمایا اگر  
 بتادیں کیا ہو گا تو تم ابھی سے مر جاؤ گے۔ دوسرا سوال میں نے یہ کیا کہ ہوا ہمارے مقدمہ کا کیا ہے؟ فرمایا اس میں تم

کامیاب ہو جاؤ گے۔ یہ خواب میں نے چچا ریاض الحسن سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ کسی سے بیان مت کرنا چنانچہ چند ہی روز میں لاہور سے خوشی کا ٹوکس آ گیا اور ہم یہ مقدمہ جیت گئے۔

### ڈاکٹر محمد حسنین (انٹرویو 15-10-1989)

یہ خاندان رسول پور میں آباد ہو گیا تھا۔ اور علی کی زوجہ "مولیٰ" صادق علی رسول پور کی دختر تھیں مسعود علی (نانا راقم) سے وہیں لے کر مکان بنوایا، یہی وہ ترک وطن تھی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ڈی، آئی، ایم، ایس کا ڈیپلوما حاصل کیا۔ پولیس میں پریکٹس شروع کی، مسود علی پولیس میں تھے والدہ ریاض الحسن رسول پور میں مقیم تھے جب گاؤں لانا تو سب کے ساتھ پولیس آ گئے۔ اور وہاں سے کئی مہینوں کے بعد اور علی آ گئے، ایک ماہ قیام کر کے انہما کے ہمراہ ملٹری کینٹل ٹرین سے راولپنڈی آ گئے اور وہاں سے لاہور آ گئے اور یہاں پریکٹس کی دانتیا زلی کا انتقال 1952ء میں لاہور میں ہوا، یہ لاہور و وزیرستان میں دفن ہیں۔ ریاض الحسن 1959-60ء میں لبنان میں فوت ہوئے اور مسعود وزیرستان میں دفن ہوئے۔

لاہور سے پاکستان آ گئے اور یونیورسٹی میں پریکٹس شروع کی۔ اور میڈیکل ہل بھی کھولا، اس کے بعد مسعود میڈیکل کیمپوں کی انجینیئرنگ حاصل کی اب خاندان راولپنڈی چک نشتر پر اپنی بلڈنگ بنائی ہے اور کاروبار کرتے ہیں، جاوید انجینیئرنگ کے نام سے کروڑوں کا کاروبار ہوتا ہے۔ یہ اس لحاظ سے ہمارے سادات میں ایک نام ہے، ڈاکٹر صاحب باقاعدہ فیس و ڈکواؤ نکالتے ہیں اور بہت سوں کی دعا دہی کرتے ہیں۔ سارے بچے بھی ان کے ساتھ کاروبار میں شریک ہیں، زوجہ فاطمہ دختر شتیاق حسین بخیرہ کرل کر تھیں۔

### شجرہ انانٹ از کا غذات سید امتیاز علی، نقل رضا

کرم شاہ (علی) کی زوجہ خواجہ ہرستم علی رسول پور، جو سید علی کی زوجہ تھیں اکبر علی کی دختر محبوبہ انسدادہ زوجہ سید محمد علی کی زوجہ  
زوجہ دختر بشارت علی رسول پور، کرم علی کی دختر دوسری زوجہ ذوالفقار علی عرفی لاہور، بہادر علی کی زوجہ شیر بانو دختر جمیعت علی ولد سید علی  
بہادر علی کی دختر محمدی زوجہ دایہ علی ولد صدیق علی، مسعود علی کی زوجہ کاظمی بیگم، امجد علی کی زوجہ محمدہ، اوصاف علی کی زوجہ کاظمہ دختر علی شاہ  
عاشق علی کی زوجہ بتول انسدادہ دختر بہادر علی رسول پور، ککارت علی کی زوجہ فاطمہ دختر مسعود علی، امجد علی کی زوجہ دختر دایہ علی، مسعود علی  
کی زوجہ محلی بیگم دختر محمد علی اکبر علی انسدادہ علی کی زوجہ مسعود دختر عیسیٰ علی، عیسیٰ علی کی زوجہ کبیرہ زوجہ بنت کرامت علی اور علی  
الحسن کی زوجہ نصیر بیگم دختر محمد علی جو کہ محمد حسین کی زوجہ تھیں فاطمہ دختر شتیاق حسین، مسعود علی کی دختر شمس زوجہ صاحبہ، مسعود علی کی دختر  
ناجی بیگم زوجہ علی حسین۔





## مولانا علی نقی شاہ

مولانا حامد حسین مجید لکھنؤ کے مشہور تھے نہایت تقویٰ پر نیز گورنمنٹ ٹیچنگ کالج لاہور میں 1918ء سے تدریس کیا کرتے تھے۔ مولانا کی تعریف کرتے ہیں، مگر مذہب کے لوگ بھی ان کی تعریف کرتے ہیں۔ 1918ء میں سلطان پور میں انتقال کیا۔ اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔ ان کی والدہ امیر الدین (۱۳۴۰ھ) کی دختر تھیں۔

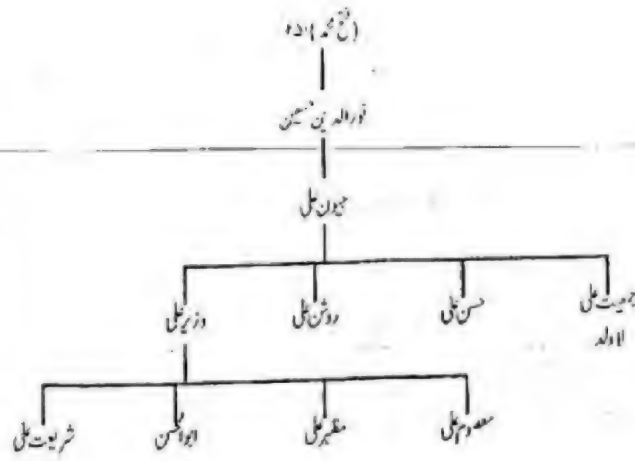
زوجہ بسم اللہ بیگم تھیں جن سے شہاب الدین احمد اور زین الدین محمد دو صاحبزادے ہیں۔ شہاب الدین کی زوجہ بی بی فاطمہ کریم پور شاہ علی کی دختر تھیں۔ آگرہ میں گیارہویں صدی سے وہ ہیں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے ان سے سعید الدین احمد اور غلام حسین اور ازین اور سہیل سعید و بیگم زوجہ امیر حسین والدہ امیر حسین اور کنیز فاطمہ زوجہ ابوب حسین اور ساجدہ و خاتون زوجہ بختیار عباس راقم اور زائرہ و خاتون زوجہ بی بی حیدرہ مغربی دختر ان ہیں۔

زین الدین نے 1947ء میں کرل محلہ قس کے ذریعہ سادات کو نکالا اور پل پٹنیا، علی پور، اب فاطمہ دختر محمد حسن (خاندان امیر علی) جو لاہور فوت ہوئیں دوسری بیوہ و خاتون دختر حامد علی سوہانی ہیں ان سے بھی کوئی اولاد نہ ہوئی، لیکن میں انتقال کیا، انہوں نے مسجد حیدرہ گلشن میں دو کثیر صرف کیا اور مومنین کے لیے گلشن کے علاقہ میں قبرستان کے لیے اراضی خریدی جس میں بھی ان کا دو کثیر سرمایہ تھا۔ خاندان سے ۱۱۱ سال تھے، اپنی ساری اراضی سلیم حسین ملے بھائی کے پوتے کے نام کر دی۔

## سعید الدین احمد

گوالیار میں منکر و بوند میں کھڑک تھے 1947ء میں سیدھے ملتان آئے۔ مسٹر اختر حسین فاضل کٹر لاہور نے صاحب تحصیلہ اور بھرتی کیا اور وہ سلطان پور تحصیل سلی میں مقرر کیا جہاں مہاجرین کی آبادی کاری کے سلسلہ میں گراں قدر خدمات سر انجام دیں بعد ازاں عکری میں تیار ہو گیا اور پھر اس مال لاہور مقرر ہوئے۔ اپنی اہلیت اور قابلیت کی بنا پر اپنی بیکری اشیا کرپشن لاہور مقرر ہوئے اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔

غلام حسین: بیویوں اپ بیکری ملتان میں ملازمت ہے، پہلی بیوی کنیز و فراغت شوکت علی سے دو فرزند و خاتون زوجہ اختر تقی اور ناز پورین زوجہ راشد حسین دختر ان ہیں اور سلیم حسین و شقائق حسین اور علی تقی پسران ہیں۔ دوسری بیوی کوثر فاطمہ بنت سجاد حسین ہیں جس سے دو بچے حسین علی حسین، دینی حسین اور احمد و شاہ پسران ہیں اور ایک لڑکی لارم نام تھوڑی ہے۔



ان اولاد کی نقل و کتاب نہیں ہے۔ اگر کسی

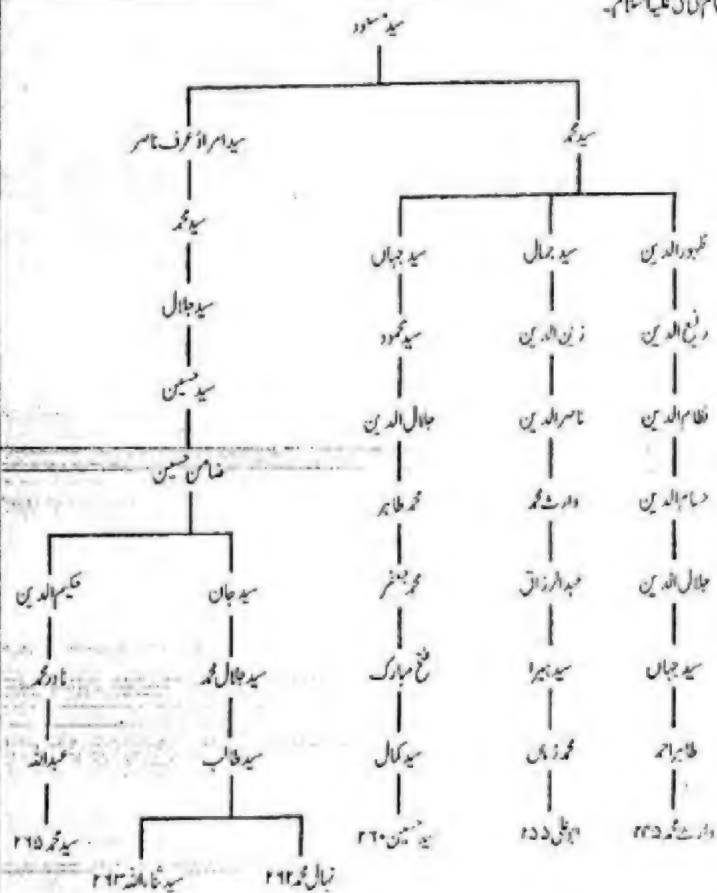
شخص کے پاس مخطوط ہو تو اضافہ کر لیں۔

for

## سادات نقوی البخاری سلطان پور

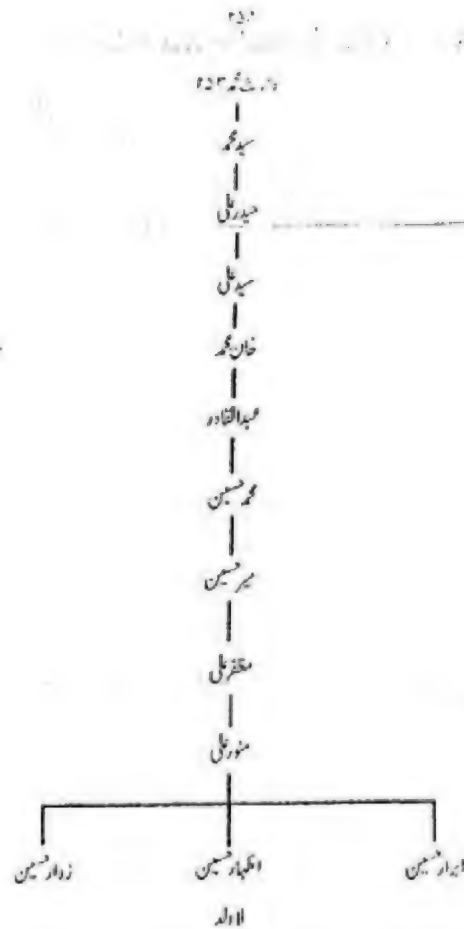
مطابق نئی پیر علی رسو پوری (فضل رضا)

اولاد سید مسعود بن عزالدین احمد ..... محمد وسید جهانیاں جلال الحق والدین ابو عبد اللہ انیس بن گیر اللہ بن احمد  
بن سید جلال اللہ والدین اشرف احمد خاں ابی ہاشم علی بن جعفر بن محمد بن احمد بن عبد اللہ بن علی الاشعر بن ابو عبد اللہ بن جعفر قزاق  
بن امام علی بن علیہ السلام



سید مسعود کے اہل و عیال کا ذکر ہم جہاں تک ممکن ہو کر لکھ رہے ہیں۔

سید جاست ملو، ایڈیٹر۔ دور اچھنڈی میں ہیں اور یہ نقل کسی ایسے شخص کی طرف سے کی گئی ہے جس میں اس سید کو کوئی ایسا کتاب ہونے میں



منور علی ایک نوجوان لیس ہے ماہوں نے کہا ہے شاد اور ولی تیر کی قی جو در سزا قی صدر گیت انتخابی خواہ ورت اور چتر کا تھا۔  
 امام بارگاہی قیصر کرنا تھا جس میں مجلس اعزاء و پادری تھیں، 1947ء میں میں ولی سادات کی آخری پناہ گاہی امجد حسین میر تھ  
 میں کسی سند و سند کے بغیر تھے یہ جب تک سلطان پور میں رہے آخری وقت تک مسجد امیر علی میں شہار پڑھتے رہے۔ ان کی اولاد اور  
 زوار حسین کی اولاد کراچی میں آباد ہے۔ دونوں برائی رنگین طبیعت کے انسان تھے۔ امجد حسین کا انتقال 1947ء میں لاہور ہی میں ہو  
 گیا تھا۔ علی بڑی سے امجد حسین اور دوسری سے حسن شاد اور امجد حسین دلا کے تھے۔ اولاد کراچی میں ایک بڑی آپائیں، وہ غیر وقت میں والد  
 صاحب نے عقد کر لیا تھا ایک سال بعد ہی والد صاحب کا انتقال ہو گیا بڑی نیک اور عبت کی ماں قی میر تھیں نے عقد نکاح کر لیا تھا۔

طالب علی

محمد سالم

1

۱  
ماہنامہ

سید علی

بِسْمِ اللَّهِ

قاسم زماں  
اولد

فلسفہ زماں

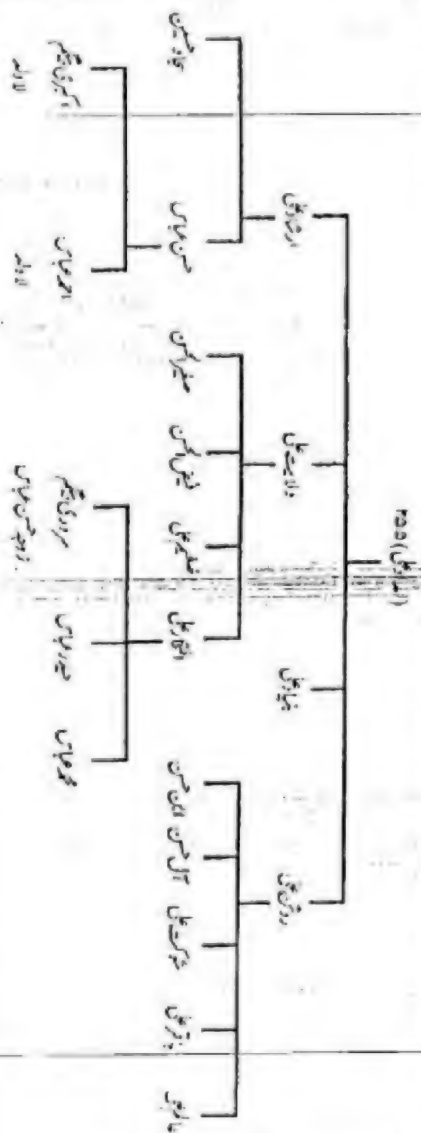
علامہ عثمان  
الاولد

امداد علی  
۲۵۷

نظامی  
۱۵۶







سن عباس، احمد عباس، خاندان سن عباس کی ۱۹۵۱ء میں شہید ہوئے۔  
 اکبری حکم پاکستان میں بہادر راجہ پتہ سولہ گھر عباس کے پاس  
 آج بھی جس جگہ باغیچہ ہی ہے وہ جگہ ہے۔

۱۹۵۱ء میں، خاندان سن عباس کی ۱۹۵۱ء میں شہید ہوئے۔

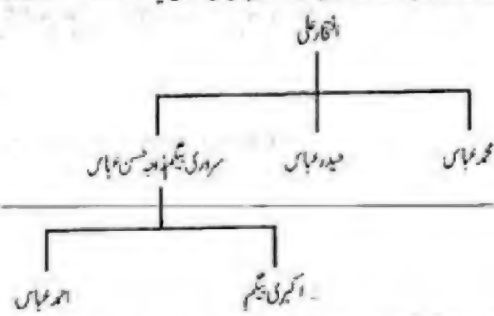
ان دنوں کی شہریت اور تعلقہ میں۔ ان کے علاوہ والدہ پل سے کوئی۔ میر کا مہمان سے قرینہ کی۔ باقی اس  
من جت سے پل میں تھی اور ان کی تمام نقل بھی اسی محل میں رہی۔ میر اور اولیٰ سلطان پور میں رہے۔ مہمانوں کی اکثر میر و باقی مہمان  
روپیہ کی والدہ جس ۱۰۰ روپیہ اکثر خود مسکن کی والدہ جس ۱۰۰ روپیہ سید آل حسن کی۔ میر کا مہمان کی مذکورہ قریب آبادی کے رہنے والے تھے۔ والدہ  
اور میر اور اولیٰ کی زوجہ معصومہ انسا، بھوکہ کی تھیں۔

### سید آل حسن (انتروی)

۱۸۸۵ء میں سلطان پور میں پیدا ہوئے تعلیم مکنت تھی۔ فیر وار تھے اور تحصیل پکیری تھان میں انڈور سوخ قمار نام تھا۔  
۳۰ مئی ۱۹۴۷ء بروز جمعہ گیارہ بجے رات امیر مسکن کی کوئی سے میں اور ذین الدین اور امیر مسکن کمار کے راست (دو باغے) ہنا کا  
سامنے ملاقات (دو باغے) ہنا پار کی اور چور پھنے۔ ۳۱ مئی ۱۹۴۷ء چنے کے انکسشن سے بلند شہر آئے اور وہاں سے بذریعہ ریل دہلی آئے  
گئے۔ ذین الدین اور امیر مسکن پل آگے اور میں ٹرین پل کے پاس ریل رو گیا، پل سے یوسف بچوں کو لے آیا، ہم پندرہ خریف (حزار  
شہید چہارم دہلی) میں اکٹھے ہو گئے وہاں سے ہمیں کے مقبرہ میں منتقل ہو گئے۔ ذین حسن، عطاء عباس، یوسف اور ستورات و بیوی  
پوتے بذریعہ سٹیشن ٹرین روانہ ہوئے۔ جائیداد پر ہندو کی گاڑی کے دو ڈے گاٹ دیئے، والا ہو پھنے جب گاڑی میانوالی پہنچی تو ہمیں  
اتار دیا گیا۔ سوئی ٹرین دیا نیل تحصیل میانوالی میں گیارہ سو کٹال رقبہ پڑوں کو ملا اور سو کٹال مجھے ملا۔ مکی جائیداد کے پاس میں کوئی  
جائیداد حاصل نہ کی۔ گراہ پر رہتے تھے۔ باقر علی مہمان حسن، عطاء عباس اور یوسف میرے ساتھ رہے تھے۔

والدہ بیکہ انسا، دختر چاہیت علی جاگیر دار سو پڑی، دواڑی، معصومہ انسا، بھوکہ، بشیر بھٹی، بیکہ، ذہبہ، افتخار علی، بھوپتی، مغری، بیکہ  
زوجہ بھوپتی، سو پور، دوسری مہمان بیکہ، ذہبہ، علی علی گڑھ صاحب اولاد ہیں۔

میرے خاندان میں افتخار علی پر شہادت نفل بہادر تھے یہاں سے انتقال کیا۔



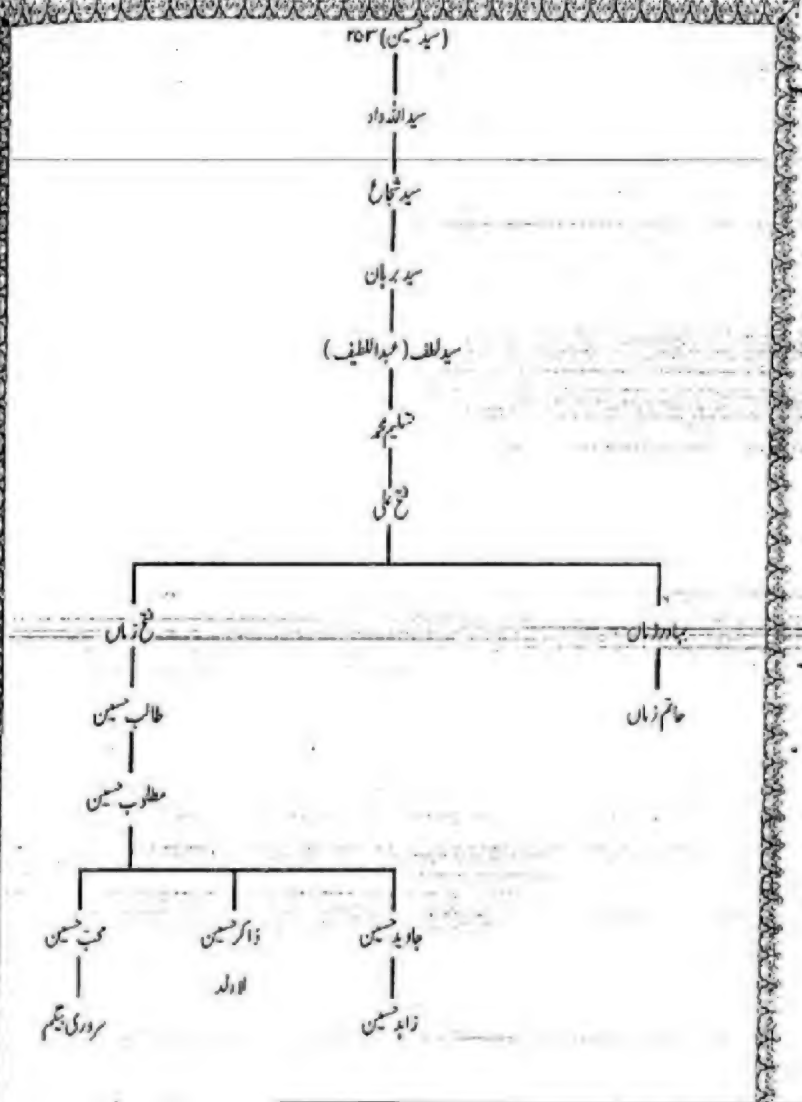
[illegible]

سید مسعود کی قبر پر گواہ سلطان پور میں ہے 29 شعبان کو ان کا سر ہی ہوتا تھا، پھر اسی سید مسعود کا سزا ملا جس نے بتایا ہے جو میں نے دیکھا ہے یہ اسی وجہ سے کہ سلطان پور کے راستہ آتے جاتے تھے ان کے حجاز سے اینٹ لکھا کر چولہا بنایا تو ان کو درد ہو گیا، خواب میں سید مسعود کو نظر آئے درختم ہو گیا اسی لیے انھوں نے پھر اسی ان کا سزا بنایا۔

عمر علی اور محمد عسکری عرف سید بچکڑ کے تھے۔ سید عباس اور پولادی والدہ وان کی بہن تھیں یہ سید عباس کے پاس رہتے تھے۔

میا فوالی آل حسن سلطانپوری

22-04-1992



مطلوب حسین کی زوجہ احسان علی کی دختر تھیں، زادہ حسین طالب گرامی میں ہیں۔

سید عبداللطیف

مطابق اردو انجمن لاہور اور نگریب عالمگیر کے استاد تھے، محبت علی پاکستان آئے تھے ان کی صاحبزادی سروری بیگم کا عقد  
مجاہد احمد سے ہوا تھا، جو شادی کے ایک سال بعد انتقال ہو گئے، سید احمد کی بیوی شادی تھی۔ سروری بیگم پچیس اب کہاں ہیں۔

الہیہ کامستان رضا زہرا کا الحسینہ رسولدار

مجاہدہ نسیم

آستانہ خمالیہ حضرت قندلہ

الہیہ ریاست حسن زہرا کا الحسینہ

رسولدار

محلہ مسلمان اور پاک پتی شریف



سید نبیل الدین (رحمہ)

بان الدین

نظام الدین

مسور الدین

سید قاضی

دعوت اللہ

دعوت اللہ

فضل حسین

خادم حسین  
لاولہ

نصرت حسین

نادر حسین  
نہج صاحب النساء

غسان علی

عزت علی

امام علی  
محمد حسین

ان کے متعلق علم نہیں، اندازہ دہتی کر لیں۔

۱۳۳۳  
(سید قاسم)

مصطفی الدین

محمد علی

ابو محمد

جلال الدین

عادل محمد

نور محمد

محمد عباس

امیر علی

غلام علی

رواق علی

عکرم حسین

بیت قاطر

بدرت علی

تقدیر حسین

محمد علی

لااله

نور علی

لااله

بشارت علی

نور علی

قرآن حسین

لااله

امیر حسین

بیت قاطر

مصطفی علی

مصطفی علی

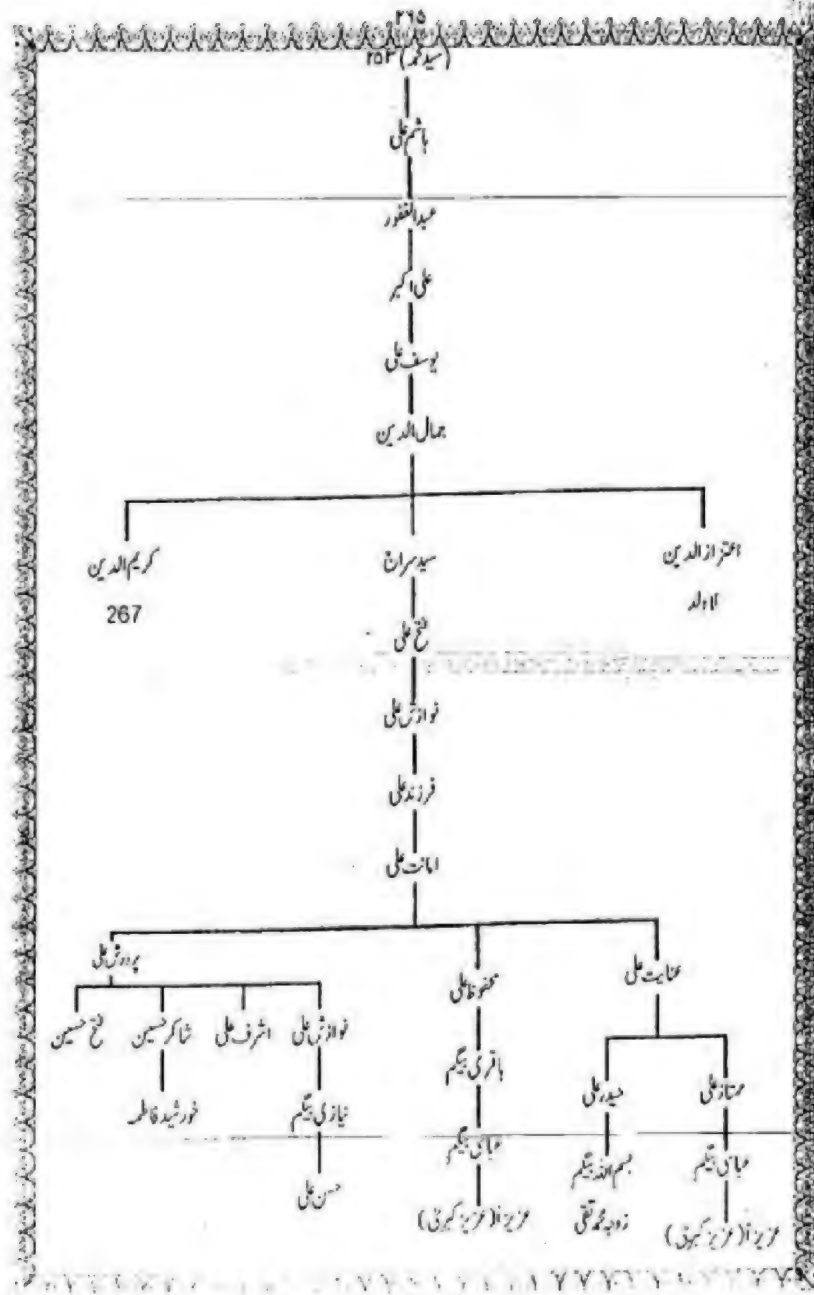
سید مصطفی (سید حسین)

عزیز کبری عرف عزیز

زوب احمد حسین

زاد محمد خود شید و سپهر

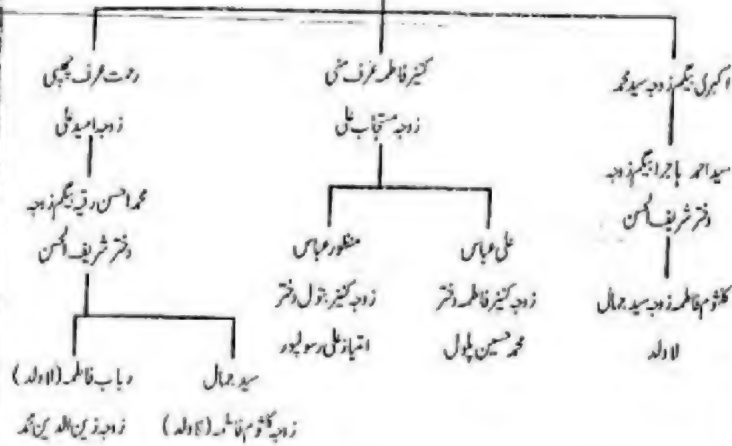
مئی 1947ء میں احمد مسین، عزیز کبریٰ، بقیس قاطر سلطان پور میں موجود تھیں اور بنت قاطر و سولہاء میں تھیں۔ احمد مسین  
 پاکستان آ گئے تھے۔ گلگت کالونی ملکان میں بسٹل ہوئے۔ اب اس خاندان میں اولاد زیادہ نہیں ہے۔ بقیس قاطر اور بنت قاطر کی  
 اولاد ہے، قرآن مسین نوج میں موبیدار تھے، ممتاز آباد ملکان میں بسٹل ہوئے۔ شیدائے قاطر زویہ، شاہد دشتی، شاہد دشتی  
 پسران، فیروز طاہرہ، نوروز طاہرہ، امیر طاہرہ، تہر طاہرہ، نسرین طاہرہ و دختران ہیں۔



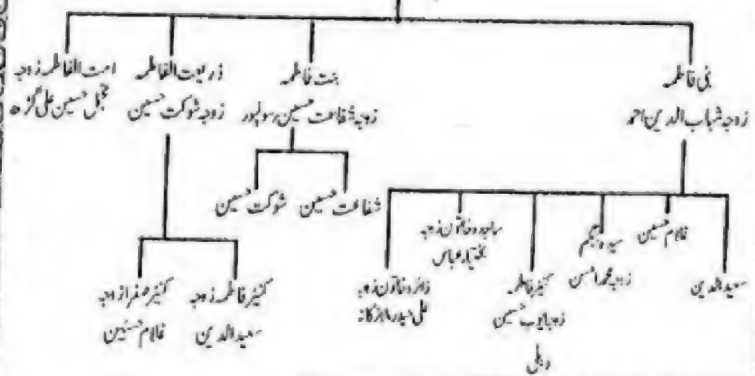
# شجرہ اناث

۲۱۱

عالمی بیگم

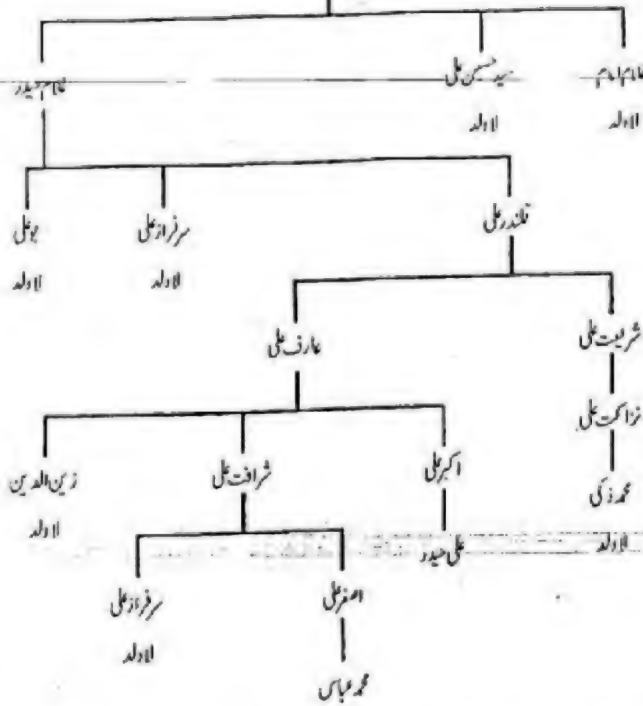


پرویش علی



شرف علی 1947ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ شیخ مسیحی اہلکات میں اور وہاں کی  
اولاد کراچی میں ہے۔ خورشید فاطمہ نے دسرا عقد وانا شیعہ ائمہ میں سے کیا

(محمد علی بن ۲۱۳)



علی حیدر گوالیار میں رہ گئے ان کی ایک بیٹی رہ کر حسین رسولپوری دوسری بیٹی فاطمہ رسولپوری محمد عباس کی اولاد احمد عباس، نسیم عباس، اسد عباس اور علی پسران اور انیس فاطمہ زوجہ محمد عباس، رئیس فاطمہ زوجہ قیصر عباس، نسیم فاطمہ زوجہ ارشد عباس، نسیم فاطمہ زوجہ محمد علی، نسیم فاطمہ زوجہ عابد علی دختر ان ہیں، ملتان میں آباد ہیں۔

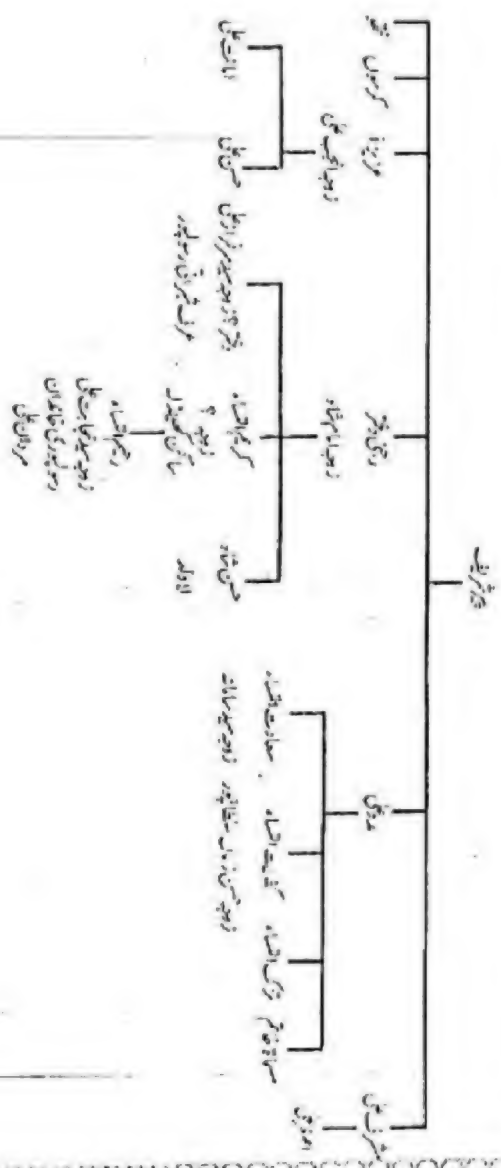
محمد عباس سے ابی مجھے مقالہ سادات نقویہ مرتبہ مولانا علی نقی صاحب قبلہ سلطانپوری کا دستیاب ہوا تھا جو عین رضا حسین رسولپوری کے نقل کردہ مقالہ سے ملتا تھا جو میں نے نقل کیا ہے۔

علی حیدر نے ہمیں گوالیار میں مئی ۱۹۹۷ء میں اسٹیٹ فرام کیا اور علی کے ذریعہ لا کر رسولپور تک پہنچایا۔ میں اور احسن ازہم و کامر علی گوالیار گئے تھے اور یہ اسطو ائے۔

بختیار

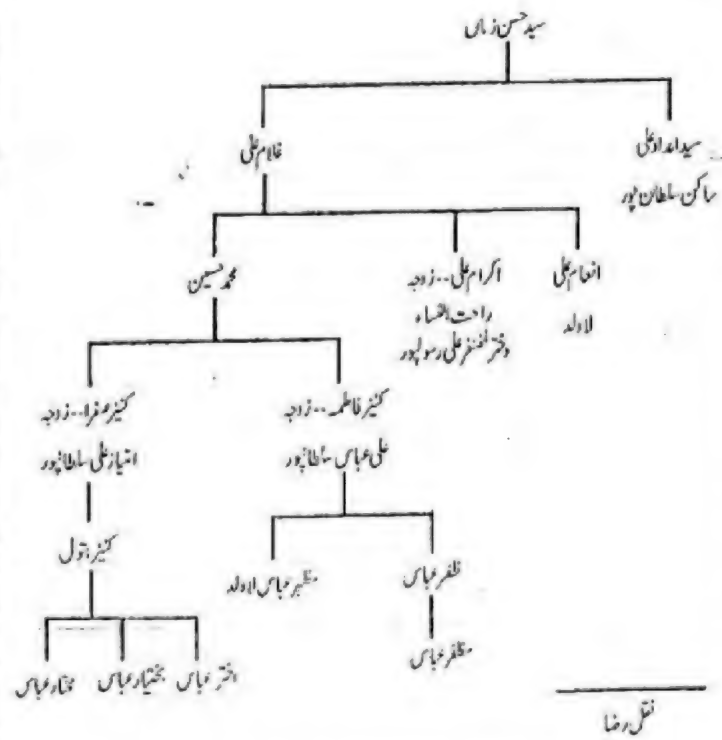


نسب نامہ سادات پلوی



جلال قصبیل اور نیوٹنی قصبی اس میں چاروں طرف ایک ٹیکہ دو ٹیکہ سید وازو تھا جو تاج کا تمام سادات کی ملکیت تھا جس میں میر اکرام علی کی نو بی بی مسجد امام بارگاہ تھا اور بجایا علی میں رہا یا آہ قصبی مسجد امام بارگاہ کے سامنے ایک مقبرہ بھی تھا جس کے متعلق محمد اسحاق صاحب پاولی راوی ہیں کہ میر سے والد نے ایک کتاب منشا میر پاولی پر لکھی تھی جس میں تحقیق کی گئی تھی کہ یہ مقبرہ "میر صادق" بنگال کا تھا جو بعد ازاں مشہور ہے امام بارگاہ کے سامنے میر نظام علی کی پختہ قبر تھی۔

یہ سارا محلہ اور اراضیات ذیلی وکلی میر مد علی کو اور اثنا عشر شریف سے ملی، پھر شریف سے اوپر نسب فراہم نہیں ہوا۔ مسماۃ کریم النساء دختر میر مد علی زوجہ سید حسن زماں سلطان پوری سے سید امداد علی، سید نظام علی دو پسران پیدا ہوئے، یہاں میر نظام علی نے رہائش اختیار کی ان کا پیشہ وکالت تھا اور چیف کورٹ لاہور میں بھی وکالت کرتے تھے ان کی اولاد اسی محلہ میں آباد رہی اور میر مد علی سلطان پور ہی میں آباد ہے۔



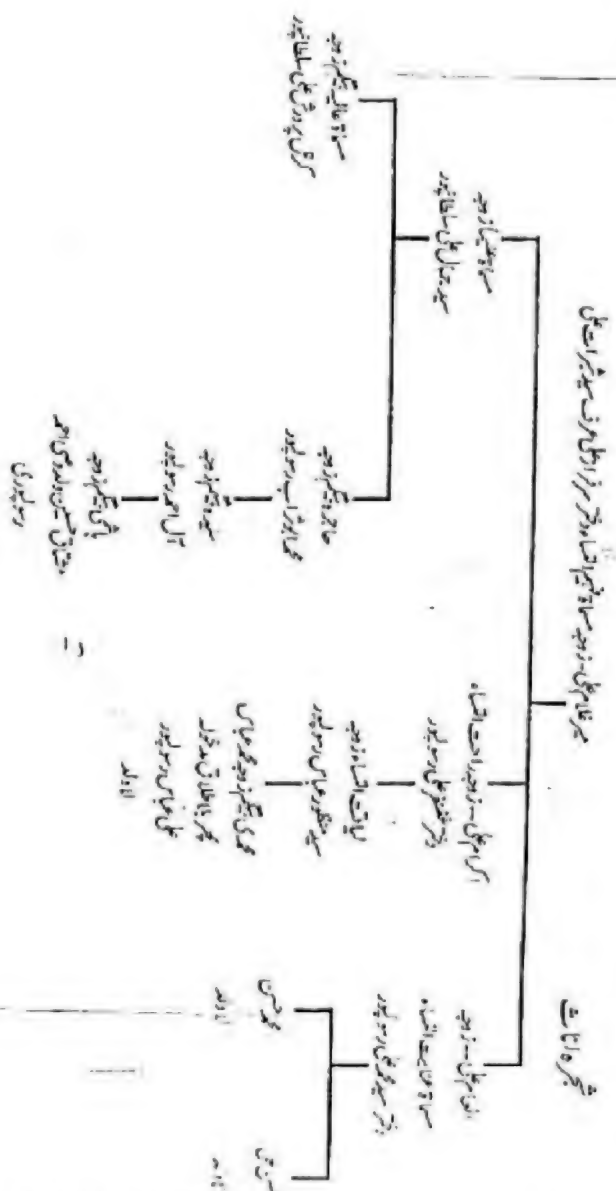
اکرام علی کی زوجہ راحت النساء دختر خنصر علی (خاندان خنصر علی) رسولپوری تھیں اور ان کی ایک لڑکی لیاقت النساء زوجہ مظہر عباس والدہ امجد علی رسولپور تھیں۔ لیکن ان سے کوئی اولاد نہ پیدائے ہوئی ایک دختر محمدی بیگم زوجہ علی عباس رسولپوری تھیں۔

محمد حسین کی دختر کنیز صفرا زوجہ امتیاز علی رسولپور (خاندان مراد علی)، کنیز فاطمہ زوجہ سید علی عباس تھیں، کنیز صفرا سے کنیز بٹول زوجہ مظہر عباس (والدہ راقم) اور کنیز فاطمہ سے ظفر عباس و مظہر عباس پسران اور عابدہ بیگم دختر تھیں۔

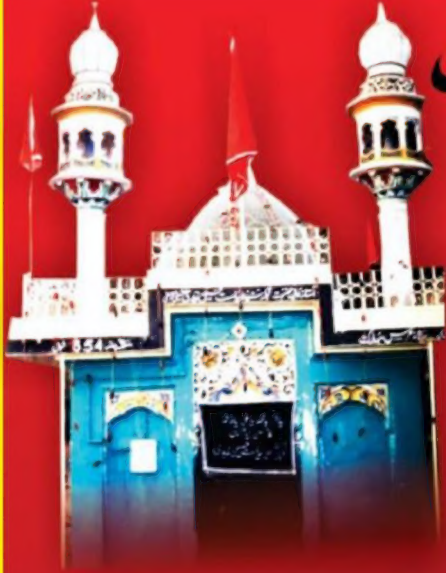
میر نظام علی نے ایک بہت بڑی مولیٰ چورنگت اس محلہ سید داؤد میں نکالی تھی اور باقی محلہ ان کی ملکیت تھامس میں اکثر مسلمان رہا کر یا دار آباد تھے۔

میر اکرام علی پٹول کے مشاہیر گروے ہیں، سید پوش اور دسترگت کوٹل کے بہر تھے۔ راحت النساء غالباً 1920ء تک حیات رہیں ان سے لیاقت النساء زوجہ مظہر عباس ایک ہی دختر تھیں ان سے محمدی بیگم زوجہ علی عباس رسولپوری تھی۔ یہ علی عباس سید آل حسن سلطانی پوری کے نواسے تھے۔ انہوں نے راحت النساء کی تمام جائیداد بچ کر کھا گئے تھی کہ جو علی میر اکرام علی صرف مبلغ چار صد روپیہ میں ایک پٹول کے مہاجن کو بچا دی اس پر والد مرحوم نے اور بھائی ظفر عباس وغیرہ نے ہر حالت سے رجوع کیا لیکن ناکامی ہوئی اور سید داؤد میں مسجد امام بارگاہ باقی رو گئے یا میر صادق کا مقبرہ دار میر نظام علی کی قبر۔ زری چاندی تو سی فروخت کر دی۔ 1940ء میں راقم اور مظہر عباس دوسرا دارالاب ہائی سکول پٹول میں داخل ہوئے تو ہماری رہائش امام بارگاہ سید داؤد میں تھی اس وقت اس حوالی کو دیکھتے تو دل کو ایک دھچک لگتا ملاکھوں کی حوالی تھی۔

محلہ میں ایک سید محمد علی تھے اور ایک ڈاکٹر تھے جو اہل حسین سلطانی پوری کے سہمی تھے رہتے تھے۔ محمد علی اس مسجد میں نماز پڑھتے تھے، پھر پٹول کے مٹان نے جو مسلمان کا بھائی تھا مسجد امام بارگاہ منہال لیا۔ اور بطریق اہل سنت نماز ہوتی تھی، چلو یہ بھی غیبت تھا بحر میں امام بارگاہ سے ملاؤں لگا تھا جسکی قیادت بھی مٹان کرتا تھا، یہی مٹان مسلمان میں بھی آگیا اور وہ مسجد جو مولیٰ مرید شاہ کی بڑو تھی اور سادات کی تھی وہ بھی منہال لی۔







# یا حجتہ القائم<sup>ؑ</sup> ادرکنی

روضہ مبارک سید السادات  
السید علاؤ الدین رسولدار رحمۃ اللہ  
زیدی الحسینی مدینہ السادات اوج شریف



سخی السید مروت حسین زیدی صاحب الحسینی رسولدار  
مکتبہ سادات زیدی رسولداران نہٹور

اس کتاب کی PDF کاپی برائے ایصالِ ثواب بزرگان

خاندان سادات زیدی رسولداران نہٹور تیار کی گئی ہے

السید کا شان رضا زیدی الحسینی رسولدار

سجادہ نشین

آستانہ عالیہ حضرت قبلہ سید ریاست حسین زیدی الحسینی رسولدار

03007579114 وٹس اپ نمبر

محله علی پور پاکپتن شریف





# یا حجتہ القائمؑ ادرکنی

روضہ مبارک سید السادات  
السید علاؤ الدین رسولدار رحمۃ اللہ  
زیدی الحسینی مدینۃ السادات اوج شریف



سخی السید مروت حسین زیدی صاحب الحسینی رسولدار  
مکتبہ سادات زیدی رسولداران نہپور

السید کاشان رضا زیدی الحسینی رسولدار

سجادہ نشین

آستانہ عالیہ حضرت قبلہ سید ریاست حسین زیدی الحسینی رسولدار

03007579114 وٹس اپ نمبر

محله علی پور پاکپتن شریف



الہد کا شان رضا زیدی الحسینی رسولدار

سجادہ لٹین

آستانہ عالیہ حضرت قبلہ الہ ریاست حسین زیدی

الحسینی رسولدار

محله مسلم پور پاک پین شریف

300-7579114

مرکز نمبر

